شب گریزاں ہوگی جلوۂ خورشید سے ☆ یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

**Extracts from the books of His Holiness Aala Hadrat Allama**
**Syed Zaheer ul Hasan Jilani Chand Puri Hasni al Hussaini**
**(May Allah be Pleased with him)**

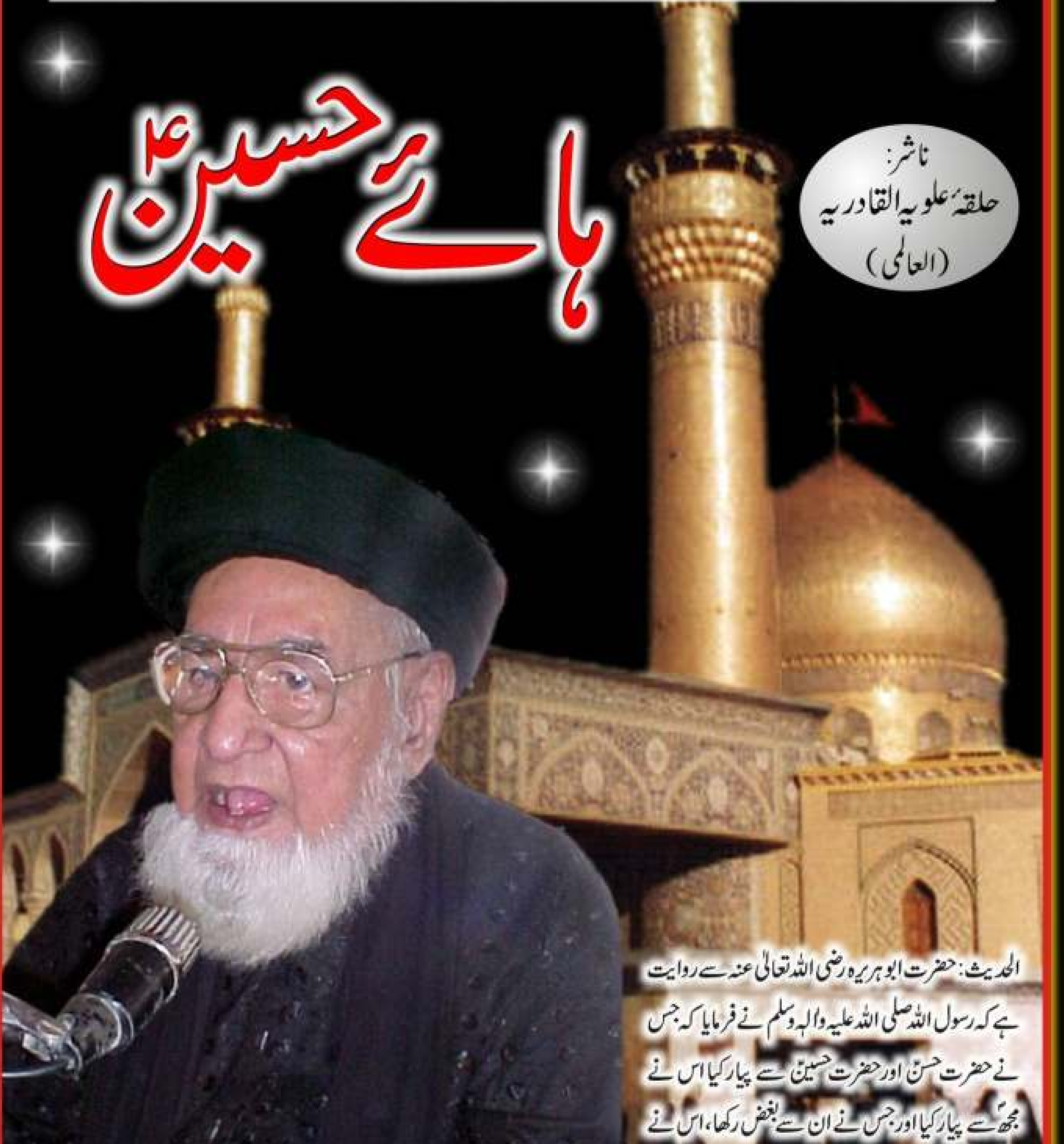

# ہائے حسینؑ

ناشر:
حلقۂ علویہ القادریہ
(العالمی)

الحدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے پیار کیا اس نے مجھؐ سے پیار کیا اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے مجھؐ سے بغض رکھا۔

(بحوالہ: امام احمد بن حنبلؒ، ابن ماجہؒ، حاکمؒ، دیلمیؒ)

**With kind permission of**
**His Excellency Syed Khurshid ul Hasan Jilani**
Compiled by: Syed Azhar Ali Alvi ul Qadri
For Students and Research Scholars world wide

اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ہائے حسینؑ

## اصحابِ صفہؓ یونیورسٹی سیریز نمبر 25

تحریر... صدرالصدور قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاندپوری رحمتہ اللہ علیہ

(انٹرنیٹ ایڈیشن)

ناشر: حلقۂ علویہ القادریہ العالمی (ٹرسٹ)

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

email: jilanione@ yahoo.com
st-8- block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan

# فہرستِ مضامین

نوٹ: اس کتاب ''ہائے حسین علیہ السلام'' میں شامل مضامین حضور صدر الصدور قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاندپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر ہیں اور ان کی کتاب ''داستانِ حرم'' سے لئے گئے ہیں۔

نیلی روشنائی (blue font) میں تاریخی حوالے طبقات ابنِ سعد اور علامہ حافظ عماد الدین ابنِ کثیر دمشقی کی کتاب البدایہ والنہایہ اور علامہ ابی جعفر محمد بن جرید الطبری کی مشہور تاریخ ''تاریخ الامم الملوک'' سے ماخوذ ہیں۔


1۔ابتدائیہ ---------------------------- 11

2۔داستانِ خون آشام ---------------------------- 30

2.1۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی روانگیٔ کوفہ ---------------- 31

2.2۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی کوفہ میں آمد ---------------- 31

2.3۔بنی تمیم کے غلام کی مخبری ---------------- 32

2.4۔ہانیؓ بن عروہ کی طلبی ---------------- 33

2.5۔حضرت ہانیؓ بن عروہ کی گرفتاری ---------------- 33

2.6۔قصرِ ابنِ زیاد کا محاصرہ ---------------- 34

2.7۔حضرت مسلمؓ بن عقیل سے کوفیوں کی بدعہدی ---------------- 34

2.8۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی گرفتاری ---------------- 35

2.9۔امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن مطیع میں گفتگو ---------------- 35

2.10۔اہلِ مکہ کی امام حسین علیہ السلام سے عقیدت ---------------- 36

2.11۔اہلِ کوفہ کی عہدشکنی ---------------- 47


Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) st 8, block 10-A Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

2.12۔طوعہ کی حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کو امان ---------- 49

2.13۔حضرت ابنِ عقیلؓ کی گرفتاری یا قتل کا اعلان ---------- 50

2.14۔ابنِ اشعث اور حضرت ابنِ عقیلؓ کی جنگ ---------- 51

2.15۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی شجاعت ---------- 52

2.16۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ اور سُلمی ---------- 53

2.17۔ابن اشعث سے حضرت ابن عقیلؓ کی وصیت ---------- 53

2.18۔ابن اشعث کا قاصد ---------- 54

2.19۔ابن زیاد کا امان دینے سے انکار ---------- 54

2.20۔مسلم بن عمرو باہلی کی گستاخی ---------- 55

2.21۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی پانی پینے سے محرومی ---------- 55

2.22۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی ابن سعد کو وصیت ---------- 56

2.23۔ابن زیاد اور حضرت ابنِ عقیلؓ کی تلخ کلامی ---------- 57

2.24۔حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی شہادت ---------- 59

2.25۔ابنِ اشعث کی ہانیؓ کیلئے امان طلبی ---------- 59

2.26۔حضرت ہانیؓ بن عروہ کو قتل کرنے کا حکم ---------- 60

2.27۔حضرت ہانیؓ بن عروہ کا قتل ---------- 60

2.28۔عبدالاعلی کلبی کا قتل ---------- 60

2.29۔یزید کا خط ابن زیاد کے نام ---------- 62

2.30۔مختار اور عبداللہ بن حارث کی گرفتار ---------- 62

## 3۔شہادتِ خلیفۂ راشد امام حسین علیہ السلام ---------- 66

3.1۔سانحۂ کربلا۔61ھ میں شروع ہوا ---------- 66

3.2۔حضرت حسین علیہ السلام کا شراف میں قیام ---------- 66

3.3۔حُر کا لشکر ---------- 67

3.4۔حر کے ایک سپاہی سے حسن سلوک ---------- 68

3.5۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی نمازِ ظہر کی امامت ---------- 68


Publisher: HALQA E ALVIA UE QADRIA (trust)
st-8, block 10-A Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan

3.6۔حضرت امام حسین علیہ السلام کا لشکرِ حر سے خطاب 69

3.7۔حر کی مزاحمت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خفگی 70

3.8۔حضرت امام حسین علیہ السلام کو حر کا مشورہ 70

3.9۔حضرت امام حسین علیہ السلام کا بیضہ میں خطبہ 70

3.10۔حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذی حُسم میں خطبہ 71

3.11۔حضرت زہیرؓ بن قیس بجلی کا جذبۂ جہاد 72

3.12۔طِرماح ابن عدی کی آمد 73

3.13۔حُر کا طرماح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا قصد 73

3.14۔قیس بن مسہر کی شہادت کا بیان 74

3.15۔طرماح کا حضرت حسین علیہ السلام کو کوہ اَجا پر جانے کا مشورہ 75

3.16۔طرماح کی روانگیٔ کوفہ 76

3.17۔حضرت حسین علیہ السلام اور عبید اللہ بن الحر 76

3.18۔حضرت حسین علیہ السلام کو شہادت کی بشارت 77

3.19۔حضرت حسین علیہ السلام کا نینوا میں قیام 77

3.20۔ابنِ زیاد کے قاصد کی آمد 78

3.21۔ابوشعثاء یزید بن مہاجر کی قاصد سے گفتگو 78

3.22۔زہیرؓ بن قیس کا حملہ کرنے کا مشورہ 79

3.33۔حضرت امام حسین علیہ السلام کا عقر (کربلا) میں قیام 79

3.34۔حمزہ بن مغیرہ کا ابن سعد کو مشورہ 80

3.35۔عبداللہ بن یسار اور ابن سعد 80

3.36۔ابن سعد کی حضرت امام حسین علیہ السلام پر فوج کشی 81

3.37۔کثیر بن عبداللہ شعبی 81

3.38۔قرۃ بن قیس حنظلی کی سفارت 82

3.39۔ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد 82

3.40۔ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کرنے کا حکم 83

3.41۔عبداللہ بن ابی حصین کو حضرت حسین علیہ السلام کی بد دعا 84


Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust)

3.42۔عبداللہ بن ابی حصین کا انجام ---- 84
3.43۔حسینیؑ قافلہ پر شدتِ پیاس کا غلبہ ---- 84
3.44۔امام حسین علیہ السلام اور ابن سعد کی ملاقات ---- 85
3.45۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی تین شرائط ---- 86
3.46۔شمر بن ذی الجوشن کی فتنہ انگیزی ---- 86
3.47۔ابن زیاد کا جنگ کرنے کا حکم ---- 87
3.48۔شمر کے بھانجوں کیلئے امان ---- 88
3.49۔ابن سعد کا جنگ کرنے کا قصد ---- 88
3.50۔حضرت امام حسین علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بشارت ---- 89
3.51۔حضرت عباسؓ بن علیؑ ---- 89
3.52۔حضرت زہیرؓ بن قیس اور عزرہ کی گفتگو ---- 90
3.53۔ایک رات کی مہلت ---- 91
3.54۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے ہمراہیوں کو جانے کی اجازت ---- 92
3.55۔ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر ---- 93
3.56۔آلِ عقیلؓ کا جذبہ جہاد ---- 93
3.57۔حضرت مسلمؓ بن عوسجہ اور حضرت سعدؓ بن عبداللہ کا استقلال ---- 94
3.58۔حضرت زہیرؓ بن قیس کی استقامت ---- 95
3.59۔حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا بیان ---- 95
3.60۔حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی آہ وزاری ---- 95
3.61۔حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کو حضرت امام حسین علیہ السلام کا دلاسہ ---- 96
3.62۔حسینیؑ قافلے کی عبادت گزاری ---- 97
3.63۔ابوحرب کی بدکلامی ---- 97
3.64۔حسینیؑ لشکر کی ترتیب ---- 98
3.65۔ابن سعد کے لشکر کی صف بندی ---- 98
3.66۔عبدالرحمٰنؓ بن عبدربہ اور بریرؓ بن حضیر ---- 99
3.67۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا ---- 99

Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust)

3.68۔شمر بن ذی الجوشن کی بدکلامی ---------- 100
3.69۔جنگ میں پہل کرنے سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ممانعت ---------- 100
3.70۔امام حسین علیہ السلام کا تاریخی خطبہ ---------- 101
3.71۔حضرت زہیرؓ بن قیس کا خطاب ---------- 103
3.72۔حضرت زہیرؓ بن قیس اور شمر بن ذی الجوشن ---------- 104
3.73۔حضرت زہیرؓ بن قیس کو واپسی کا حکم ---------- 105
3.74۔حُر کی ابن سعد سے گفتگو ---------- 105
3.75۔حر کی حسینی لشکر کی طرف پیش قدمی ---------- 106
3.76۔حر کی ابن سعد سے علیحدگی ---------- 106
3.77۔حُر کا اپنے قبیلہ سے خطاب ---------- 107
3.78۔ابن سعد کا پہلا تیر ---------- 108
3.79۔عبدؓاللہ بن عمیر کلبی ---------- 108
3.80۔یسار اور سالم کا قتل ---------- 109
3.81۔ام وہبؓ کا جذبہ جانثاری ---------- 110
3.82۔عبداللہ بن حوزہ کا انجام ---------- 110
3.83۔مسروق بن وائل کا ابن حوزہ کے متعلق بیان ---------- 111
3.84۔یزید بن معقل اور بریرؓ میں مباہلہ ---------- 111
3.85۔یزید بن معقل کا قتل ---------- 112
3.86۔بریرؓ بن حضیر پر حملہ ---------- 112
3.87۔علی بن قرظہ کا قتل ---------- 113
3.88۔یزید بن سفیان کا قتل ---------- 113
3.89۔مزاحم بن حریث کا خاتمہ ---------- 114
3.90۔حسینی لشکر کا پہلا زخمی ---------- 114
3.91۔معرکۂ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت ---------- 115
3.92۔عبدؓاللہ بن عمیر کلبی کی شہادت ---------- 115
3.93۔اصحابِ حسین علیہ السلام کا شدید حملہ ---------- 116

Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) st-a, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...jilani...@yahoo.com

3.94۔شبث بن ربعی کا لڑنے سے گریز ---------- 116
3.95۔حرؒ کی شمشیر زنی ---------- 117
3.96۔ابن مشرح کا بیان ---------- 117
3.97۔حسینیؑ خیموں پر حملہ ---------- 118
3.98۔ام وہبؓ کی شہادت ---------- 118
3.99۔حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ پر شمر کا حملہ ---------- 119
3.100۔شمر بن ذی الجوشن کی پسپائی ---------- 119
3.101۔حضرت حبیبؓ بن مظاہر کی شہادت ---------- 119
3.102۔قاسم بن حبیب کا انتقام ---------- 120
3.103۔زہیرؓ بن قیس اور حرؓ کی شجاعت ---------- 121
3.104۔نمازِ خوف ---------- 122
3.105۔حضرت زہیرؓ بن قیس کا رجز ---------- 122
3.106۔حضرت نافعؓ بن ہلال کی شجاعت و شہادت ---------- 122
3.107۔پسرانِ عزرہ غفاری کی تمنا ---------- 123
3.018۔سیفؓ و مالکؓ کی بے قراری ---------- 123
3.109۔حنظلہؓ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے خطاب ---------- 124
3.110۔حضرت حنظلہؓ بن اسعد کی شہادت ---------- 124
3.111۔حضراتِ سیفؓ و مالکؓ کی شہادت ---------- 125
3.112۔حضرت شوذبؓ کی شہادت ---------- 125
3.113۔حضرت عابسؓ بن ابی شبیب کی شجاعت و شہادت ---------- 125
3.114۔ضحاک بن عبداللہ مشرقی ---------- 126
3.115۔ضحاک کو میدانِ جنگ سے جانے کی اجازت ---------- 127
3.116۔یزید بن زیاد کا رجز و شہادت ---------- 127
3.117۔عمرؓ بن خالد، سعدؓ اور جابرؓ بن حارث کی شہادت ---------- 128
3.118۔حضرت علیؓ بن حسین علیہ السلام کی شہادت ---------- 128
3.119۔حمید بن مسلم کا بیان ---------- 129

Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300 Pakistan. email: ...@yahoo.com

3.120۔ حضراتِ عونؓ و محمدؓ کی شہادت ---- 129

3.121۔ حضراتِ عبدؓالرحمٰن و جعفرؓ پسرانِ عقیلؓ کی شہادت ---- 130

3.122۔ حضرت قاسمؑ بن امام حسن علیہ السلام کی شہادت ---- 130

3.123۔ حضرت قاسم علیہ السلام کی شہادت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا اضطراب ---- 130

3.124۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر ابن نسیر کندی کا حملہ ---- 131

3.125۔ حضرت عبدؓاللہ بن حسین علیہ السلام کی شہادت ---- 132

3.126۔ حضراتِ عبدؓاللہ و جعفرؓ و عثمانؓ پسرانِ علی علیہ السلام کی شہادت ---- 132

3.127۔ ہانی حضرمی کا بیان ---- 133

3.128۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر پیاس کا غلبہ ---- 133

3.129۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ابانی کو بددعا ---- 133

3.130۔ حسینیؑ چشموں پر شمر کی پیش قدمی و واپسی ---- 134

3.131۔ شمر اور ابوالجنوب جعفی میں سخت کلامی ---- 134

3.132۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر حملہ ---- 135

3.133۔ بحر بن کعب کا انجام ---- 136

3.134۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ---- 136

3.135۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یورش ---- 137

3.136۔ شہادتِ حضرت امام حسین علیہ السلام ---- 138

3.137۔ اہلِ بیتؓ سے ناروا سلوک ---- 138

3.138۔ معرکۂ کربلا کے آخری شہید ---- 138

3.139۔ حضرت علیؓ اصغر بن حسین علیہ السلام ---- 139

3.140۔ سنان بن انس ---- 139

3.141۔ عقبہ بن سمعان اور مرقع بن ثمامہ ---- 140

3.142۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسم کی پامالی ---- 140

3.143۔ شہدائے کربلا ---- 141

3.144۔ سرِ حسین علیہ السلام کی روانگیٔ کوفہ ---- 141

3.145۔ اہلِ بیتؓ کی روانگیٔ کوفہ ---- 142


Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust)
st-a block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300 Pakistan

3.146۔سرِ حسین علیہ السلام سے ابنِ زیاد کی گستاخی ---------- 142
3.147۔حضرت سیدہ زینب بنتِ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ---------- 143
3.148۔حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور ابن زیاد ---------- 144
3.149۔حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے قتل کا حکم ---------- 144
3.150۔حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی شدید مخالفت ---------- 145
3.151۔مسجدِ کوفہ میں اعلانِ فتح ---------- 145
3.152۔عبداللہؓ بن عفیف ازدی ---------- 146
3.153۔ابن عفیفؓ ازدی کی شہادت ---------- 146
3.154۔سرِ حسین علیہ السلام کی کوفہ میں تشہیر ---------- 147
3.155۔شہادتِ حسین علیہ السلام پر یزید کا اظہارِ تاسف ---------- 147
3.156۔اہلبیتؓ کی روانگیٔ کوفہ ---------- 148
3.157۔شہادتِ امام حسین علیہ السلام پر یحیٰی بن حکم کے اشعار ---------- 148
3.158۔اہلبیتؓ کی دربارِ یزید میں طلبی ---------- 149
3.159۔شاہی حرم میں شہادتِ حسین علیہ السلام پر ماتم ---------- 150
3.160۔حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے حسن سلوک ---------- 151
3.161۔سانحۂ کربلا پر یزید کا اظہارِ افسوس ---------- 151
3.162۔اہلِ بیتؓ کی روانگیٔ حجاز ---------- 151
3.163۔زندان خانہ میں رقعہ ---------- 152
3.164۔یزید کا اعتراف ---------- 153
3.165۔اہلِ بیتؓ سے یزید کا حسن سلوک ---------- 153
3.166۔سرِ امام حسین علیہ السلام کے متعلق دوسری روایت ---------- 154
3.167۔یزید اور ابو برزہؓ اسلمی ---------- 155
3.168۔شہادتِ امام حسینؑ کی مدینہ میں اطلاع ---------- 156
3.169۔حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ کا صبر وایثار ---------- 157
3.170۔ام لقمانؓ بنتِ عقیلؓ کا نوحہ ---------- 157
3.171۔حکمائے قتلِ حسین علیہ السلام کی طلبی ---------- 158

Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) st-8 block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300 Pakistan

3.172۔شہدائے بنی ہاشم ---------------------------------------------- 159

3.173۔عبیداللہ بن حر --------------------------------------------------- 161

3.174۔عبیداللہ بن حر کے اشعار ----------------------------------------- 161

3.175۔ابوبلال مرداس کا خروج ------------------------------------------ 164

3.176۔ابوبلال کا خاتمہ ------------------------------------------------- 165

3.177۔امارتِ خراسان پر سلم بن زیاد کا تقرر ------------------------------ 165

3.178۔یزید کی عباد سے جواب طلبی --------------------------------------- 166

3.179۔اہلِ بصرہ کا جوش جہاد ------------------------------------------- 166

3.180۔یزید بن زیاد کی روانگیٔ سجستان ---------------------------------- 167

3.181۔مہلب کی کارگذاری ---------------------------------------------- 167

3.182۔سلم بن زیاد کی سمرقند پر فوج کشی ---------------------------------- 168

3.183۔عمرو بن سعید کی معزولی ----------------------------------------- 168


☆☆☆☆☆

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجب المرجب سن 60ھ میں یزید کے باپ کی وفات کے بعد جب یزید سلطنتِ بنی امیہ کا وارث ہوکر تخت نشین ہوا تو اس وقت اس کی عمر 23 سال تھی کیونکہ مؤرخین اس کی پیدائش کا سال 36ھ یا سن 37ھ قرار دیتے ہیں (تاریخ اور مہینہ نا معلوم)۔ اس نے حکومتِ سنبھالنے کے بعد اپنے باپ کے نائبین کو صوبوں پر برقرار رکھا اور کسی ایک کو بھی نہ معزول کیا اور نہ کسی کا تبادلہ کر کے کسی تبدیلی کو پسند کیا۔ لوگوں کے نزدیک یہ اس کی ذہانت اور عمدہ حکمتِ عملی تھی۔

ہشام بن محمد الکلبی نے بحوالہ ابو مخنف لوط بن یحیٰ کوفی کے حوالے سے بیان کیا ہے (لوط بن یحیٰ ایک مؤرخ تھا) کہ یزید بن معاویہ سن 60ھ کے ماہ رجب میں جب حکمران بنا اس وقت مدینہ منورہ کے امیر ولید بن عقبہ بن ابی سفیان اور امیر کوفہ نعمان بن بشیر اور امیر مصر عبید اللہ بن زیاد اور امیرِ مکہ عمرو بن سعید بن العاص تھے۔ یزید نے صرف اس خواہش سے اپنے ان حکام کو مطلع کیا کہ وہ لوگ جنھوں نے حضرت معاویہ کے مطالبہ اور کہنے پر یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا، اب اس کے حکمران بن جانے کے بعد بیعت کرلیں اور یہ ان تمام حکام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے تمام لوگوں سے جس طرح سے بھی ممکن ہو یزید کی بیعت لے لیں اور سب سے پہلے اس کام کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوں۔ سب سے پہلے اس نے نائب مدینہ ولید بن عقبہ کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ خط امیر المومنین یزید بن معاویہ بن ابو سفیان کی طرف امیر مدینہ ولید بن عقبہ کی طرف ہے۔ اما بعدہ، حضرت امیر معاویہ، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا اور خلیفہ بنایا، مالک بنایا اور انھیں قوت دی۔ وہ ایک اندازہ کے ساتھ زندہ رہے



Publisher: HALQA E AULIA UL QADRIA (trust) ... Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi 75300 Pakistan. email: ...@yahoo.com

اور وقت ختم ہونے پر فوت ہو گئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ وہ قابلِ تعریف صورت میں زندہ رہے اور نیک و متقی ہونے کی حالت میں فوت ہوئے۔ والسلام۔''

اور اس نے ایک ورق پر جو چوہے کے کان کی طرح تھا، ولید بن عقبہ کو لکھا:

''امابعدہ، حضرت حسینؑ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ العوام کو بیعت کیلئے سختی سے پکڑو۔ اور اس کام میں کسی قسم کی نرمی نہیں حتیٰ کہ وہ بیعت اختیار کرلیں۔ والسلام۔''

جب ولید بن عقبہ کو یزید کا خط ملا تو اس کو حضرت معاویہ کے مرنے کی اطلاع سے صدمہ پہنچا۔ بالخصوص بیعت کے سلسلے میں یزید کا سختی سے پیش آنے کا حکم اسے گراں گزرا۔ اس نے مروان کو پیغام بھیجا اور جب مروان ابن الحکم اس کے پاس آیا تو اس نے وہ خط پڑھ کر مروان کو سنایا اور مشورہ طلب کیا۔ مروان نے کہا کہ میری رائے میں حسینؑ ابن علیؑ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بن العوام کو معاویہ کے مرنے کی اطلاع نہ ہونی چاہئیے، ان سب کو فرداً فرداً بلاؤ اور یزید کیلئے ان سے بیعت لو اور ان میں سے جو شخص بھی بیعت سے انکار کرے اسے فوراً قتل کردو۔

چنانچہ ولید بن عقبہ نے فوراً عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کو حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن زبیر بن العوام کو بلا کر لانے کیلئے بھیجا۔ یہ دونوں حضرات مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں تھے۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ نے ان دونوں کو ولید بن عقبہ کا پیغام پہنچایا۔ ان دونوں حضرات نے عبداللہ بن عمرو سے فرمایا کہ آپ واپس جا کر ولید بن عقبہ کو اطلاع دیں کہ ہم اس کے پاس آرہے ہیں۔ جب وہ واپس چلا گیا تو حضرت حسین ابن علی علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ معاویہ ہلاک ہو گیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے کہا بے شک میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس کے بعد

حضرت امام حسین علیہ السلام مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے اٹھے اور اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر ولید بن عقبہ کے دارالامارات پہنچے اور اندر جانے کی اجازت طلب کی اور اپنے غلاموں کو دروازے کے باہر چھوڑا اور انھیں حکم دیا کہ تم اگر کوئی ایسی آواز سنو کہ جس سے خطرہ کا اظہار ہوتا ہو تو بے دریغ اندر داخل ہو جانا۔ یہ فرما کر امام حسین علیہ السلام اکیلے ہی اندر داخل ہو گئے اور ولید بن عقبہ کے پاس مروان بن الحکم بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آپؑ نے اسلامی سلام کیا اور ولید بن عقبہ کے پاس بیٹھ گئے۔ ولید نے آپؑ کو یزید کا خط سنایا اور بیعت طلب کی۔ معاویہ بن ابوسفیان کے انتقال کی خبر سن کر انھوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون فرمایا اور فرمایا کہ ”اللہ رب العزت معاویہ پر رحم کرے اور تجھے بڑا اجر دے اور جہاں تک بیعت کی دعوت کا معاملہ ہے تو اے ولید بن عقبہ! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا جیسا کوئی شخص بھی پوشیدہ طور پر بیعت کو پسند نہیں کرے گا، تاہم بیعت کے بارے میں تم سب میرے موقف سے آگاہ ہو، البتہ تم لوگوں کو ایک جگہ جمع کرلو، ان کے ساتھ میں بھی موجود ہوں گا اور پھر فیصلہ ہو جائے گا۔ تم میرے بارے میں جلد بازی نہ کرو“۔ (ولید بن عقبہ بنی امیہ کے لوگوں میں زیادہ عاقبت پسند شمار ہوتا تھا) اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اچھا تو آپؑ اللہ کا نام لے کر واپس تشریف لے جایئے اور جماعت کے ساتھ ہمارے پاس آیئے۔ مروان نے ولید سے کہا واللہ اگر تجھ سے جدا ہو گئے اور اس وقت بیعت نہ کی تو ان کے اور تمھارے درمیان ایک بڑا قتال ہوگا، انھیں روکیئے اور بیعت کئے بغیر جانے نہ دیجیے، بصورتِ دیگر انھیں قتل کر دیجیے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ ”اے ابنِ زرقاء! تو مجھے قتل کر سکتا ہے؟ واللہ تو جھوٹا ہے اور تو نے اس وقت بھی جھوٹ بولا اور گناہ کیا ہے“۔ پھر آپؑ وہاں سے واپس ہوئے تو مروان نے ولید سے کہا کہ خدا کی قسم! اس کے بعد تو انھیں کبھی نہیں دیکھے گا۔ ولید بن عقبہ نے مروان سے کہا کہ ”اے مروان! خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ دنیا و آخرت میں میرے لئے سوائے تباہی اور رسوائی

کے اور کچھ باقی نہ رہے۔ میں اور حضرت حسینؑ کو قتل کروں؟ سبحان اللہ! میں محض اس قول پر کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا، حضرت حسینؑ کو قتل کروں تو واللہ مجھے یقین ہے میزانِ قیامت میں میرا پلڑا ہلکا ہوگا اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ جو کوئی شخص حضرت حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کرے گا، قیامت کے روز اس کا ترازو ہلکا ہوگا''۔

اس کے بعد ولید نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بن العوام کی طرف پیغام بھیجا اور جو باتیں حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئی تھیں، وہ ان سے پوشیدہ رکھنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ابن زبیرؓ بن العوام کو سارا واقعہ معلوم ہوگیا۔ پہلے تو انھوں نے ایک دن اور ایک رات ولید کے پاس آنے کیلئے ٹال مٹول کی، پھر اس کے پاس جانے سے انکار فرمادیا اور اپنے بھائی جعفر اور اپنے تمام غلاموں کے ساتھ ''النوع'' کے راستہ مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس کی اطلاع جب ولید بن عقبہ کو ہوئی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے تعاقب میں پیدل اور گھڑ سوار دستہ روانہ کیا لیکن وہ دستہ آپ پر قابو پانے کی سکت نہ رکھتا تھا اس لئے واپس ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی جعفر نے راستہ میں مشہور عرب شاعت صبرۃ الحنظلی کا یہ شعر پڑھ کر سنایا:

عنقریب ماؤں کے تمام بیٹے رات کا وعدہ کر کے ٹالیں گے اور اولاد میں سے ایک کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے کہا کہ تیرا اس سے کیا مقصد ہے؟ جعفر نے کہا بھائی خدا کی قسم! میرا مقصد آپ کو دکھ دینا نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا لیکن جو الفاظ تمھاری زبان سے جاری ہوئے وہ مجھے سخت ناپسند ہیں۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ ابن زبیرؓ نے اس شعر سے بدشگونی کا خیال کیا تھا۔

حضرت ابن زبیر بن العوام کی وجہ ہی سے غالباً ولید بن عقبہ نے حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی طرف زیادہ توجہ نہ دی تھی یا پھر اپنے قول کے مطابق آخرت کا خسارہ اسے منظور نہ ہو۔ بہر حال وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بیعت کیلئے جب بھی پیغام بھیجتا تھا تو امام علیہ السلام

جواب دیتے تھے کہ تم انتظار کرو، ہم بھی منتظر ہیں۔ تا آنکہ رجب المرجب کا مہینہ ختم ہونے والا تھا۔ 2 تاریخ کو اتوار کی شب آپؑ نے تمام خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جمع فرمایا اور اپنے سفر کے ارادہ کا اظہار فرمایا تو سب نے آپؑ کی سربراہی میں موت اور زندگی کو قبول کیا۔ حضرت امام الآئمہ سیدنا امام حسن علیہ السلام کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے والد امام حسن علیہ السلام کے خلیفۂ راشد اور مریدینِ باصفا کے مرشدِ اعلیٰ ہونے کے ساتھ ہی حضور امام حسین علیہ السلام کے فرزندِ نسبتی (داماد) اور بھتیجے بھی تھے، بار بار ہم راہی کی التجا کرتے تھے لیکن امام حسین علیہ السلام ان کی درخواست کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت خلیفۂ راشد حسن مثنیٰ علیہ السلام کی شریکِ حیات (زوجہ محترمہ) تھیں، علیل تھیں اور وہ بھی شریکِ سفر ہونے کیلئے بضد تھیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جو اس سفر کے انجام سے باخبر تھے اور انھیں نورِ امامت سے سب کچھ نظر آرہا تھا تو وہ بظاہر تو اس لئے کہ سیدہ فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا علیل تھیں اور ان کی تیمارداری کیلئے ان کے شوہر مرشدِ اعلیٰ حسن مثنیٰ علیہ السلام کا مدینہ میں قیام ضروری تھا اور بہ لحاظِ باطن وہ اپنے بھائی اور امام حسن علیہ السلام کی نسل کی بقا کا اہتمام فرما رہے تھے کیونکہ خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں یہ نسل ہی تو وہ نسل ہے جو دونوں بھائیوں یعنی جنت کے سرداروں کی مشترکہ نسل ہے۔ حضرت مرشدِ اعلیٰ مریدینِ باصفا اور خلیفۂ راشدِ حسنؑ مجتبیٰ سیدنا حسن مثنیٰ علیہ السلام اور گل نو شگفتہ نوجوان علی اوسط علیہ السلام (جنھیں غلط طور پر علیؑ اکبر کہا جاتا ہے) کے ذریعہ یہ نسل پاک آگے چلی۔ واضح ہو کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد تین صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں پر مشتمل ہے۔ آپؑ کے تین بیٹے (1 امام علی اکبر علیہ السلام جنھیں امام زین العابدین علیہ السلام کہا جاتا ہے، (2) حضرت سیدنا علی اوسط علیہ السلام جنھیں غلطی سے علی اکبر

علیہ السلام مشہور کر دیا گیا ہے اور (3) حضرت علی اصغر علیہ السلام شہید کم سن چھ ماہ ہیں۔

جس طرح حضرت سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے تینوں صاحبزادوں کے نام اپنے والد ماجد کے نام پر علیؑ رکھے تھے، بالکل اسی طرح اپنی تینوں صاحبزادیوں کے نام بھی اپنی والدہ ماجدہ جنابِ سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسمِ گرامی پر ''فاطمہؑ'' تھے تھے۔ چنانچہ آپؑ کی سب سے بڑی صاحبزادی جناب سیدہ فاطمۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا، منجھلی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الوسطیٰ سلام اللہ علیہا اور چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الصغریٰ سلام اللہ علیہا تھیں جن کا لقب آپؑ نے سکینہؑ تجویز فرمایا تھا (واضح ہو کہ ''سکینہ'' اللہ رب العزت کی طرف سے مخصوص نعمت ہے، یہ نعمت خاص طور پر حضور اکرم نورِ مجسم فخرِ بنی آدم حضرت احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر معراج کی شب نازل ہوئی اور اہلِ ذاتِ نبی علیہ السلام کا مخصوص ورثہ قرار پائی، قرآن مجید میں اس نعمت کے نزول کا ذکر ہے)۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت فاطمۃ الکبریٰؑ حضرت سید الآئمہ سیدنا امام عالی مقام مولا حسن علیہ السلام کے فرزند حضرت حسن مثنیٰؑ علیہ السلام کی منکوحہ تھیں۔ آپؑ کے بطن سے حضرت عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کئی صاحبزادے اور صاحبزادیاں پیدا ہوئے۔ حضرت مرشدِ اعلیٰ سلسلۂ حسنی مولا حسن مثنیٰؑ علیہ السلام کے وصال کے بعد آپؑ کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ مظلوم شہید کے پوتے سے ہو گیا تھا اور ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مشہور وہ صاحبزادے ہیں جن کا لقب دیباج تھا جو محض حضرت عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماں جایہ بھائی ہونے کے جرم میں عباسی آمروں (جعفر المنصور وغیرہ) کی درندگی کا شکار ہوئے جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ اوراق میں پیش کی جائے گی۔ حضرت امام عالی مقام سید الشہداء حسین علیہ السلام کی منجھلی صاحبزادی کا نام ''غلط العوام'' کے مقولے کے مطابق فاطمۃ الصغریٰؑ مشہور ہو گیا اور اسی لحاظ سے ان کی شادی اور مہندی وغیرہ کی کہانی اور حضرت قاسمؑ بن

الحسنؑ کے کربلا میں دولہا بننے کی رسموں کا ذکر شاعرانہ تخیل کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور محض زیبِ داستان کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو نہایت افسوسناک بات ہونے کے علاوہ اہلبیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ظالمانہ مذاق بھی ہے اور اس ظالمانہ رویہ اور سلوک کی ابتدا سید الآئمہ سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسن علیہ السلام پر تہمتوں اور بہتان لگا کر نہایت ظالمانہ انداز میں کی گئی اور وہ لوگ خود کو شیعانِ علیؑ بھی کہتے تھے۔ایسے ہی شیعانِ علیؑ حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کو بھی تہمتوں اور بہتان طرازیوں کا شکار بنا رہے تھے جس کی اندھی تقلید نے آج تک اولادِ حسن علیہ السلام کا تعاقب جاری رکھا ہوا ہے۔امام حسن علیہ السلام کے چار صاحبزادوں نے کربلا میں اپنے عم محترم اور امام برحق کے قدموں پر اپنا (اپنے بچپن اور نوجوانی کا) تازہ سرخ سرخ خون چھڑک کر جو فداکاری کی شہادت رقم کی تھی، کون ہے جو اس پر دروغ و کذب کی سیاہی صرف زیبِ داستان کی خاطر یا جھوٹی اثر انگیزی کی تہمت سے پھیر دینے کو پسند کرے گا۔لیکن ان جھوٹے شیعانِ علیؑ اور نادان دوستانِ اہلبیتؓ کے اثر و رسوخ سے پیدا کردہ برائی کو جو روافض ہی کا طرۂ امتیاز تھا، بھولے بھالے اہل ساداتِ حسینی کو قبول کرنے اور رواج دینے میں مبتلا کر دیا ہے (واضح رہے کہ کربلا کے کرب اور بلا میں مولا حسین علیہ السلام کے دو فرزند مبتلا ہو کر شہید ہوئے تو ان کے بڑے بھائی سید السادات سیدنا امام مولا حسن علیہ السلام کے چار جگر گوشہ خاک و خون میں غرق ہو کر شہید ہوئے ہیں تو قربانی کا حق ادا کرنے میں بھی بڑے بھائی کے بچوں کو دوہرا حصہ ہے۔اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے محبوب رسول حضور اکرم نورِ مجسم فخر بنی آدم حضرت احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو رسالت کے ساتھ ساتھ جو نعمتیں ''خلافت، امامت اور ولایت'' عطا فرمائی تھیں، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سبطِ اکبر مولا حسن علیہ السلام تک ان کے مرشد و امام خلیفۃ الرسول مولائے کائنات حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا ابوتراب علیہ السلام کے توسط سے پہنچیں تو انھوں نے عدل و احسان

کے تمام اصول سامنے رکھ کر اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کو ان نعمتوں کا، جن کی تکمیل نعمتِ "نظامِ اولی الامر منکم" کے نفاذ سے پوری ہو چکی تھی، وارث مقرر فرما کر اس طرح انھیں تقسیم فرمایا کہ "امامت اور خلافت" کے ساتھ ولایت بھی مولا حسین علیہ السلام کی 9 پشتوں تک اولاد میں جاری رکھی اور مولا حسن علیہ السلام کی اولاد کو "امامت" کے بغیر تاجدارِ خلافت و ولایت مقرر فرمایا اور یہ تقسیم ظہورِ امام العصر حضرت مہدی الہادی علیہ السلام تک جاری رہے گی۔ اولادِ حسن بن علی علیہ السلام نے ہمیشہ تمام آئمہ اہلبیتؑ کی اطاعت کی ہے اور ان میں سے کسی نے اپنی امامت کا کبھی اعلان نہیں کیا۔ راقم السطور کو یہ وضاحتیں اور تشریحات پیش کرنے کی ضرورت حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر محسوس ہوئی ہے کہ جس طرح امامت، خلافت اور ولایت کی نعمتیں یک جا ہو کر بارہویں امام تک اولادِ حسینؑ میں جاری ہیں اور حسنی سادات اسے تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح خلافت و ولایت کا آغاز ساداتِ حسنی کو حاصل ہے اور جب تک امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہیں ہوتا اور امامؑ کی غیبت کا زمانہ جاری رہتا ہے، اولادِ حسن علیہ السلام میں خلافتِ راشدہ اور ولایتِ کاملہ کے ذریعہ "نظامِ اولی الامر منکم" جاری ہے اور جاری رہے گا کیونکہ ساداتِ حسنی ہی تو سادات کا وہ حصہ ہے جسے اللہ رب العزت نے "حسنی و حسینی" نسبتیں مشترکہ طور پر عطا فرمائی ہیں اور حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاجدارِ ولایت بنا کر خلیفۂ راشد اور اولی الامر منکم کے اعزاز سے نوازا اور اب ظہورِ مہدی علیہ السلام تک تصوف والے اہلِ طریقت ہی بیعت کے ذریعہ خلافتِ راشدہ اور نظامِ اولی الامر منکم کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور ولایتِ باطنی اور روحانی نعمت کا جس لحاظ سے ظہور بذریعہ کرامت ہوا کرتا ہے اور ہوتا رہتا ہے، راقم السطور کی خواہش اور دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان نازل کردہ نعمتوں کے تحفظ اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے وصیؑ کے سلسلہ کو قائم و دائم رکھنے کی خاطر حسنی اور حسینی سادات کو متحد و متفق کر کے مسلمانوں کے دو بڑے



Publisher: HALQA-E-ALVIA-AL-QADRIA (trust)

گروہوں، جماعتوں اور طبقاتِ شیعہ وسنی کے اتحاد کی سبیل پیدا فرمادے تاکہ اسلام کے بول بالا ہونے کے باعث مسلمانوں کی تاریخ ظہورِ امامؑ العصر تک تابناک رہے، آمین ثم آمین۔

اب ہم سید الشہداء سیدنا مولا حسین علیہ السلام کے سفر کی داستان کی طرف پھر متوجہ ہوتے ہیں۔ خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں جس قدر نفوسِ قدسی مدینہ طیبہ میں موجود تھے، سب یکجا ہوگئے۔ اور مولا حسین علیہ السلام نے سب کو اپنے ساتھ سفر پر روانہ ہونے کی اجازت دے دی۔ صرف سیدنا مولا حسن مثنیٰ علیہ السلام اور ان کی اہلیہ دخترِ امام حسین علیہ السلام جنابِ سیدہ فاطمۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا جو بیمار ہونے کی وجہ سے شریکِ سفر نہیں ہوسکتی تھیں اور ان کے بڑے صاحبزادے سیدنا وجدِ امجدِ ساداتِ حسنی حضرت عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی تیمارداری کی بنا پر شریکِ سفر نہ ہوسکے۔ دریں اثناء حضرت محمدؒ الحنیفہ جو سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھوٹے بھائی اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا ابوتراب علیہ السلام کے فرزند تھے، حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر پر جانے سے معذوری کا اظہار کیا۔

حضرت محمدؒ الحنیفہ ابن علیؑ دراصل امام حسین علیہ السلام کو بھی سفر پر جانے سے روکنے کے خواہشمند تھے۔ لیکن حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح میرے برادر بزرگ مرشدِ پاک اور امام حضرت امام حسن علیہ السلام نے نانا جان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ارشادات کو جو اُن کے متعلق تھے، اپنے کردار سے سچا ثابت کردکھایا، اسی طرح میرا منصبِ امامت مقتضی ہے کہ میرے متعلق جو میرے نانا جان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں ان کی شہادت دوں اور تصدیق ہوجائے کہ اسلام کی بقا اسی پر منحصر ہے۔ یہ راز جس پر واضح ہوچکا تھا وہ جانتے تھے اور جن سے پردہ تھا وہ مشیتِ ایزدی سے بے خبر تھے اور اس سفر کو موجبِ ابتلا و مصیبت ہی سمجھتے تھے اور حضرت محمدؒ الحنیفہ بھی ان ہی میں شامل تھے۔

چنانچہ حضرت محمدؓ الحنیفہ نے امام عالی مقام علیہ السلام سے عرض کیا کہ: ''اے میرے بھائی! واللہ آپؑ اس کرۂ ارض پر جس قدر باشندے ہیں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں اور میں آپؑ کا خیر خواہ ہوں۔ نہیں چاہتا کہ آپؑ کسی مصیبت میں مبتلا ہوں اور کوئی درندہ صفت آپؑ کو شکار کر لے۔ اس لئے میرے بھائی! آپؑ سے التجا ہے کہ ان شہروں میں سے کسی شہر میں جا کر قیام نہ فرمائیے بلکہ جنگلوں اور ریگستانوں میں قیام فرما کر لوگوں کو اپنی آمد سے مطلع فرمائیے اور جب وہ سب یا ان کی اکثریت آپؑ کی بیعت کر لے تو پھر بے شک آپؑ ان کے شہر میں داخل ہو جائیں اور اگر آپؑ کا ارادہ شہر ہی میں سکونت اختیار کرنے کا ہے تو پھر بہتر یہ ہے کہ آپؑ مکہ مکرمہ شہر میں داخل ہو جائیں اور اگر آپؑ کو وہ بات نظر آئے جس کو آپؑ پسند فرماتے ہیں تو سبحان اللہ ورنہ جنگلوں اور ریگستانوں میں چلے جائیے۔'' حضرت امام عالی مقام سید الشہداء سیدنا حسین علیہ السلام نے ان کی یہ بات تحمل سے سنی اور فرمایا جزاک اللہ خیر، اللہ آپ کو اس مہربانی کا اجر عطا فرمائے۔ اس کے بعد امام عالی مقام علیہ السلام مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکہ معظّمہ پہنچ کر آپ نے عبداللہ ابن زبیرؓ بن العوام کو شرفِ ملاقات بخشا اور دونوں اکھٹے ہو گئے۔ ادھر مدینہ میں ولید بن عقبہ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی طرف توجہ دی اور انھیں پیغام بھیجا کہ یزید کی بیعت کر لیجئے۔ آپ کا جواب بھی تقریباً وہی تھا جو مولا حسین علیہ السلام کا تھا یعنی یہ کہ آپ لوگوں کو اکھٹا کریں، جب سب بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ مروان نے کہا آپ چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں لوگ اختلاف کریں اور آپس میں لڑ لڑ کر فنا ہو جائیں اور جب معتبرین و معززین میں کوئی باقی نہ رہے تو جو لوگ بچ جائیں وہ آپ کی بیعت کر لیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اے عقل سے عاری! تو جو کچھ کہہ رہا ہے میں اسے ہرگز پسند نہیں کرتا لیکن یوں سمجھ لے کہ جب لوگ یزید کی بیعت کر لیں گے اور میرے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا تب میں بھی بیعت کر لوں گا۔ مروان اور ولید بن عقبہ آپ سے بہت خائف تھے، تاہم جب مدینہ کے لوگوں نے یزید کی

بیعت کرلی تو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے وعدے کے مطابق یزید کی بیعت کرلی اور کہا کہ اگر یزید اچھی طرح اسلام پر چلا تو بہتر ہوگا اور اگر اس نے خلاف ورزی کی تو ہم معاملہ اللہ کے سپرد کردیں گے (یعنی صبر کرلیں گے)۔

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کو کو مدینہ کے حالات معلوم ہوئے تو اس نے اس کوتاہی پر کہ ولید بن عقبہ نے (جو معایہ کا بھتیجا اور یزید کا چچا زاد تھا) حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت ابن زبیر بن العوام سے بیعت کیوں نہیں لی اور انھیں مدینہ سے کیوں جانے دیا، اسے معزول کرکے عمرو بن سعید بن العاص کے ساتھ جو مدینہ کا نائب امیر تھا، امیر مقرر کردیا اور یزید مدینہ آیا۔ اس وقت وہ بقول البدایہ والنہایہ انتہائی متکبر اور معبود بنا ہوا تھا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے عمرو بن زبیر بن العوام کو جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ کا سخت دشمن تھا، عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے پر مامور کرکے مختار بنا دیا۔ بخاری اور دوسری کتبِ حدیث میں لکھا ہے کہ جب عمرو بن سعید بن عاص مدینہ سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کیلئے فوجیں بھیجنے لگا تو حضرت ابوشریح خزاعی (صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے امیرِ مدینہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے حضور اکرم نورِ مجسم فخرِ بنی آدم حضرت احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک حدیث شریف بیان کردوں۔ فتح مکہ کے دوسرے روز میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہوکر لوگوں کو مخاطب فرمایا، انؐ کے وہ ارشادات میرے کانوں نے سنے، میرے دل نے حرف بہ حرف یاد رکھے ہیں۔ عمرو بن سعید بن العاص نے کہا ہاں سناؤ کیا حدیث ہے؟ ابوشریح خزاعیؓ نے بیان فرمایا کہ " پہلے تو حسبِ دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کی، پھر فرمایا کہ لوگو! بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے، لوگوں نے از خود اسے حرام نہیں بنایا اور مجھؐ سے پہلے لوگوں کیلئے اس میں قتال جائز نہ تھا اور

اب میرے بعد اس میں قتال جائز ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف میرے لئے جائز کیا، وہ بھی دن کی ایک مقرر ساعت تک جائز ہوا ہے اور اس کے بعد آج پھر اسی طرح جس طرح پہلے حرام تھا، حرام ہے اور کل سے پھر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگا۔ اور آج کے حرمت بھی کل کی حرمت کی طرح واجب ہوگئی ہے۔ اور چاہیئے کہ جو موجود ہے غیر موجود شخص تک حکم پہنچا دے۔ اور اے امیرِ مدینہ! میں نے اپنا فرض پورا کردیا"۔ دوسری ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں "پس اگر کوئی اس میں میرے اس واقعہ سے جواز پیدا کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قتال کیا ہے تو یوں کہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اجازت دی تھی قتال کی مگر تمھارے لئے ممانعت ہے، تمھیں اجازت نہیں دی گئی"۔ حضرت ابوشریح سے دریافت کیا گیا کہ یہ حدیث سن کر عمرو بن سعید نے کیا جواب دیا؟ تو حضرت ابوشریح نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ "اے ابوشریح! ہم اس بات کو تجھ سے بہتر جانتے ہیں، بلاشبہ حرم نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کرکے خود کو چھپانے والوں کی روپوشی میں مدد دیتا ہے"۔

واقدی کا بیان ہے کہ عمرو بن سعید نے مدینہ کی پولیس کا سربراہ عمرو بن زبیر کو بنایا۔ اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ کے حامیوں اور اصحاب کو چن چن کر مارا حتیٰ کہ اپنے بھائی المنذر بن زبیر کو بھی مارا اور اس کے بیٹے اپنے بھتیجے محمد بن المنذر اور محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ ان لوگوں کو بھی اس نے چالیس سے پچاس ساٹھ کوڑوں کی سزائیں دیں اور چاہتا تھا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کو چاندی کا طوق اس کے گلے میں ڈال کر خلیفہ یزید بن معاویہ کی خدمت میں پیش کرے۔ پھر یزید کی طرف سے عمرو بن سعید کو حکم ملا کہ خواہ ابن زبیرؓ اطاعت پر آمادہ ہو اور بیعت بھی کرلے مگر اس کے گلے میں چاندی کا طوق پہنایا جائے اور عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر سے مشورہ کیا کہ مکہ بھیجنے کیلئے فوج کس شخص کی سربراہی میں جنگ کیلئے روانہ کی جائے؟ عمرو بن زبیر نے کہا اے امیر! تو مجھ سے زیادہ اسے (عبداللہ بن زبیرؓ کو) زخم لگانے والا کوئی دوسرا

شخص نہیں پا سکتا۔ پس عمرو بن سعید نے اسے فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ لیکن واقدی کا قول ہے کہ عمرو بن سعید نے یہ مشورہ یزید تک پہنچایا تو یزید نے خود عمرو بن زبیر کو معرکہٗ مکہ کیلئے سپہ سالار مقرر کرنے کا حکم دیا تھا۔

چنانچہ عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر کو سپہ سالار بنا کر اس کے ہراول پر سات سولڑا کا جانبازوں کے ایک دستہ کو انیس بن عمرو اسلمی کی سرکردگی میں روانہ کیا اور انیس بن عمرو اسلمی نے راستہ میں جرف کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ مدینہ میں مروان بن الحکم نے عمرو بن سعید کو مشورہ دیا تھا کہ ''مکہ پر چڑھائی نہ کرے اور عبداللہ بن زبیرؓ کو اس کے حال پر چھوڑ دے کیونکہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اور کچھ عرصہ اور زندہ رہ کر مر جائے گا''۔ لیکن عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی عمرو بن زبیر نے کہا کہ واللہ اگر عبداللہ بن زبیرؓ کعبہ کے اندر بھی پناہ کیلئے داخل ہو جائے تو میں اس کے باوجود کہ لوگ کعبہ کے اندر قتل کرنے کو ناپسند کریں گے، مگر میں انھیں قتل کرنے سے نہیں رکوں گا، دوسروں سے (ان کے حامیوں سے) جنگ جاری رکھوں گا۔ مروان نے کہا خدا کی قسم! ذاتی طور پر تو تیری یہ بات مجھے بہت پسند ہے۔ اس کے بعد عمرو بن زبیر اپنی فوج کے ساتھ جس کی تعداد دو ہزار جنگجو سپاہیوں پر مشتمل تھی انیس بن عمرو اسلمی کے پیچھے روانہ ہوا، حتیٰ کہ ابطح کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ لیکن بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ صفا پہاڑی کے پاس جہاں اس کا گھر تھا، ٹھہرا اور وہ بحیثیتِ سپہ سالار لوگوں کو نماز پڑھاتا تو عبداللہ بن زبیرؓ اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پھر عمرو بن زبیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ کو پیغام بھیجا کہ ''وہ خلیفہ یزید بن معاویہ کی قسم کو سچا اور صحیح کرنے کی غرض سے اپنے گلے میں سونے یا چاندی کا طوق پہن کر اس کی خدمت میں حاضری کیلئے اس کی ہمراہی میں شام جانے کیلئے تیار ہو جائے اور اے عبداللہ بن زبیرؓ! تو لوگوں کو اس حال میں مبتلا نہ کر کہ وہ ایک دوسرے کا خون بہانے لگیں۔ اللہ سے ڈر، بلاشبہ تو حرمت والے شہر میں رہتا ہے''۔ اس پیغام کے جواب میں عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی عمرو

بن زبیر کو کہلا بھیجا کہ تمھاری طاقت کی جگہ مسجد ہے اگر چاہو تو میں مسجد میں آکر بات چیت کرلو۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس اثناء میں عبداللہ بن صفوان بن امیہ کو ایک فوج کے ساتھ انیس بن عمرو اسلمی سے جنگ کیلئے بھیجا۔ اس نے انیس پر چڑھائی کر دی اور اسے بہت بری طرح سے شکست دی اور عمرو بن زبیر کی فوج اس شکست سے گھبرا کر منتشر ہو گئی اور عمرو بن زبیر وحشت زدہ ہو کر ابن علقمہ کے گھر کی طرف سے بھاگ کر اپنے دوسرے بھائی عبیدہ بن زبیر کی پناہ میں چلا گیا۔ تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عبیدہ کی مذمت کی اور فرمایا کہ تو نے اس شخص کو پناہ دی ہے جس کی گردن میں لوگوں کے حقوق کا طوق پڑا ہوا ہے۔
حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے ان لوگوں کو جن جن کو عمرو بن زبیر نے کوڑے مارے تھے، اس سے قصاص لینے کی اجازت دی تو ان لوگوں نے مدینہ میں جس جس نے جس قدر کوڑے کھائے تھے اسی تعداد میں عمرو بن عبداللہ کو کوڑے مارے لیکن المنذر بن زبیر اور اس کے بیٹے نے عمرو بن زبیر کو کوڑے مارنے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے اسے عارم کے ساتھ قید کر دیا تو اس کا نام عارم کا قید خانہ پڑ گیا۔ لیکن بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ کہ عمرو بن زبیر قصاص کے کوڑے کھاتے کھاتے مر گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خانۂ کعبہ کے پاس اپنا مصلےٰ بچھا لیا اور ہمہ وقت نماز میں مشغول رہنے لگے۔ لیکن اکثر وہ اور لوگوں کے ساتھ امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور ان کی نصیحتیں اور باتیں سنا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی موجودگی میں کبھی بھی اپنی خلافت کیلئے لوگوں سے بیعت لینے کی ترغیب کا اظہار نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ لوگوں کے دلوں میں امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام کیلئے بہت زیادہ عقیدت واحترام ہے اور عامتہ المسلمین ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں (اور انھیں عبداللہ بن زبیرؓ پر ترجیح حاصل ہے)۔ اس دوران بلادِ حجاز میں

یزیدیوں پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی فتح نے ان کی قرار منزلت میں کافی اضافہ کر دیا تھا۔ تاہم حضرت امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا ابوتراب علیہ السلام کے صاحبزادے تھے اور پوری دنیا میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو آپؑ کی برابری کا حق دار سمجھا جاسکتا۔ سب مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ آپؑ (امام عالی مقام علیہ السلام) مسندِ خلافت کیلئے سب سے زیادہ لائق اور مستحق ہیں۔ لیکن یزیدی فوج اور اس کے حامیوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی دشمنی کو ایمان بنالیا تھا۔ اسی اثناء میں بلادِ عراق سے آپؑ کے پاس بکثرت خطوط آنے شروع ہوئے جن میں اکثر معاویہ امیر شام کی موت پر مبارکباد اور یزید کی بیعت پر شدید ناراضی اور بےزاری کا اظہار اور آپؑ کی بیعت پر اصرار اور کوفہ طلبی کا تقاضہ ہوتا تھا۔

سب سے پہلے وفد میں عبداللہ سلوی وغیرہم شامل تھے اور ان کے پاس حضرت امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام کے نام اہلِ کوفہ کے معززین کے تقریباً 150 خطوط بھی تھے جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا اقرار اور ان کی کوفہ طلبی کا تقاضہ تھا۔ اس کے بعد اہل کوفہ نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ ثقفی کو آپؑ کی خدمت میں بھیجا اور ان کے پاس ایک خط تھا جس پر کثرت سے لوگوں کے دستخط تھے اور اس میں آپ سے گزارش کی گئی تھی کہ آپؑ بلاتاخیر کوفہ کیلئے روانہ ہوجائیں۔ اور شیث بن ربعی، حجاز بن ابحر، یزید بن حارث ابن رویم، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمر یحیٰ تمیمی نے آپؑ کی خدمت میں عریضہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

> آپؑ کے ناناؐ اور ان کی آل پر درود و سلام۔ اما بعدہ۔ باغات سرسبز ہوگئے ہیں اور پھل پک چکے ہیں پیالے چھلک رہے ہیں۔ آپؑ جب چاہیں اپنے جمع شدہ لشکر کے پاس آجائیں۔ آپؑ پر اور آپؑ کے اہل و عیال پر سلامتی ہو۔

Publisher: HALQA-E-ALIA-AL-QADRIA (trust) Sector 5, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

یہ تمام ایلچی اور بے شمار خطوط حضور سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے تھے اور خطوط کا سلسلہ مکہ مکرمہ میں جاری تھا۔ کوفی بدستور امام عالی مقام علیہ السلام کو کوفہ آنے پر مجبور کرتے رہے تاکہ اہلِ کوفہ آپؑ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرسکیں۔ لیکن امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام اپنے بڑے بھائی اور امام برحق خلیفہٗ راشد اول اور مرشدِ پاک کے آخری وقت کی گفتگو اور پیش گوئی سے باخبر تھے کہ 'خلافت یعنی حکومتِ سلطنت ہمارے خاندان میں حضرت امام مہدیؑ کے ظہور سے قبل ہر گز نہیں آسکتی' اور نانا جان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مشیت ایزدی کے بارے میں بشارت کہ 'کربلا میں جو قربانیاں دی جانے والی ہیں وہ امرِ الٰہی ہے جو ہو کر رہے گا' اور اتمامِ حجت کا فرض، یہ سب امام حسین علیہ السلام کے پیشِ نظر تھا۔

اہلِ کوفہ کا مطالبہ شرعی، اخلاقی اور قانونی لحاظ سے یقیناً لائقِ توجہ تھا۔ اسے رد کرنا بھی اس لئے مشکل تھا کہ ان کا کہنا تھا کہ ''ہم نے کسی ناحق کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور حق دار کا انتظار کر رہے ہیں اور ہمیں آپؑ سے زیادہ اور حقیقی حقدار اور کوئی نظر نہیں آتا، اب یہ آپؑ کا کام ہے کہ ہمیں ناحق جابر اور ظالم لوگوں کے رحم وکرم پر تنہا چھوڑ دیتے ہیں یا حق وصداقت پر قائم رہنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ ہم نے اب تک یزید کی بیعت منظور نہیں کی ہے''۔ اس مطالبہ کا شرعی پہلو تو یہ تھا کہ اولی الامر منکم کا نظامِ اطاعت اللہ رب العزت نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے ساتھ منسلک، مربوط اور منسوب کر دیا تھا۔ اور اس نظامِ اولی الامر منکم ہی کے ذریعہ نظامِ اسلام کی دینی تکمیل ہوئی تھی۔ یہ معاملہ صرف نظامِ حکومت یا اقتدارِ سلطنت کا نہیں تھا اور اولی الامر منکم کے تقرر اور انتخاب کی صرف دو صورتیں مروجہ طور پر مسلم تھیں، ان کا ہم ''داستانِ حرم'' کے حصہ اول میں بار بار ذکر کر چکے ہیں۔ یعنی اولی الامر منکم کو یا تو خلیفہٗ وقت (جو خود بھی خلیفۃ الرسول ﷺ یا خلیفہٗ راشد ہو) نامزدگی کے ذریعہ مقرر کرے یا پھر دوسرا طریقہ عوامی صاحب

الرائے کے ذریعہ انتخاب کا متفقہ فیصلہ ہوا کرتا تھا۔ کسی شخص کو یہ حق نہ تھا کہ وہ جبراً خلافتِ راشدہ پر قبضہ کر کے اولی الامر منکم بن بیٹھے اور پھر لوگوں کو مجبور کر کے ان سے بیعت لے یا انھیں قتل کر ڈالے۔ جہاں تک امیر شام معاویہ کا معاملہ تھا تو واقعۂ تحکیم کے بعد ان کی امارت شام تک محدود تھی اور وہ مشترکہ و متفقہ فیصلہ کی رو سے حتمی فیصلہ کیلئے ایک سال کی مدت تک حضرت امیر شام ہی رہیں گے جبکہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا ابوتراب علیہ السلام کے حسبِ دستور امیر المومنین اور اولی الامر منکم ہوں۔ خلافتِ رسالت میں کوئی تبدیلی نہ تو ممکن تھی اور نہ اس وقت تک کوئی تبدیلی عمل میں لائی گئی تھی۔ یہ صورتحال اس وقت تک کیلئے تھی کہ جب ایک سال گزرنے پر امت کے صاحب الرائے حضرات کو متفقہ طور پر کسی نتیجہ پر پہنچنے میں کامیابی ہو جائے۔ ابھی ایک سال کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ مولائے کائنات علی علیہ السلام شہید کر دیئے گئے اور مسلمانوں کے عدیم النظیر اجتماع نے سید الآئمہ سیدنا مولا حسن علیہ السلام کو خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جانشین خلیفۂ راشد منتخب کر لیا۔ اور وہ شرعی طور پر خلیفۃ المسلمین امیر المومنین اور اولی الامر منکم کے نظامِ دین کے سربراہ مقرر ہو گئے۔ اب پھر صورتحال تبدیل ہو گئی۔ ایک طرف تو امیر المومنین کا شرعی جانشین خلیفۂ راشد اور حقیقی اولی الامر منکم حضرت سید الآئمہ سیدنا امام حسن علیہ السلام تھے اور دوسری طرف امیر شام حضرت امیر معاویہ تھے جن کی امارتِ شام شرعی اعتبار سے، اخلاقی اعتبار سے اور قانونی لحاظ سے بھی خود بخود مملکت کے سربراہ اور خلیفۂ راشد کی خلافت کے ماتحت آ گئی تھی۔ اور ان کی ذات پر امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین کی اطاعت اللہ رب العزت نے نظامِ اولی الامر منکم کے ذریعہ (جو دین اسلام کی تکمیل کا ذریعہ ہے) واجب و فرض کر دی تھی۔ لیکن حضرت امیر معاویہ نے سیدنا امام حسن علیہ السلام کی بیعت پر خروج کو (یعنی بغاوت کو) ترجیح دی اور اپنی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ دوسری طرف سے سیدنا امام حسن علیہ السلام بھی افواجِ اسلام کے ساتھ میدانِ جنگ

میں آ گئے۔ بالآخر مصالحت کی مخصوص شرائط پر اتفاق کر کے حضرت امیر معاویہ نے اپنی زندگی تک اقتدارِ سلطنت سنبھال لیا۔ مصالحت کی شرائط میں دو شرطیں بنیادی اہمیت کی حامل تھیں:

نمبر 1: حضرت معاویہ تمام مملکت میں حضرت علیؑ پر سب و شتم کو قانونی طور پر ممنوع قرار دے دیں گے۔

نمبر 2: وہ صرف اپنی زندگی تک اقتدارِ سلطنت اور معاملاتِ سیاست کے سربراہ رہیں گے۔ ان کے بعد امارتِ مملکت اور اقتدارِ سلطنت سیاسی طور پر بھی سیدنا امام عالی مقام مولا حسن علیہ السلام کے ذریعہ خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں واپس آ جائے گا۔

لیکن حضرت امیر معاویہ نے اس معاہدہ کو کچھ دنوں بعد ہی توڑ ڈالا اور عہدِ مسلم کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ ظالمانہ اور جابرانہ طور پر حکماً حضرت علیؑ کو برا بھلا کہلایا اور اس سب و شتم کو اپنی خوشنودی کا ذریعہ قرار دیا اور اگر کسی نے یہ حرکتِ قبیح کرنے سے انکار کیا تو اسے واجب القتل سمجھا گیا۔ حضرت حجر بن عدیؓ اور ان کے ساتھیوں کا قتل اس کی ادنیٰ سی مثال ہے جو ایک ڈھیر سے ایک مٹھی کے مصداق ہے۔ دوسری خلاف ورزی ایک منحوس بدعت کے اجراء سے کی گئی یعنی اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا کر اس کی بیعت کا سلسلہ جبراً شروع کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی عہد شکنی کی مثالیں ہیں لیکن طوالتِ مضمون مانع ہے۔ بہر حال عرضِ مدعا یہ ہے کہ حضرت معاویہ سے جہاں عہد شکنی اور مصالحت کی شرائط کی خلاف ورزی کا جرم و گناہ سرزد ہوا وہاں خود ان کی مشروط امارت بھی منسوخ ہو گئی۔ اور قدرتی طور پر امارت المسلمین اور اقتدارِ سلطنت اور معاملاتِ سیاست پھر دوبارہ (شرائطِ مصالحت کی رو سے) خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں واپس آ گئے۔ اگرچہ کہ حضرت معاویہ کی زندگی میں خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سربراہ نے (اس وقت سیدنا امام عالی مقام مولا حسین علیہ السلام سربراہِ خاندانِ

رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تھے ) نے نہایت صبر وتحمل اور درگزر کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے حق کی واپسی کیلیئے کوئی تحریک یا مطالبہ پیش نہیں کیا صرف یزید کی بیعت کو ایک ناجائز اور ظالمانہ فعل قرار دے کر اس سے اجتناب تک ہی خاندان کو محدود رکھا۔ دوسرا بیعتِ یزید کے بارے میں اخلاقی اور قانونی پہلو یہ پیشِ نظر تھا کہ مصالحت کی شرائط کی رو سے قانونی طور پر مولا حسین علیہ السلام بحیثیتِ سربراہ خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور خود امیر المومنین قانونی و اخلاقی طور پر تھے کیونکہ حضرت امیر معاویہ نے معاہدہ شکنی کر کے اپنی امارت کو فسخ کر دیا تھا۔

ان وجوہات کی وجہ سے حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام مجبور تھے کہ اہل کوفہ کے مطالبہ کو درخورِ اعتنا سمجھیں۔ چنانچہ انھوں نے اس سفر کا آغاز بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ اور انھیں اس سفر سے روکنے کی جو کوششیں ان کے مشاہر مشیروں نے کیں، وہ سب رائیگاں ہوئیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپؑ کے چچا اور آپؑ کے بابا جان کے مشیرِ خاص تھے، جب امام عالی مقام علیہ السلام کو اس سفر پر جانے سے روکنے میں ناکام ہو گئے تو ان پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ زار و قطار رو رو کر امام عالی مقام علیہ السلام سے التجا کرتے رہے کہ وہ اس سفر کو ملتوی کر دیں لیکن آپؑ کو امرِ الٰہی کا علم تھا، اس لئے مجبور تھے۔ دوسرے دینی، قانونی اور مذہبی ذمہ داری ان کے پیشِ نظر تھی اور اتمامِ حجت کا فرض بھی انھیں اس سفر پر روانہ ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس لئے انھوںؑ نے ابتدائی طور پر حجت قائم کرنے کی غرض سے اپنے عم زاد حضرت مسلم بن عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالات معلوم کرنے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا۔

اب مفصل حالات کتبِ تاریخ سے ملاحظہ ہوں۔

Publisher: HALQA E ALIA AULQADRIA (trust) st-8, block 10-A Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

# داستانِ خون آشام

حضرت مسلم ابن عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے امامؑ کی اطاعت پر کمر بستہ تھے۔ حکم ملتے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپؓ کے ہمراہ دو رہبر تھے۔ ان میں سے ایک راستہ ہی میں پیاس کی شدت اور سفر کی خستہ حالی کا مقابلہ نہ کر سکا اور فوت ہو گیا۔ حضرت مسلمؓ ابن عقیل نے راستہ کے معاملات سے امام عالی مقام علیہ السلام کو اطلاع بھجوائی تو امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ راہِ خدا میں مشکلات اور مصائب کو لبیک کہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھو۔ حضرت مسلمؓ ابن عقیل نے اطاعت گزار و فرمانبردار غلام کی طرح اپنے امامؑ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے سفر جاری رکھا اور اللہ رب العزت سے مدد طلب کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔

آپؓ نے کوفہ شہر میں داخل ہو کر ابن عوسجہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ ان کی کوفہ آمد کی خبر جنگل میں آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی اور آن کی آن میں لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ ایک روایت کے مطابق پہلے مرحلہ ہی میں تقریباً بارہ ہزار مسلمانوں نے ان کے دستِ حق پرست پر حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کیلئے وفاداری اور اطاعت کی بیعت کر لی اور زندگی کو ان کے حکم پر قربان کرنے اور ان کے مخالفوں سے جہاد کرنے کا عہد کر لیا۔ یزیدیوں کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی تو ان میں سے ایک شخص نے نعمان بن بشیر سے کہا کہ بخدا تم شہر میں فتنہ پروری دیکھ رہے ہو، تم نے فساد کی بنیاد ڈالنی شروع کر دی ہے اور تم یا تو واقعی کمزور ہو یا پھر کمزور بن رہے ہو۔ نعمان بن بشیر نے اس کو جواب دیا کہ واللہ اگر اطاعتِ

خداوندی اور تعمیلِ حکمِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی وجہ سے مجھے کمزور کہا جاتا ہے تو میں یہ اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ میں خدا کی نافرمانی اور اس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اہلبیتؑ سے غداری کی معصیت میں مبتلا ہو کر طاقتور، بہادر اور صاحبِ قوت کہلاؤں۔ اس یزیدی نے نعمان کی اس بات سے یزید کو آگاہ کر دیا۔ یزید نے یہ اطلاع ملتے ہی اس معاملے پر فوری توجہ دی، جیسا کہ ''تاریخ الامم والملوک'' کا بیان ہے، ملاحظہ فرمائیے:

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی روانگیٔ کوفہ:

حضرت حسینؑ بن علیؑ مکہ میں تھے کہ ان کے پاس اہلِ کوفہ اور ان لوگوں کے قاصد یہ پیام لے کر آئے کہ ''ہم سب لوگ آپؑ پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ ہم نمازِ جمعہ میں والیٔ کوفہ کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔ آپؑ ہم لوگوں میں آجائیے۔'' اس زمانہ میں نعمان بن بشیر انصاری والیٔ کوفہ تھے۔ حضرت حسین علیہ السلام نے مسلمؓ بن عقیل اپنے ابنِ عم کو بلا بھیجا۔ ان سے فرمایا تم کوفہ روانہ ہو جاؤ اور دیکھو یہ لوگ مجھے کیا لکھ رہے ہیں، اگر وہ سچ لکھ رہے ہیں تو میں وہاں چلا جاؤں۔ حضرت مسلمؓ وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ میں آئے۔ یہاں دو رہبروں کو ساتھ لے کر کوفہ کی طرف چلے۔ دونوں راہبر صحرا کی طرف سے لے چلے۔ راہ میں ان میں سے ایک مارے پیاس کے مر گیا۔ حضرت مسلمؓ نے امام حسین علیہ السلام کو لکھا کہ اس سفر سے مجھے معاف رکھیئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہی لکھا کہ تم کوفہ جاؤ۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی کوفہ میں آمد:

حضرت مسلمؓ آگے بڑھے، آخر کوفہ تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک شخص کے یہاں اتر پڑے جس کا نام ابن عوسجہ تھا۔ ان کے آنے کا اہلِ کوفہ میں چرچا ہوا تو لوگ آن آن کر ان سے بیعت کرنے لگے۔ بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ یزیدیوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر نعمان بن بشیر سے کہا یا تو تم کمزور ہو یا کمزور بنتے ہو، شہر میں خرابی پھیل رہی ہے۔ نعمان نے کہا اگر اطاعتِ خدا



Publisher: HALQA-E-AWA-E-QADRIA (trust) st-9, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi 75300 Pakistan email: jilaniqadri@yahoo.com

میں رہ کر میں کمزور سمجھا جاؤں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ معصیتِ خدا میں رہ کر صاحبِ قوت کہلاؤں، میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ جس بات پر خدا نے پردہ ڈال دیا ہے میں اس کا پردہ فاش کردوں۔ اس نے نعمان کی یہ تقریر یزید کو لکھ بھیجی۔

یزید نے اپنے ایک غلام کو بلایا، سرجون اس کا نام تھا اور وہ اسی سے مشورہ کیا کرتا تھا اور سب حال اس سے بیان کیا۔ سرجون نے کہا اگر معاویہ زندہ ہوتے تو آپ ان کی بات قبول کرلیتے؟ یزید نے کہا ہاں۔ کہا پھر میری بات کو مانیئے، کوفہ کیلئے عبید اللہ بن زیاد سے بہتر کوئی نہیں، اسی کو وہاں کی حکومت دیجئے۔ اس سے پہلے یزید عبید اللہ سے ناراض تھا، چاہتا تھا کہ اسے حکومتِ بصرہ سے بھی معزول کردے۔ اب اسے لکھ بھیجا کہ میں تم سے خوش ہوں اور میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی حکومت بھی تم کو عطا کی۔ اور یہ لکھا کہ مسلمؑ بن عقیل کا پتہ لگائے، وہ ہاتھ آجائیں تو ان کو قتل کردے۔ عبید اللہ رؤسائے بصرہ کو ساتھ لئے ڈھاٹا باندھے ہوئے کوفہ میں وارد ہوا۔ مجمع کی طرف سے گزرتا تھا اور السلام علیکم کہتا تھا۔ جواب میں لوگ علیک السلام یا بن بنت رسول اللہ ﷺ کہتے تھے۔ ان لوگوں کو شبہ امام حسینؑ بن علیؑ کا تھا۔

## بنی تمیم کے غلام کی مخبری:

عبید اللہ قصر میں آکر اترا اور اپنے ایک غلام آزاد کو بلاکر تین ہزار درم اسے دیئے اور کہا جاؤ اور اس شخص کا پتہ لگاؤ جس سے اہل کوفہ بیعت کررہے ہیں، اس سے یہی کہنا کہ میں حمص سے اسی بیعت کیلئے آیا ہوں اور یہ مال اسے دے دینا کہ اس سے زور پیدا کرے۔ اسی طرح لطف و دل دہی وہ کرتا رہا، آخر اہلِ کوفہ میں سے ایک پیر مرد کے پاس جو بیعت کیا کرتا تھا، اسے کسی نے پہنچا دیا۔ اس سے ملا اور سب حال بیان کیا۔ شیخ نے کہا تمھارے ملنے سے میں خوش بھی ہوا اور رنج بھی مجھے ہوا، خدا نے تم کو ہدایت کی اس سے تو دل خوش ہوا مگر ہمارا کام ابھی تک استحکام کو نہیں پہنچا اس سبب سے ملال ہوا۔ یہ کہہ کر وہ شیخ غلام کو اندر لے گیا۔ مال اس سے لے لیا اور اس سے بیعت لی۔ غلام



Publisher: HALQA EAL UL QADRIA (trust)

نے عبیداللہ کے پاس آکر سب حال کھول دیا۔عبیداللہ جب کوفہ میں آیا تو حضرت مسلمؓ ابھی تک جس گھر میں تھے، اسے چھوڑ کر ہانیؓ بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے آئے۔اور امام حسینؑ بن علیؑ کو لکھ بھیجا کہ بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے، آپؑ ضرور تشریف لائیے۔

## ہانیؓ بن عروہ کی طلبی:

ادھر عبیداللہ نے رؤسائے کوفہ سے پوچھا کہ سب لوگوں کے ساتھ ہانیؓ بن عروہ میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ یہ سن کر محمد بن اشعث اپنی برادری لے لوگوں کو لئے ہوئے حضرت ہانیؓ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ وہ دروازہ کے باہر ہی ہیں۔ان سے کہا حاکم نے ابھی تمھارا ذکر کیا اور یہ کہا کہ انھوں نے آنے میں بہت تاخیر کی، تم کو اس کے پاس جانا چاہیئے ۔ یہ لوگ اسی طرح اصرار کرتے ہے۔آخر حضرت ہانیؓ سوار ہو کر ان لوگوں کے ساتھ عبیداللہ کے پاس چلے آئے۔اس وقت قاضی شریح بھی وہاں موجود تھے۔حضرت ہانیؓ کو دیکھ کر عبیداللہ نے شریح سے کہا لو اجل گرفتہ اپنے پاؤں سے ہمارے پاس چلا آیا۔ حضرت ہانیؓ نے جب اسے سلام کیا تو کہنے لگا بتاؤ مسلمؓ کہاں ہیں؟ حضرت ہانیؓ نے کہا میں نہیں جانتا۔

## حضرت ہانیؓ بن عروہ کی گرفتاری:

عبیداللہ نے اپنے غلام کو جو درہم لے کر گیا تھا، بلایا۔جب وہ حضرت ہانیؓ کے سامنے آیا تو یہ اسے دیکھ کر متحیر ہو گئے۔ کہنے لگے امیر کا خدا بھلا کرے، واللہ مسلمؓ کو میں نے اپنے گھر میں نہیں بلایا، وہ خود سے آئے اور اپنے تئیں میرے اوپر ڈال دیا۔عبیداللہ نے کہا ان کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت ہانیؓ نے جواب دیا واللہ! اگر میرے پاؤں کے نیچے وہ چھپے ہوئے ہوتے تو میں وہاں سے قدم نہ سرکاتا۔عبیداللہ نے حکم دیا کہ اسے میرے قریب لاؤ۔ حضرت ہانیؓ کو اس کے قریب لے گئے۔اس نے ان پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ جھول ان کی زہر آلود ہو گئی۔ حضرت ہانیؓ نے ایک سپاہی کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اسے میان سے نکالیں، مگر لوگوں نے روک لیا۔عبیداللہ نے کہا



Publisher: HALQA E AULIA E QADRIA (trust) Karachi email: yahoo.com

کہ تمھارا قتل کرنا خدا نے اب حلال کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر قید کا حکم اس نے دیا اور قصر کی ایک جانب وہ محبوس کر دیئے گئے۔

## قصرِ ابنِ زیاد کا محاصرہ:

ایک روایت یہ ہے کہ جو شخص عبید اللہ (ابنِ زیاد) کے پاس ہانیؓ کو لے کر آیا، وہ عمرو بن حجاج زبیدی تھا۔ حضرت ہانیؓ اس حالت میں تھے کہ یہ خبر قبیلہ مذحج کو پہنچ گئی۔ قصر ابن زیاد کے دروازہ پر ایک شور بلند ہوا۔ وہ سن کر پوچھنے لگا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا مذحج کے لوگ ہیں۔ ابنِ زیاد نے شریح سے کہا آپ ان لوگوں کے پاس جا کر انھیں مطلع کیجئے کہ میں نے کچھ گفتگو کرنے کیلئے ہانیؓ کو فقط قید کیا ہے اور اپنے آزاد غلاموں میں سے ایک غلام کو جاسوسی کیلئے بھیجا کہ دیکھ شریح کیا گفتگو کرتے ہیں۔ شریح کا گزر حضرت ہانیؓ کی طرف سے ہوا تو حضرت ہانیؓ نے کہا اے شریح! خدا سے ڈر، یہ شخص مجھے قتل کرنے کو ہے۔ شریح نے قصر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا ان کیلئے کچھ ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہیں، امیر نے کچھ گفتگو کرنے کیلئے بس انھیں روک رکھا ہے۔ سب پکار اٹھے شریح سچ کہتے ہیں، تمھارے سردار کیلئے ضرر پہنچنے کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ سب متفرق ہو گئے۔

حضرت مسلمؓ کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے اپنے اشعار کی منادی کرا دی اور اہلِ کوفہ میں چار ہزار آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیل سے کوفیوں کی بدعہدی:

حضرت مسلمؓ نے مقدمۂ فوج کو آگے بڑھایا، میمنہ و میسرہ کو درست کیا اور خود قلبِ لشکر میں آخر عبید اللہ کی طرف رخ کیا۔ ادھر عبید اللہ نے رؤسائے اہل کوفہ کو بلا کر اپنے پاس خاص قصر میں جمع کیا۔ حضرت مسلمؓ جب قصر کے دروازہ پر پہنچے تو تمام رؤسا قصر پر چڑھ کر اپنے اپنے برادری والوں کے سامنے آئے اور انھیں سمجھا بجھا کر واپس کرنے لگے۔ اب لوگ حضرت مسلمؓ کے پاس سے سرکنے لگے۔ شام ہونے تک پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جب شب کی تاریکی پھیل گئی تو وہ بھی ساتھ



Publisher: HALQA-E-AULIA-UL-QADRIA (trust) Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...jilani...@yahoo.com

چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت مسلمؓ اکیلے گلیوں میں پھرتے پھرتے ایک مکان کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ ایک عورت نکل کر آئی تو اس سے پانی مانگا۔ اس نے پانی لا کر پلا دیا اور پھر اندر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر نکلی اور دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا بندۂ خدا تیرے یہاں بیٹھنے سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے، یہاں سے اٹھ جا۔ کہا مسلمؓ بن عقیلؓ میں ہی ہوں، کیا تمھارے یہاں پناہ لینے کی کوئی جگہ ہے؟ اس عورت نے کہا اندر چلے آؤ، جگہ ہے۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی گرفتاری:

اس عورت کا لڑکا محمد بن اشعث کے خانہ زادوں میں تھا۔ اس جو یہ حال معلوم ہوا تو ابنِ اشعث سے جا کر کہا۔ اس نے جا کر عبیداللہ کو خبر دی۔ عبیداللہ نے اپنے صاحبِ شرط عمرو بن حریث مخزومی کو روانہ کیا اور محمد بن اشعث کے لڑکے عبدالرحمٰن کو اس کے ساتھ کر دیا۔ حضرت مسلمؓ کو خبر ہوئی کہ گھر کو سپاہیوں نے گھیر لیا ہے، انھوں نے یہ دیکھ کر تلوار اٹھالی اور باہر آ کر قتال میں مصروف ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تمھارے لئے امان ہے۔ انھوں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔ اور وہ ان کو لئے ہوئے عبیداللہ کے پاس آیا۔ عبیداللہ کے حکم سے قصر کی چوٹی پر ان کو لے گئے اور ان کی گردن ماری اور لاش لوگوں کے سامنے باہر پھینک دی۔

## امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن مطیع میں گفتگو:

اس سے زیادہ مفصل اور کامل بیان اس روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام شاہراہ کی طرف سے مکہ روانہ ہوئے۔ اہلِ حرم نے کہا آپؑ اس راہ کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا، دیکھیئے ابن زبیر نے بھی تو یہی کیا، اگر کوئی دوڑ آپؑ کے پیچھے آئے تو آپؑ کو نہ پا سکے گی۔ امام حسین علیہ السلام نے کہا واللہ! میں تو اس راہ سے نہیں پھروں گا، جو خدا کو منظور ہے وہ ہوگا۔ اس راہ میں عبداللہ بن مطیع، امام حسین علیہ السلام کو ملے۔ انھوں نے پوچھا میری جان آپؑ پر نثار ہو، کہاں کا ارادہ ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ''ابھی تو میں مکہ جاتا ہوں، اس کے بعد حق تعالیٰ سے استخارہ کروں گا''۔

Publisher: ALQAEM ALIA QADRIA (trust) Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan.

ابنِ مطیع نے کہا "حق تعالیٰ آپؑ کو خیریت سے رکھے اور ہم لوگوں کو آپؑ پر تصدق کردے، مکہ جائیے تو وہاں سے کوفہ کا قصد ہرگز نہ کیجئے، وہ شہر نحس وشوم ہے، آپؑ کے پدرِ بزرگوار وہاں قتل ہوئے، بھائی آپؑ کے وہیں بے کس اور بے بس ہوگئے، برچھی کا وار ان پر کیا گیا کہ جان جاتے جاتے بچی، آپؑ حرمِ کعبہ کو نہ چھوڑیئے، آپؑ ہی تو سیدِ عرب ہیں۔ واللہ ملک حجاز میں کوئی آپؑ کا ہمسر نہیں۔ ہر طرف سے لوگ آپؑ کی طرف آئیں گے۔ میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہوجائیں، آپؑ حرمِ کعبہ سے نہ جدا ہوئیے گا۔ واللہ! اگر آپؑ ہلاک ہوجائیں گے تو ہم سب لوگ آپؑ کے بعد غلام بنالیئے جائیں گے"۔

## اہلِ مکہ کی امام حسین علیہ السلام سے عقیدت:

امام حسین علیہ السلام آگے بڑھے، مکہ میں جا کر اترے۔ وہاں کے لوگ اور زائرینِ کعبہ اور اہلِ آفاق آپؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپؑ کے پاس آنے جانے لگے۔ ابنِ زبیر بھی وہاں موجود تھے، کعبہ سے ذرا جدا نہیں ہوتے، تمام تمام دن نماز پڑھا کرتے، طواف کیا کرتے۔ لوگوں کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے پاس بھی آتے۔ آنے کی صورت یہ تھی کہ دو دن برابر آتے، پھر دو دن میں ایک دن آتے، ایک دن نہیں اور برابر انھیں رائے دیا کرتے۔

اور امام حسین علیہ السلام سے بڑھ کر خدائی بھر میں کوئی شخص ان کو دوبھر نہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اہلِ حجاز کبھی مجھ سے بیعت نہ کریں گے، نہ کبھی میری اطاعت کریں گے۔ سمجھ گئے تھے کہ سب کی نگاہوں میں، سب کے دلوں میں امام حسین علیہ السلام کی عظمت اور ان کی طرف لوگوں کی رغبت مجھ سے بڑھ کر ہے۔ جب اہلِ کوفہ کو معاویہ کے ہلاک ہونے کی خبر پہنچی تو عراق کے لوگ مضطرب ہوگئے یزید کے خیال سے اور کہا امام حسین علیہ السلام اور ابنِ زبیرؓ نے بیعت نہیں کی، دونوں آدمی مکہ میں چلے آئے۔ اس پر اہلِ کوفہ نے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا۔

☆☆☆☆☆

Publisher: FALQA-E-ALVIA-UL-QALRIA ... st-8, Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

دوسری طرف مکہ معظّمہ میں کوفیوں کی طرف سے وفود کا سلسلہ جاری تھا۔ اور وہ برابر زور دے رہے تھے کہ امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام جلد از جلد کوفہ پہنچ کر لوگوں کو راہ ہدایت پر جمع کریں ورنہ وہ کہیں گمراہ ہو کر یزید کی بیعت نہ کرلیں۔ لوگوں کا یہ مطالبہ تھا کہ امام حسین علیہ السلام انھیں ہدایت کی راہ پر چلائیں اور گمراہی سے بچائیں۔ یہ ایسی بات تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر حجت واجب ہوگئی تھی۔ بالآخر آپؑ نے سب سے بعد میں کوفہ آنے والے وفد کو ان تمام خطوط کے جواب میں ایک نامہ گرامی لکھ دیا۔ یہ وفد مندرجہ ذیل خط لے کر کوفہ واپس ہوا۔ اس نامہ گرامی میں تحریر تھا کہ:

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے جماعتِ مومنین و مسلمین کے نام۔ ہانی اور سعید تم لوگوں کے خطوط اور پیغامات لے کر میرے پاس آئے۔ تمھارے قاصدوں میں یہ دونوں اشخاص سب سے بعد میں آئے ہیں۔ جو کچھ تم نے لکھا اور بیان کیا انھوں نے مجھ تک پہنچا دیا۔ تم سب لوگوں کا یہ قول کہ ’ہمارا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے، آپؑ آیئے شاید آپؑ کے ذریعہ اللہ رب العزت ہم سب کو حق و ہدایت پر مجتمع کر دے‘، مجھ پر واجب ہوا کہ ہدایت اور حق و انصاف اور عدل و احسان کیلئے تمھاری پکار کو سنوں، لہذا میں نے اپنے معتمدِ خصوصی اپنے عم زاد مسلمؓ بن عقیلؓ کو تمھارے پاس روانہ کیا ہے تاکہ وہ بچشمِ خود حالات کا مشاہدہ کرکے مجھے مطلع کرے۔ اگر ان کی تحریر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمھاری جماعت کے لوگ سب اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ جس سفر کیلئے تم مجھے بلا رہے ہو تو میں تمھارے قاصدوں اور خطوط کی تصدیق کے بعد انشاءاللہ بہت جلد تمھارے پاس چلا آؤں گا۔ اپنی جان کی قسم! رہنمائے قوم وہی ہوتا ہے کہ جو شخص قرآن پر عمل کرے، عدل کو مضبوطی سے پکڑے رہے، حق کا طرف دار ہو، ناحق کا مخالف اور ذاتِ خداوندی پر توکل کرے اور توکل پر جمارہے۔ فقط والسلام“

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کے خلاف یزید کو ایک شخص یزیدی جس کا نام

عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی لیا جاتا تھا، اس کے علاوہ بھی دوسرے لوگ عمارہ بن عقبہ اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی امیر کوفہ کی کمزوری کی شکایات سے یزید کو خط لکھ کر آگاہ کیا۔ چنانچہ یزید نے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے بصرہ کے امیر عبیداللہ بن زیاد کو امیر کوفہ مقرر کر کے ہدایت کی کہ مسلمؓ بن عقیلؓ کو طلب کر کے قتل کر دینا اور اگر ان کو رعایت کے قابل پائے تو کوفہ سے نکال دینا۔ عبیداللہ بن زیاد کوفہ پہنچا تو اس نے سب کو بے خبری میں رکھا۔ کسی کو علم نہ تھا کہ عبیداللہ بن زیاد کوفہ میں آرہا ہے۔ یہاں کے لوگ حضرت امام عالی مقام مولا حسین علیہ السلام کے منتظر تھے۔ عبیداللہ بن زیاد سیاہ عمامہ کا ڈھاٹھ منہ پر لپیٹے ہوئے کوفہ پہنچا تو سب لوگوں نے اسے حضرت امام حسین علیہ السلام سمجھا اور اس کے پاس جمگھٹا اکھٹا ہو گیا۔ لیکن مسلم بن عمرو نے اسے پہچان لیا اور لوگوں سے کہا ہٹ جاؤ، یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہیں۔ جب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو وہ دلبر داشتہ ہو گئے اور ان کے اوپر غم کے بادل چھا گئے۔ عبیداللہ بن زیاد اسی حالت میں قصرِ امارت پر پہنچا تو نعمان بن بشیر نے سمجھا کہ امام حسین علیہ السلام آگئے ہیں، اس نے محل کے دروازے بند کرا دیئے۔ عبیداللہ بن زیاد حیران رہ گیا، اس نے زوردار آواز میں کہا کہ دروازہ کھولو، ورنہ سزا سے نہ بچ سکو گے۔ اس نے جب عبیداللہ بن زیاد کو پہچان لیا تو دروازے کھلوا دیئے، عبیداللہ سے معافی مانگی اور شرمندگی کا اظہار کیا۔ عبیداللہ نے امارت سنبھال لی اور اپنے غلام معقل کے ذریعہ حضرت مسلمؓ بن عقیل کا پتہ معلوم کرنے کی غرض سے اسے کچھ رقم دی اور اس کام پر مامور کر کے شہر میں بھیج دیا۔ معقل مسلسل اس جگہ کی تلاش کرتا رہا جہاں حضرت مسلمؓ بن عقیل مسلمانوں سے بیعتِ امام لے رہے تھے۔ بالآخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا اور اس نے بہانہ کیا کہ وہ حضرت مسلمؓ بن عقیل کے پاس ان کی بیعت کرنے کیلئے آیا ہے۔ لوگ اسے حضرت ہانیؓ بن عروہ کے مکان پر لے گئے۔ اس نے حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کئی روز تک ان کے ساتھ رہ کر تمام حالات سے واقفیت حاصل کر لی اور ان کا اعتماد

Publisher: HAQAEAL-AULQADRIA (trust) Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan email: jilani...@yahoo.com

حاصل کرنے کیلئے اس نے وہ تمام رقم جو اسے اس کے آقا عبید اللہ بن زیاد نے دی تھی، حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی نذر کردی اور ان کے حکم کے مطابق وہ مال ابوشمامہ عاری کے سپرد کر دیا۔ وہ وصول ہونے والے مال سے ہتھیار خرید ا کرتا تھا، وہ بہت بہادر اور عرب کے مشہور شہسواروں میں سے تھا۔ غلام معقل نے یہ تمام کارگزاری اپنے آقا عبید اللہ بن زیاد سے جا کر بیان کردی۔ لیکن حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رہائش تبدیل کرتے رہتے تھے، چنانچہ وہ شریک بن اعور کے گھر منتقل ہوگئے جو کوفہ کے مقتدر امراء میں سے تھا اور بیمار تھا۔ شریک کو اطلاع ملی کہ عبید اللہ بن زیاد اس کی علالت کا حال سن کر اس کی عیادت کیلئے آنا چاہتا ہے تو شریک بن اعور نے حضرت مسلم ابن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپؓ خیمہ میں چھپ جائیں اور جب عبید اللہ بیٹھ جائے گا تو میں پانی طلب کروں گا، اس وقت آپؓ خیمہ سے نکل کر عبید اللہ کو قتل کر دیں، پانی کی طلب ایک اشارہ ہوگا کہ وقت مناسب ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ عبید اللہ اپنے مقررہ وقت پر شریک کے گھر پہنچا اور شریک کے بچھونے پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت ہانیؓ بن عروہ بھی شریک کے قریب بیٹھے تھے اور مہران نامی غلام اس کے پاس سے اٹھا تو حضرت ہانیؓ نے ایک ساعت اس سے سرگوشی کی، پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ۔ لیکن حضرت مسلمؓ بن عقیل، عبید اللہ کو قتل کرنے کیلئے خیمہ سے نہیں نکلے۔ لونڈی پیالہ میں پانی لا رہی تھی تو اس نے خیمہ کو دیکھا کہ حضرت مسلمؓ بن عقیل تشریف رکھتے ہیں تو وہ شرم کی وجہ سے واپس چلی گئی۔ شریک نے پھر حکم دیا کہ مجھے پانی پلاؤ، خواہ میری جان چلی جائے کیا تم پانی کا حمام مجھ پر گراؤ گے؟ معقل غلام جو چند یوم کیلئے ان لوگوں کے پاس رہ کر ان کے کچھ اشارے سمجھنے لگا تھا، خیانت کا خیال کرنے لگا اور اس نے اپنے آقا عبید اللہ کو اشارہ کیا اور عبید اللہ کو ساتھ لے کر جلدی سے باہر نکل گیا۔ شریک نے انھیں روکنے کی غرض سے کہا کہ اے امیر! میں آپ کو کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ عبید اللہ بن زیاد نے کہا اچھا تو میں ابھی واپس آ جاؤں گا۔ پھر اس نے قصرِ امارت کا

رخ کیا۔ اس کے غلام معقل نے اسے بتایا کہ وہ لوگ آپ کو قتل کرنے کی سازش کررہے تھے۔ عبیداللہ نے کہا ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے میں تو ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا چاہتا تھا۔ شریک نے حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ سے عرض کیا کہ آپؓ نے اسے قتل نہ کرکے کوتاہی کی ہے، آخر کون سی چیز آپؓ کو اس کام سے مانع ہوئی؟ آپؓ نے فرمایا کہ اے شریک! مجھے حضور اکرم نورِ مجسم فخرِ بنی آدم حضرت احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایمان غفلت میں حملہ کرنے کی ضد ہے، مومن کبھی غفلت میں حملہ نہیں کرتا (اسی قسم کا ارشاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے ان کے ایمان لانے اور اپنے ساتھیوں کو غفلت میں قتل کرنے کی اطلاع پر ارشاد فرمایا تھا کہ بدعہدی سے خیر نہیں) حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ نے شریک سے فرمایا کہ اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ میں اسے تمہارے گھر میں قتل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ شریک نے کہا اگر آپؓ اسے قتل کرتے تو ایک ظالم، فاسق و فاجر کو قتل کرکے قصرِ امارت میں بیٹھتے۔ اس واقعہ کے تین دن بعد شریک کا انتقال ہوگیا۔ کوفہ کے حالات کو سازگار سمجھ کر حضرت مسلمؓ بن عقیل، امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ پہنچنے کا عریضہ لکھ چکے تھے۔ وہ خط جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو ملا تو آپؑ نے ان کے پاس کوفہ پہنچنے کا ارادہ کرلیا۔ جس وقت آپؑ مکہ سے کوفہ روانہ ہوئے وہ "ایام الترویہ" تھے (حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ عرفہ کے روز قتل ہوئے، اس سے ایک دن قبل آپؑ مکہ سے روانہ ہو چکے تھے)۔ جب لوگوں کو آپؑ کی کوفہ روانگی کا علم ہوا تو آپؑ کے ہمدرد و جانثاروں کے علاوہ آپؑ کے مشیر صاحب الرائے اور آپؑ کے بے حد محبت کرنے والے سب ہی آپؑ کو روکنے کی کوشش کرنے لگے اور کوفیوں کی بے وفائی جو انھوں نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے والد اور بڑے بھائی سے کی تھی، یاد دلانے لگے۔ سفیان بن عینیہ نے ابراہیم بن میسرہ کی زبانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں حضرت امام عالی مقام علیہ السلام

Publisher: HALQA-E-ALIA-ILQADRIA (trust) st-8, block 16-A Gulshan-e-Iqbal Karachi-75300, Pakistan email: jilanione@yahoo.com

نے جب اپنے کوفہ کے سفر پر روانہ ہونے کا مجھ سے ذکر کیا ہے تو میں نے کہا کہ اگر میرا بس چلے تو اپنا ہاتھ آپؑ کے سر سے پیوست کردوں اور آپؑ کو ہرگز کوفہ نہ جانے دوں تو آپؑ نے میری اس بات کے جواب میں فرمایا کہ چچا میں ان دو دنوں میں سے کسی ایک دن انشاء اللہ کوفہ کیلئے روانہ ہوجاؤں گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''اچھا آپؑ یہ بتائیے کہ کوفیوں نے اپنے حاکم کو قتل کرنے اور اپنے اور آپؑ کے دشمنوں کو جلاوطن کرکے اپنے شہروں کا کنٹرول حاصل کرلیا ہے؟ اور پھر آپؑ کو دعوت دی ہے؟ اور اگر وہ اپنے امیر کوفہ کو اس کے مقام پر فائز رکھے ہوئے ہیں تو ان پر اعتماد کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر تو واضح ہے کہ آپؑ سے دغا کریں گے۔'' یہ کہہ کر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گریہ طاری ہوگیا۔ یہ دیکھ کر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عم محترم! میں اچھی طرح جانتا ہوں اور واللہ میں امرِ الٰہی سے مفرور نہیں ہوسکتا اور ان لوگوں کے قول و فعل کا علم ہے اور واللہ مجھے امارتِ خلافت کا لالچ نہیں ہے جو خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کیلئے اب ممکن نہیں، تاہم سفر کے علاوہ چارہ نہیں کہ میں نے نانا جان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ ایک مینڈھا کعبہ کی حرمت کو اپنے خون سے داغدار کرے گا، واللہ میں وہ مینڈھا نہیں ہوں اور مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ مجھے کسی اور مقام پر قتل ہونا پسند ہے۔ جب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کرلیا کہ امام عالی مقام علیہ السلام کوفہ کیلئے سفر کا پختہ ارادہ کرچکے ہیں تو فرمایا کہ ''اے عزیز از جان! اگر آپؑ نے پختہ ارادہ کر ہی لیا ہے تو اپنے بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جایئے۔ خدا کی قسم! مجھے یقین ہو چلا ہے کہ آپؑ قتل ہوجائیں گے جیسا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہوئے۔ اور آپؑ کی بیویاں اور بچے یہ منظر دیکھتے رہ جائیں گے۔'' حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا کہ عِم محترم! صبر کیجئے اور اگر مشیت یہی ہے تو صبر ہی تو ہمارا ہتھیار ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؑ نے حجاز کو عبداللہ بن زبیر کیلئے خالی چھوڑ دیا اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے۔

ادھر کوفہ میں جب ابنِ زیاد نے حضرت ہانیؓ بن عروہ کو گرفتار کرلیا تو ان سے کہا کہ مسلمؓ کو اپنے گھر میں تم نے رکھا ہوا ہے اور ان کیلئے جنگی قوت، بہادروں کی فوج اور ہتھیار بھی تم دوسرے لوگوں کے گھروں میں جمع کررہے ہو۔ ہانیؓ بن عروہ نے ان الزامات کی بھی کھلی تردید کی تو اس نے اپنے غلام معقل کو ہانیؓ کے سامنے کھڑا کردیا۔ ہانیؓ مجبور ہوگئے، انھوں نے صاف صاف اقرار کرلیا کہ یہ سب باتیں سچ ہیں، اب مجھ سے تم جیسا عہد و پیمان چاہو میں تیار ہوں۔ عبیداللہ بن زیاد نے کہا واللہ تم مسلمؓ بن عقیل کو میرے سپرد کروگے، اس کے سوا اور کوئی پیمان مجھے پسند نہیں ہے۔ ہانیؓ نے کہا واللہ میں اپنے مہمان کو تمھارے سپرد کردوں کہ تم اسے قتل کردو، یہ کبھی نہیں ہوگا۔ ابنِ زیاد نے کہا خدا کی قسم! تمھیں لانا ہوگا۔ ہانیؓ نے جواب میں کہا واللہ نہیں ہرگز نہیں۔ جب دونوں کی تکرار بڑھ گئی تو مسلم باہلی کھڑا ہوگیا اور اس نے ابنِ زیاد سے کہا خدا تمھارا بھلا کرے، ذرا مجھے اس سے تخلیہ میں کچھ گفتگو کرنے دو۔ اور ہانیؓ کو ابنِ زیاد سے کچھ دور لے جاکر کہا اے ہانیؓ! خدا کے واسطے اپنے آپ کو قتل نہ کرواو اپنی قوم اور برادری والوں پر بلا نازل نہ کرو، تم مسلمؓ بن عقیل کو زیاد کے حوالے کردو۔ ہانیؓ نے کہا "واللہ نہیں! یہ تو میرے لئے بڑی ذلت کی بات ہے، میں جب تک زندہ ہوں دست و بازو اور طاقت رکھتا ہوں میرے حامی و مددگار بہت زیادہ ہیں، میں پھر بھی اس شخص کو جو میرا مہمان ہے اور میں نے جسے پناہ دی ہے، اسے قتل کردینے کیلئے جلاد کے حوالے کردوں؟ واللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ واللہ! اگر میں تنہا ہوتا اور بے یارومددگار کمزور اور درماندہ ہوتا تب بھی میں اپنی جان تو دے دیتا مگر مہمان کو جسے میں پناہ دے چکا ہوں، اس کے حوالے نہیں کرتا۔" مسلم باہلی بار بار انھیں قسمیں دیا جاتا اور وہ یہی کہے جارہے تھے کہ واللہ میں انھیں زیاد کے بیٹے کے حوالے نہیں کروں گا، نہیں کروں گا، کبھی نہیں کروں گا۔

عبیداللہ ابن زیاد نے ان کی بات سن لی تو کہا ذرا ہانیؓ کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ ہانیؓ کو اس کے

روبرو لائے تو اس نے ہانیؓ کو دھمکایا کہ ہانیؓ! تم نے اگر مسلمؓ بن عقیل کو میرے سپرد نہ کیا تو میں واللہ تیری گردن مار دوں گا۔ ہانیؓ نے کہا پھر تو بھی یاد رکھ کہ یہاں تلواروں کی چمک تیری آنکھوں کو خیرہ کر دے گی۔ ابنِ زیاد نے کہا تیرے حال پر افسوس ہے کہ تو مجھے تلواروں سے ڈرانا چاہتا ہے۔ ہانیؓ کو یقین تھا کہ ان کی برادری اور قبیلہ کے لوگ قصرِ امارت پر چڑھائی کر دیں گے۔ عبیداللہ ابن زیاد نے کہا کہ ہانیؓ کو میرے قریب لاؤ۔ جب ہانیؓ اس کے قریب ہوئے تو اس نے اپنے غلام سے عصا جھپٹ کر لے لیا اور ہانیؓ کو ضرب لگائی، ان کی ناک توڑ دی اور چہرہ کو لہولہان کر دیا۔ اور کہا کہ تو نے فتنہ وفساد پیدا کیا ہے اس لئے اب تیرا قتل ہمارے لئے مباح ہو گیا ہے۔ اس نے ہانیؓ کو ایک حجرہ میں بند کر کے اس کے دروازے پر پہرا بٹھا دیا۔ اب اسماء بن خارجہ اٹھ کھڑے ہوئے، انھوں نے ابن زیاد کو مخاطب کر کے کہا او دغا باز! تو نے ہمیں دھوکہ دیا، پہلے تو ہمیں بھیج کر ہانی کو بلوایا، پھر ان کا چہرہ تو نے زخمی کر کے لہولہان کر دیا، ان کی ریش کو ان کے خون سے رنگ دیا۔ ابن زیاد نے یہ سن کر سپاہیوں کو حکم دیا سبحان اللہ! یہ بھی اسی حال کے مستحق ہیں، انھیں بھی سزا دو۔ سپاہیوں نے حکم کی تعمیل میں اسماء بن خارجہ کو پکڑ لیا اور انھیں خوب مار پیٹ کر قید کر دیا۔ محمد بن اشعث نے کہا کہ ہم تو امیر کی رائے پر راضی ہیں، اچھا کرے یا برا کرے، اس کو سزا دینے کا حق ہے۔ لیکن عمرو بن حجاج کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو قتل کر ڈالا ہے تو اس نے بنی مذحج کو جمع کیا اور قصرِ امارت کا محاصرہ کر لیا اور پکار کر کہا کہ میں عمرو بن حجاج ہوں اور میرے ساتھ بنی مذحج اور امراء وشرفاء ہیں، ہم نے اطاعت سے روگردانی نہیں کی ہے مگر ہمارے سردار اور رئیسِ قبیلہ کو قتل کر دیا گیا ہے، ہمیں یہ امر سخت ناگوار گزر رہا ہے۔ لوگوں نے ابن زیاد کو قصر امارت کے محاصرہ کی اطلاع دی کہ بنی مذحج نے گھیر ڈالا ہوا ہے تو وہ بہت گھبرایا۔ اس نے قاضی شریح سے کہا کہ تم ان کے رئیس کو خود جا کر دیکھ لو کہ وہ زندہ ہے اور پھر بنی مذحج کو اطلاع دے دو کہ وہ زندہ ہے۔ قاضی شریح کا بیان ہے کہ ہانیؓ بن عروہ نے مجھے

دیکھا تو چلا چلا کر کہنے لگا'' دہائی ہے خدا کی اور مسلمانوں کی! کیا میری قوم اور برادری کے سب لوگ مر گئے ہیں اور وہ اہلِ دین (شیعہ) اور اہل شہر کیا ہوئے جو میرا ساتھ دینے کا عہد کرتے تھے؟ سب نے مجھے اپنے دشمن اور دشمن کے بیٹے کے سپرد کر دیا ہے''۔ اس وقت خون ہانیؓ کی داڑھی اور چہرہ سے جاری تھا۔ میں نے قصر کے دروازہ پر کھٹ پٹ کی آوازیں سن کر ہانیؓ سے کہا تم آوازیں سن رہے ہو؟ ہانیؓ نے کہا ہاں یہ سب مسلمان ہمارے شیعہ ہیں اور یہ آوازیں بنی مذحج کی ہیں، دس آدمی بھی اگر مجھ تک پہنچ جائیں تو وہ مجھے رہا کرا لیں گے۔ بخدا اگر ابن زیاد کے نگراں میرے ساتھ نہ ہوتے تو میں ہانیؓ کا پیغام ان لوگوں تک ضرور پہنچا دیتا۔ لیکن قاضی شریح نے عمرو بن حجاج سے جا کر کہا کہ میں نے خود دیکھ لیا ہے کہ ہانیؓ بن عروہ زندہ ہیں البتہ زیاد کے بیٹے نے انھیں سزا دی ہے اور حاکم کو اس بات کا حق ہے۔ یہ سن کر عمرو بن حجاج نے سب لوگوں سے کہا خدا کا شکر ہے کہ رئیس زندہ ہے اور وہ سب لوگ وہاں سے چلے گئے۔

حضرت مسلمؓ بن عقیل کو ہانیؓ کے بارے میں تشویش تھی لیکن قاضی شریح کی گواہی سے انھیں کچھ اطمینان ہوا لیکن وہ عبید اللہ ابن زیاد کی ظالمانہ خصلت سے واقف تھے اس لئے انھوں نے عبد اللہ بن حازم کو قصرِ امارت کی طرف روانہ کیا کہ وہ صحیح صحیح حالات معلوم کریں کہ ہانیؓ پر کیا گزر رہی ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن حازم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قصرِ امارت سے خبر لائے کہ عبید اللہ بن زیاد نے انھیں سخت نگرانی میں قید کیا ہوا ہے اور قید میں ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر قبیلہ مراد کی عورتیں حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کے پاس جمع ہو گئیں اور فریاد اور واویلا کرنے لگیں۔ اس وقت حضرت مسلمؓ کے مکان کے قریب گرد اگرد کے مکانوں میں ان کے چار ہزار سے زیادہ حامی موجود تھے جو اس گروہ کو شیعانِ اہلبیتؓ کے لقب سے پکارتے تھے (لیکن درحقیقت ان لوگوں میں شیعانِ اہلبیتؓ بہت کم اور روافض زیادہ تھے، جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا)۔ اس وقت تک اٹھارہ ہزار کوفی حضرت مسلمؓ کے ہاتھ پر امام حسین علیہ السلام کی

وفاداری پر بیعت کر چکے تھے۔ عبیداللہ بن حازم کا بیان ہے کہ حضرت مسلم ابن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان تمام مکانوں میں جہاں حضرت مسلمؓ کے انصار جمع ہیں، جا کر پکاروں کہ ''یا انصارِ امت!'' اور انھیں باہر نکالوں کہ اب فیصلہ کن وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے پکارا ''یا انصارِ امت''، اسی طرح اہلِ کوفہ بھی پکار پکار کر کہنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب کے سب حضرت مسلم ابن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور حضرت مسلمؓ ابن عقیلؓ انھیں دیکھ کر بہت خوش تھے لیکن مشیتِ ایزدی شیعانِ اہلبیتؓ کی اصل شکل دکھانا چاہتی تھی اور اللہ رب العزت نے روافض کی شناخت کرادی۔ تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم کے صفحات پر حالات یوں بیان کئے گئے ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

حضرت مسلمؓ نے ارباع کوفہ میں بنی کندہ و بنی ربیعہ کا علَم عبیداللہ بن عمرو کندی کو دیا اور کہا تم میرے آگے آگے سواروں کو لے کر چلو۔ قبیلۂ مذحج و بنی اسد کا علَم حضرت مسلمؓ نے مسلم بن عوسجہ اسدی کو دیا اور کہا تم پیادوں کو لے کر میدان میں چلو، از دیہ فوج تمھارے حوالے ہے۔ اور تمیم و ہمدان کی جمیعت کا علم ابن ثمامہ صائدی کو دیا۔ اور اہلِ مدینہ کا علم عباس بن جعدہ جذَلی کو دیا۔ اب وہ قصر کی طرف چلے۔ ابن زیاد کو جو حضرت مسلمؓ کے ادھر آنے کی یہ خبر پہنچی تو اس نے قصر میں اپنی حفاظت کا اہتمام کیا اور سب دروازے مستحکم بند کر دیئے۔ عباس جذَلی کہتے ہیں کہ ہم چار ہزار آدمی ابنِ عقیلؓ کے ساتھ چلے تھے، جب قصر تک پہنچے ہیں تو تین سورہ گئے تھے۔ حضرت مسلمؓ، قبیلہ مراد کے ساتھ قصر تک پہنچے اور اسے گھیر لیا۔ پھر لوگ آنے لگے اور جمع ہونے لگے۔ ہمیں تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ لوگوں سے اور بازاریوں سے مسجد بھر گئی اور شام تک سب جمع ہوتے چلے گئے۔

عبیداللہ بہت مضطرب ہو گیا۔ بڑا سبب یہ تھا کہ دروازۂ قصر کے سوا کوئی اس کیلئے پناہ نہ تھی۔ کُل تیس سرہنگ اہل شرطہ میں سے اس کے پاس تھے اور بیس شخص اشراف اور گھر کے لوگ اور نوکر چاکر ملا کر تھے۔ قصر کا جو دروازہ رومی محلّہ کے متصل تھا، ادھر سے ابن زیاد کے اشرافِ شہر آمد و رفت

کرتے تھے۔ ابنِ زیاد کے پاس جو لوگ تھے یہ بلند ہو ہو کر اس ہجوم کو دیکھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ کہیں پتھر نہ ماریں، گالیاں نہ دیں۔ اور ان کا یہ حال تھا کہ عبید اللہ کو اور اس کے باپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ عبید اللہ نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلا کر حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں، انھیں ساتھ لے کر کوفہ میں پھرے اور ابنِ عقیلؓ کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے، ان کو جنگ کا خوف دلائے، ان کو عقوبتِ شاہی سے ڈرائے اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ کندہ و حضرت موت کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں، ان کو ساتھ لے کر نکلے اور ایک علَم بلند کرے کہ جو شخص اس طرف آجائے اسے امان ہے۔

اسی طرح کے احکام قعقاع اور شبث اور حجار اور شمر ذی الجوشن کو دیئے اور رؤسائے قوم جو اس کے پاس موجود تھے ان کو روک رکھا کہ وہاں سے نکلنے نہ پائیں اس لئے کہ امیر کے پاس بہت کم لوگ ہیں۔ کثیر لوگوں کے اغواء کرنے کیلئے نکلا۔ اس نے دیکھا کہ بنی کلب کا ایک شخص عبد الاعلیٰ مسلح ہو کر کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت ابن عقیلؓ کے پاس جانا چاہتا ہے۔ کثیر نے اسے گرفتار کیا اور ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ اس نے ابن زیاد سے کہا میں تو تیرے ہی پاس آتا تھا۔ یہ سن کر اس نے جواب دیا ہاں تو نے وعدہ بھی مجھ سے کیا تھا۔ پھر حکم دیا گیا کہ اسے قید کر لو۔

ابنِ اشعث قصر سے نکل محلّہ بنی عمارہ میں آکر ٹھہرا۔ اس نے دیکھا عمارہ بن صلخب ہتھیار لگائے ہوئے حضرت ابنِ عقیلؓ کے پاس جانا چاہتا ہے۔ ابن اشعث نے اسے گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قید کر لیا۔ حضرت ابنِ عقیلؓ نے محمد بن اشعث کے مقابلے میں عبد الرحمٰن شامی کو مسجد سے روانہ کیا۔ اس ہجوم کو دیکھ کر ابن اشعث روگردانی کرنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا۔ اور قعقاع نے ابن اشعث کے پاس بلا بھیجا کہ میں نے عرار کی طرف سے ابن عقیلؓ پر حملہ کیا، وہ اس مقام سے پیچھے ہٹ گئے۔ ابن اشعث رومی محلّہ کی طرف سے ابن زیاد کے پاس پہنچا۔ جب کثیر اور محمد بن اشعث اور قعقاع اپنی اپنی برادری کے لوگوں میں سے جنھوں نے ان کی بات سنی، انھیں

ساتھ لئے ہوئے ابن زیاد کے پاس جمع ہو کر آئے تو کثیر نے اس سے کہا (اور یہ سب ابن زیاد کے خیر خواہوں میں تھے) کہ خدا بھلا کرے امیر کا، اس وقت آپ کے قصر میں بہت لوگ آپ کے پاس موجود ہیں، اشرافِ شہر اہلِ شرط آپ کے گھر والے اور تمام خدام آپ کے، ہم سب کو لے کر اب آپ ان لوگوں کے مقابلے میں باہر نکلیئے۔ عبید اللہ نے اس کا کہنا نہ مانا اور شبث بن ربعی کو علم دے کر باہر نکالا۔ حضرت ابن عقیلؑ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ شام تک تکبیر کہتے رہے اور ہجوم کرتے رہے اور ان کا حملہ بہت شدید ہو گیا۔

اب عبید اللہ نے اشرافِ شہر کو بلا کر جمع کیا اور ان سے کہا بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جاؤ اور ان میں سے جو اطاعت کریں انھیں انعام واکرام کا امیدوار کرو اور جو نافرمانی کریں ان کو محروم رہنے اور سزا پانے کا خوف دلاؤ اور ان کو آگاہ کرو کہ ان کیلئے شام سے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں۔ غرض اشراف شہر بلند پر چڑھ کر سب کے سامنے آئے۔

اور سب سے پہلے کثیر بن شہاب نے تقریر کی۔ آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ جب تک وہ کہتا ہی رہا "لوگو! اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ، شر و فساد میں جلدی نہ کرو، خود کو اپنے ہاتھ قتل نہ کراؤ، دیکھو امیر المومنین یزید کی فوجیں چل چکی ہیں۔ سنو! امیر نے خدا سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اگر تم اس سے جنگ پر آمادہ رہے اور اسی شام کو یہاں سے واپس نہ ہوئے تو تمھاری ذریت کو عطا سے محروم کر دے گا اور تمھارے جنگ جو لوگوں کو غزوات اہل شام میں متفرق کر دے گا، برے کی جگہ اچھے کو غائب کے عوض حاضر کو گرفتار کر لے گا۔ جس جس نے نافرمانی کی ہے ان میں سے بے سزا دیئے ایک کو بھی نہ چھوڑے گا"۔ اور تمام اشرافِ شہر نے بھی اسی طرح کی تقریر کی۔

## اہلِ کوفہ کی عہد شکنی:

ان کی گفتگو سن کر لوگ متفرق ہونے لگے اور واپس جانے لگے۔ ایک ایک عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی تھی اور کہتی تھی کہ یہاں سے چلو، اتنے لوگ ہیں یہ سمجھ لیں گے۔ کوئی مرد اپنے

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (Trust), Plot-8, block 10-A Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

بیٹے یا بھائی کے پاس آتا تھا اور کہتا تھا کل اہل شام آجائیں گے تو تم ان سے کیونکر جنگ کرسکو گے، چلو یہاں سے۔ اور وہ بھی اس کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اسی طرح لوگ متفرق و پراگندہ ہوتے رہے۔ شام تک حضرت ابنِ عقیلؓ کے پاس تیس شخصوں سے زیادہ باقی نہ تھے۔ حد ہوگئی کہ نمازِ مغرب میں بھی حضرت ابن عقیلؓ کے پاس تیس شخصوں سے زیادہ شریک نہ تھے۔ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ شام ہوگئی اور ان کے ساتھ یہی چند شخص رہ گئے ہیں تو وہ نکلے اور ابوابِ کندہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ دروازے تک پہنچے تھے کہ دس ہی آدمی رہ گئے۔ دروازے سے باہر جو نکلے تو کوئی بھی ساتھ نہ تھا۔ اب جو مڑ کر دیکھتے ہیں تو کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ راستہ بتائے یا کسی گھر میں لے جائے یا دشمن کا سامنا ہوجائے تو ان کے آڑے آئے۔ یہ منہ اٹھائے ہوئے چلے۔ کوفہ کی گلیوں میں چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتے تھے۔

یہ بھی نہ معلوم تھا کہ میں کہاں جارہا ہوں۔ جاتے جاتے بنی جَبلہ کندہ کے محلّہ میں ایک عورت کے دروازے پر پہنچے۔ اس عورت کا نام طوعہ تھا۔ یہ اشعث بن قیس کی ام ولد تھی۔ اس نے جب آزاد کردیا تو اسید حضرمی نے اس سے عقد کرلیا۔ بلال اس کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ بلال بھی لوگوں کے ساتھ اس ہنگامہ میں گیا ہوا تھا۔ ماں دروازہ پر کھڑی ہوئی اس کا انتظار کررہی تھی۔ حضرت ابن عقیلؓ نے اسے سلام کیا۔ اس نے جوابِ سلام کہا۔ حضرت ابنِ عقیلؓ نے کہا نیک بخت تھوڑا پانی مجھے پلا۔ اس نے پانی لاکر پلا دیا۔ حضرت مسلمؓ وہیں بیٹھ گئے۔ عورت پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی، کہنے لگی بندۂ خدا کیا پانی تو نے نہیں پیا؟ کہا کہ ہاں پیا۔ کہا اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ حضرت مسلمؓ چپ ہو رہے۔ اتنے میں وہ پھر باہر آئی۔ اور وہی بات پھر کہی۔ اب بھی حضرت مسلمؓ چپ رہے تو اس نے کہا سبحان اللہ! اے بندۂ خدا اب اپنے گھر جا، خدا تیرا بھلا کرے، میرے دروازے پر تمھارا بیٹھنا مناسب نہیں، میں اس کی اجازت نہیں دیتی۔

Publisher: HALQA E ALIA UL QADRIA (trust)

## طوعہ کی حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کو امان:

یہ سن کر حضرت مسلمؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے نیک بخت! اس شہر میں میرا کہیں ٹھکانا نہیں ہے، نہ برادری والے ہیں، تم کچھ نیکی کرو اور ثواب کماؤ، شاید میں کبھی اس کا عوض بھی کر دوں گا۔ اس نے کہا اے شخص! یہ تم کیا کہہ رہے؟ کہا میں مسلمؒ بن عقیلؒ ہوں، لوگوں نے مجھ سے دغا کی، مجھے دھوکہ دیا۔ پوچھا کیا تم ہی مسلمؒ ہو؟ کہا کہ ہاں۔ اب اس نے کہا اندر چلے آؤ اور ایک حجرہ میں انھیں کر دیا۔ یہ حجرہ اس کے علاوہ تھا جس میں وہ خود رہا کرتی تھی۔ ان کیلئے اس نے فرش رکھ دیا، کھانا لے کر آئی۔ حضرت مسلمؒ نے کچھ نہیں کھایا۔ اتنے میں اس کا بیٹا آ گیا۔ اس نے ماں کو دیکھا کہ بار بار اس حجرہ میں جاتی آتی ہے۔ کہنے لگا تیرے اس حجرے میں بار بار آنے جانے سے مجھے شک ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ اس نے کہا بیٹا یہ بات نہ پوچھو، اسے جانے دو۔ اس نے کہا میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا دو۔ کہنے لگی بیٹا اپنا کام کر مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ وہ بہت اصرار کرنے لگا تو اس نے کہا بیٹا دیکھ جو میں کہتی ہوں اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ پھر اس سے قسم لی اور اس نے قسم کھائی تو ماں نے بیٹے سے حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر وہ لیٹ رہا اور چپ ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آوارہ شخص تھا۔ بعض کہتے ہیں اپنے ساتھ والوں میں بیٹھ کر شراب بھی پیا کرتا تھا۔

جب زیادہ دیر ہو گئی اور ابن زیاد نے دیکھا کہ اصحابِ مسلمؒ کی آوازیں جس طرح پہلے سنائی دیتی تھیں اب نہیں سنائی دیتیں تو اپنے اصحاب سے کہا کوٹھے پر جا کر دیکھو تو! ان لوگوں میں کا اب کوئی بھی شخص دکھائی دیتا ہے؟ لوگوں نے جا کر دیکھا، کسی کو بھی نہ پایا۔ ابن زیاد نے کہا دیکھو سائبانوں کے نیچے چھپے ہوئے تمھاری گھات میں نہ بیٹھے ہوں۔ یہ سن کر لوگ مسجد کے صحن میں جو دالان (قصر کے متصل) بنے ہوئے تھے، ان کی چھتوں پر چڑھ گئے اور ان کے ہاتھ میں مشعلیں تھیں۔ جھکا جھکا کر دیکھتے تھے کہ سائبانوں میں کوئی ہے تو نہیں۔ مشعلیں کبھی روشنی دیتی تھیں، کبھی اچھی طرح جلتی نہ تھیں تو لوگوں نے قندیلوں کو لٹکایا اور کھپچیوں کے ٹکرے رسیوں میں باندھ کر آگ

Published: FALQ-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) ... Gulshan e Iqbal Karachi-75300, pakistan, email: ...@yahoo.com

لگا دی۔ پھر زمین تک اسے لٹکا دیا۔ دور کے قریب کے درمیان کے سب سائبانوں کی اسی طرح دیکھ بھال کی بلکہ جس سائبان میں منبر تھا، اسے بھی اسی طرح دیکھ بھال لیا۔ جب وہاں کسی کو نہ پایا تو ابن زیاد کو اس کی اطلاع دی۔ اب اس نے مسجد کی طرف کا دروازہ کھولا، قصر سے نکلا، منبر پر گیا۔ اس کے رفقاء بھی اس کے ساتھ آئے۔ اس نے حکم دیا کہ وہ لوگ اسے گھیر کر بیٹھیں۔ وقتِ عشاء سے ذرا پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ اب عمرو بن نافع کو حکم دیا کہ ندا کردے کہ کوئی شخص خواہ اہلِ شرط میں سے خواہ اہل کاروں میں ہے یا معتمدوں میں سے یا سربازوں میں سے، اگر نمازِ عشاء مسجد میں آ کر نہ پڑھے تو اس کیلئے امان نہیں ہے۔ ساعت کی ساعت میں مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ نماز کیلئے پکارے۔ اس وقت حصین بن تمیم نے ابن زیاد سے کہا جی چاہے تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ یا یہ ہو کہ کوئی اور نماز پڑھائے اور تم اندر جا کر قصر میں نماز پڑھو، اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے تمھارا کوئی دشمن تم پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ کہا میرے سپاہیوں سے کہہ دو جس طرح میرے پیچھے کھڑے رہتے ہیں اسی طرح کھڑے رہیں اور تم خود ان کے درمیان پھرتے رہو، میں اس وقت تو قصر میں نہ جاؤں گا۔ اس نے سب کے ساتھ ہی نماز پڑھی۔

## حضرت ابنِ عقیلؓ کی گرفتاری یا قتل کا اعلان:

پھر کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجالایا، پھر کہا ''ابن عقیلؓ احمق جاہل نے جو مخالفت و سرکشی کی ہے وہ تم نے دیکھی، اب جس شخص کے گھر میں اس کو میں پاؤں گا خدا کی طرف سے اس کیلئے امان نہیں اور جو شخص اس کو لے آئے گا اس کا خون بہا اسے انعام میں ملے گا، بندگانِ خدا! ڈرتے رہو، اپنی اطاعت و بیعت کو نہ چھوڑو، اپنی جان کے پیچھے نہ پڑو۔ حصین بن تمیم! تو سن رکھ اگر کوفہ کی کسی گلی کے دروازے سے صبح کو آمد و رفت ہوئی یا یہ شخص نکل گیا اور تو اسے میرے پاس لے کر نہ آیا تو تیری موت ہی آجائے گی، میں تجھ کو اہلِ کوفہ کے گھروں پر مسلط کرتا ہوں، گلیوں کے نکاس پر نگہبان مقرر کردے اور صبح ہوتے ہی جا، سب گھروں کی تلاشی لے، گھروں کے اندر تفحص کر اور کسی

Publisher: HALQA E AULIA UL QADRIA (Trust) ... Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

نہ کسی طرح اس شخص کو میرے پاس لانا''۔ حصین بنی تمیم سے تھا اور ابن زیاد کے اہلِ شرطہ میں سر کردہ تھا۔ یہ کہہ کر ابن زیاد اترا اور قصر میں چلا گیا۔ عمرو بن حریث کو ایک عَلَم دے کر ابن زیاد نے لوگوں پر حاکم مقرر کر دیا تھا۔ صبح ہوئی تو اپنے مقام پر آ کے بیٹھ گیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ سب لوگ آئے، محمد بن اشعث بھی آیا تو ابن زیاد کہنے لگا اس شخص کا کیا پوچھنا جس پر بدگمانی و خیانت کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر اپنے پہلو میں اسے بٹھالیا۔

اس ضعیفہ کا بیٹا بلال بن اسید کی ماں نے حضرت مسلمؓ کو گھر میں رکھ لیا تھا۔ صبح ہوتے ہی محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا اور اس سے کہہ دیا کہ مسلمؓ میری ماں کے یہاں ہیں۔ عبدالرحمٰن اپنے باپ کے پاس آیا۔ وہ ابن زیاد کے یہاں تھا۔ اس سے چپکے چپکے سب حال بیان کر دیا۔ ابن زیاد نے پوچھا بتاؤ تمھارے بیٹے نے کیا باتیں کیں۔ اس نے کہا مسلمؓ ہمارے ہی گھروں میں سے ایک گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے چھڑی لے کر اس کے پہلو میں چبھوئی اور کہا اٹھو ابھی میرے پاس اسے لے کر آؤ۔ ابن اشعث اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث سے جو کہ مسجد میں اس کی جانشینی کر رہا تھا، کہلا بھیجا کہ بنی قیس میں کے ساٹھ یا ستر آدمی ابن اشعث کے ساتھ کر دے۔

## ابنِ اشعث اور حضرت ابنِ عقیلؓ کی جنگ:

ابن اشعث کے ساتھ اسی کے خاندان والوں کا بھیجنا ابن زیاد نے اچھا نہ سمجھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ہر قوم کے لوگ حضرت مسلمؓ کے سے شخص کا اپنے یہاں گرفتار ہو جانا گوارا نہ کریں گے۔ اس نے عمرو بن عبیداللہ سلمی کے ماتحت ساٹھ یا ستر شخص بنی قیس کے کر دیئے۔ اور یہ سب ابن اشعث کے ساتھ اس کے گھر پر پہنچے جس میں حضرت مسلمؓ تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپ اور لوگوں کی آوازیں سن کر حضرت مسلمؓ سمجھ گئے کہ مجھ پر دوڑ آ گئی۔ یہ تلوار لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھے اور وہ لوگ گھر میں گھس پڑے۔ حضرت مسلمؓ نے تلواریں مار مار کر سب کو گھر سے نکال دیا۔ انھوں نے پھر



Publisher HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) st-8, block 10-A Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email alliance@yahoo.com

پلٹ کر حملہ کیا۔ اور حضرت مسلمؓ نے بھی اسی طرح مقابلہ کیا۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی شجاعت:

بکیر بن حمران احمری اور حضرت مسلمؓ میں تلوار چلنے لگی۔ بکیر نے حضرت مسلمؓ کے منہ پر تلوار ماری۔ اوپر والا ہونٹ ان کا کٹ گیا۔ نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوا۔ سامنے کے دو دانت گر گئے۔ حضرت مسلمؓ نے اس کے سر پر کاری زخم لگایا۔ پھر دوسری تلوار اس کے کاندھے پر اس زور سے لگائی کہ سینہ تک اتر گئی ہوتی۔ یہ حالت دیکھ کر سب لوگ مکان کی پشت پر سے بلند ہو کر ان پر پتھر برسانے لگے اور بانس کی چھپٹیاں آگ سے دہکتی ہوئی مکان کی چھت سے پر سے ڈالنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت مسلمؓ تلوار کھینچے ہوئے گلی میں ان سے لڑنے کو نکل آئے اور قتال میں مصروف ہو گئے۔

ابن اشعث نے سامنے آکر کہا اے شخص! تمہارے لئے امان ہے، تم کیوں اپنے کو خود قتل کر رہے ہو؟ حضرت مسلمؓ اسی طرح شمشیر زنی کرتے رہے اور رجز پڑھتے جاتے تھے (جس کا آخری مصرعہ یہ تھا:)

اخان ان اکذب او اُغرّا

مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے یا مجھے دھوکہ دیں گے۔

ابن اشعث نے کہا کوئی تم سے جھوٹ نہیں بولے گا، کوئی تمہارے ساتھ فریب نہیں کرے گا، کوئی تم کو دھوکہ نہیں دے گا، سب لوگ تمہاری برادری کے ہیں، تم کو قتل کرنا نہیں چاہتے، نہ تم پر ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں۔ حضرت مسلمؓ پتھروں کی مار سے زخموں میں چور ہو رہے تھے، جنگ کرنے کی طاقت ان میں باقی نہ رہی تھی اور ہانپ رہے تھے۔ اسی مکان کے ایک جانب دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ابن اشعث ان کے قریب آکر کہنے لگا آپؓ کیلئے امان ہے۔ حضرت مسلمؓ نے کہا میرے لئے امان ہے؟ کہا کہ ہاں امان ہے۔ اور سب لوگ پکار اٹھے کہ آپؓ کیلئے امان ہے۔ بس ایک سلمیٰ تھا کہ وہ یہ کہہ کر کنارہ کش ہو گیا کہ مجھے اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ اور سُلمیٰ:

حضرت مسلمؓ نے کہا اگر تم لوگ مجھ سے امان کیلئے نہ کہتے تو میں تمھارے ہاتھ اپنا ہاتھ نہ دیتا۔ ایک خچر پر ان کو سوار کر دیا اور سب کے سب ہجوم کر کے آئے۔ حضرت مسلمؓ نے تلوار گلے میں ڈال لی تھی۔ ان لوگوں نے تلوار ان کے گلے سے نکال لی۔ اس وقت حضرت مسلمؓ کو اپنی جان کے بچنے سے مایوسی ہوگئی۔ آنسو آنکھوں میں بھر لائے اور کہا یہ پہلی دغا میرے ساتھ کی۔ ابن اشعث نے کہا مجھے امید ہے کہ تمھارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرت مسلمؓ نے کہا بس امید ہی امید ہے، امان جو تم نے دی ہے وہ کیا ہوئی؟ پھر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور رونے لگے۔ سُلمیٰ نے حضرت مسلمؓ سے کہا کہ جو شخص اس امر کا طلب گار ہو جس بات کے تم طالب تھے، اس پر تمھاری سی مصیبت پڑ جائے تو وہ تو اس طرح نہ روئے گا۔

## ابن اشعث سے حضرت ابن عقیلؓ کی وصیت:

حضرت مسلمؓ نے کہا ''اگر چہ ایک چشم زدن کیلئے بھی میں اپنی جان کا تلف ہونا گوارا نہیں کرتا پھر بھی میں اپنی جان کیلئے نہیں رو رہا ہوں نہ میں اپنے قتل کا ماتم کر رہا ہوں، میں تو اپنے عزیزوں کیلئے رو رہا ہوں جو میرے پاس آنے والے ہیں، میں حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد کیلئے رو رہا ہوں۔ یہ کہہ کر ابن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہا اے بندۂ خدا! میں سمجھتا ہوں کہ تو مجھے امان تو نہیں دے سکے گا، بھلا اتنا سلوک تو میرے ساتھ کرے گا کہ اپنے کسی آدمی کو میری طرف سے حسین علیہ السلام کے پاس بھیج دے، وہ آج ہی کل میں تم لوگوں کے پاس آنے کو روانہ ہو چکے ہوں گے اور اہلِ بیتؓ بھی ان کے ساتھ ہوں گے، تم جو میری بے تابی دیکھ رہے ہو وہ محض اسی سبب سے ہے۔ میری طرف سے یہ پیام پہنچا دے کہ مسلمؓ نے مجھے آپؑ کے پاس بھیجا ہے، وہ گرفتار ہو چکے ہیں، یہ نہیں چاہتے کہ آپؑ

یہاں آئیں اور قتل کیے جائیں، آپؓ اہلبیتؑ کو لے کر پلٹ جایئے، کوفیوں کے دھوکے میں نہ آیئے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن سے چھٹکارا پانے کیلئے آپؓ کے والد مرنے اور قتل ہو جانے کی اپنی تمنا رکھتے تھے۔ اہلِ کوفہ آپؓ سے بھی جھوٹ بولے، مجھ سے بھی جھوٹ بولے"۔ ابن اشعث نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا اور ابن زیاد سے بھی کہہ دوں گا کہ تم کو میں امان دے چکا ہوں۔

## ابن اشعث کا قاصد:

ابن اشعث نے ایاس طائی کو جو کہ ایک شاعر تھا اور اس کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا، بلا بھیجا۔ اس سے کہا تم حسین علیہ السلام کے پاس روانہ ہو جاؤ اور یہ خط ان کو پہنچا دو۔ خط میں جو جو باتیں حضرت مسلمؓ نے کہی تھیں، وہ سب اس نے لکھ دیں اور کہا یہ زادِ راہ ہے، یہ سامانِ سفر ہے، یہ تمھارے عیال کے دینے کیلئے بھی ہے۔ اس نے کہا میرے پاس اونٹ نہیں ہے جو اونٹ تھا وہ از کار رفتہ ہو چکا ہے۔ ابن اشعث نے کہا تو یہ اونٹ پالان سمیت موجود ہے، سوار ہو۔ ایاس روانہ ہوا، چار دن کی مدت میں منزل زابلہ میں امام حسین علیہ السلام سے ملا اور خط ان کو دے دیا۔ پڑھ کر فرمایا "جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ہے، اپنی جانوں کے تلف ہونے اور قوم کی برائی کرنے کو ہم نے خدا پر رکھا"۔ حضرت مسلمؓ، ہانیؒ کے گھر میں جب اٹھ آئے ہیں اور اٹھارہ ہزار آدمی نے ان سے بیعت کی ہے تو عابس بن اب حبیب کے ہاتھ امام حسین علیہ السلام کو لکھ کر بھیج چکے تھے" پیغامبر اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، مجھ سے اٹھارہ ہزار اہلِ کوفہ نے بیعت کی ہے، جلدی میرے خط کو دیکھتے ہی اس طرف روانہ ہو جایئے۔ سب لوگ آپؓ کے ساتھ ہیں، آلِ معاویہ سے ان کو کچھ مطلب نہیں، نہ وہ ان کی خواہش رکھتے ہیں، والسلام"۔

## ابن زیاد کا امان دینے سے انکار:

ابن اشعث حضرت مسلمؓ کو لئے ہوئے قصرِ کوفہ کے دروازے پر آیا اور اذن طلب کیا۔ اذن مل گیا، اس نے ابن زیاد سے حضرت مسلمؓ کا سب ماجرا اور بکیر نے جو وار اُن پر کیا، سب بیان کیا۔



Publisher: HALQA-E-AULIA-E-QADRIA (Trust) ... block 10-A Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan email ...@yahoo.com

ابن زیاد نے کہا خدا اس کا برا کرے۔ اس کے بعد ابن اشعث نے امان دینے کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے کہا تم امان دینے والے کون؟ تم کو اس لئے میں نے نہیں بھیجا تھا کہ جا کر ان کو امان دو، تمھیں تو اس لئے بھیجا تھا کہ میرے پاس ان کو لے آؤ۔ ابن اشعث یہ سن کر چپ ہو رہا۔ حضرت مسلمؓ قصر کے دروازے پر جب پہنچے تو پیاسے تھے، یہاں دروازے پر کچھ لوگ اذن کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں عمارۃ بن عقبہ و عمرو بن حریث و مسلم بن عمرو و کثیر بن شہاب بھی تھے۔

## مسلم بن عمرو باہلی کی گستاخی:

قصر کے دروازے پر ٹھنڈے پانی کی ایک مٹکی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت مسلمؓ نے کہا مجھے اس میں سے تھوڑا پانی پلا دو۔ ابن عمرو نے جواب دیا دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے، واللہ اس میں سے ایک بوند بھی تم کو نہ ملے گی، آتشِ دوزخ کا کھولتا ہوا پانی تمھارے پینے میں کام آئے گا۔ حضرت مسلمؓ نے پوچھا ارے تو کون شخص ہے؟ کہا میں اس شخص کا فرزند ہوں کہ جب تو نے حق کا انکار کیا تو اس نے اعتراف کیا، جب تو نے کھوٹا پن ظاہر کیا تو اس نے خلوص دکھایا، جب تو نے نافرمانی اور مخالفت کی تو اس نے بات کو سنا اور اطاعت کی، میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔ حضرت مسلمؓ نے کہا ''خدا تم سے سمجھے، کیسا بے رحم و بدزبان تو ہے، کیسا سنگ دل و درشت طینت تو ہے۔ اے ابنِ باہلہ! دوزخ کے عذابِ دائمی اور کھولتے ہوئے پانی کا زیادہ تر تو سزاوار ہے''۔ حضرت مسلمؓ یہ کہہ کر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔ اور عمرو بن حریث نے اپنے غلام سلیمان کو بھیجا، وہ ایک برتن میں پانی لے کر آیا اور حضرت مسلمؓ کو پلا دیا۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی پانی پینے سے محرومی:

ایک روایت یہ ہے کہ عمارہ نے اپنے غلام قیس کو بھیجا، وہ ایک مٹکی لے کر آیا، اس پر رومال پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک کٹورا تھا۔ کٹورے میں پانی انڈیل کر حضرت مسلمؓ کو اس نے پلایا۔ یہ جب پینا چاہتے تھے، کٹورا خون سے بھر جاتا تھا۔ جب تیسری دفعہ غلام نے کٹورا بھر دیا اور حضرت

مسلمؒ نے پینے کا ارادہ کیا تو سامنے کے دونوں دانت کٹورے میں آرہے۔ حضرت مسلمؒ نے کہا الحمدللہ! میری قسمت میں یہ پانی ہوتا تو میں پیتا۔ اب حضرت مسلمؒ کو ابن زیاد کے سامنے لے گئے تو انھوں نے اسے سلام نہیں کیا۔ ایک سپاہی بولا تو امیر کو سلام نہیں کرتا؟ حضرت مسلمؒ نے کہا ''امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میرا سلام کیا؟ اگر قتل کرنا نہیں چاہتا تو بے شک بہت دفعہ اسے میں سلام کرلوں گا''۔ ابن زیاد نے کہا بے شک میں تجھے قتل کروں گا۔ حضرت مسلمؒ نے پوچھا کیا یہی بات ہے؟ کہا ہاں یہی بات ہے۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی ابن سعد کو وصیت:

حضرت مسلمؒ نے کہا تو مجھے ذرا اپنی قوم کے کسی شخص سے وصیت کرلینے دے۔ یہ کہہ کر حضرت مسلمؒ نے ابن زیاد کے ہم نشینوں کی طرف نظر کی۔ عمر بن سعد (ابن سعد) وہاں موجود تھا۔ فرمایا ''اے عمرو! مجھ میں تجھ میں قرابت ہے، میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں، تجھے اس کا پورا کرنا ضرور ہے اور وہ ایک راز ہے''۔ ابن سعد نے اس کے سننے سے انکار کیا۔ اس پر ابن زیاد نے کہا اپنے عم کی بات کو سننے سے انکار نہ چاہیئے۔ ابن سعد اٹھ کھڑا ہوا اور وہ حضرت مسلمؒ کے ساتھ ایسی جگہ جاکر بیٹھا جہاں سے ابن زیاد کا بھی سامنا تھا۔ حضرت مسلمؒ نے کہا ''کوفہ میں مجھ پر قرض ہوگیا ہے، جب سے میں یہاں وارد ہوا ہوں سات سو درہم کا قرض لے چکا ہوں، یہ قرض میرا ادا کردینا اور میری لاش کا ذرا خیال رکھنا، ابن زیاد سے مانگ لینا، اور دفن کردینا۔ اور حسین علیہ السلام کے پاس کسی شخص کو بھیج دینا کہ ان کو واپس کردے۔ میں تو انھیں لکھ چکا ہوں کہ لوگ آپؑ کا ساتھ دیں گے۔ میرا خیال یہی ہے کہ وہ آتے ہی ہوں گے''۔ اب عمر نے ابن زیاد سے کہا ''آپ سمجھے، انھوں نے مجھ سے کیا کہا؟ انھوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔'' ابن زیاد نے کہا ''بھروسے کا شخص تو کبھی خیانت نہیں کرتا، ہاں کبھی خائن پر بھروسہ کرلیتے ہیں۔ تمھارا مال تو تمھارا ہے، ہم تم کو اس امر سے نہیں روکتے جس طرح چاہو اسے صَرف کرو۔ حسینؑ بھی اگر ہماری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں

گے تو ہمیں بھی اس سے کچھ مطلب نہیں، ہاں اگر انھوں نے ادھر کا ارادہ کیا تو ہم بھی ان سے باز نہ رہیں گے، لاش کے باب میں تمھاری سفارش کو ہم نہیں سنیں گے، مسلمؓ ہماری طرف سے اس رعایت کا سزاوار نہیں ہے، اس نے ہم سے جنگ کی، ہماری مخالفت کی، ہمارے ہلاک کرنے پر آمادہ رہا''۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے کہا ''اس کی لاش سے ہمیں کیا کام؟ جب ہم اسے قتل کر چکے تو پھر لاش کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو''۔

## ابن زیاد اور حضرت ابنِ عقیلؓ کی تلخ کلامی:

اس کے بعد ابنِ زیاد نے کہا ہاں ابنِ عقیلؓ! بتا لوگ یہاں امن کی حالت میں تھے اور سب یک زبان تھے، تو اس لئے آیا کہ ان میں تفرقہ ڈالے، انھیں پریشان کرے، بعض کو بعض سے لڑوا دے؟

حضرت مسلمؓ نے کہا ''ہرگز ایسا نہیں ہے، میں اس لئے نہیں آیا بلکہ اہلِ شہر یہ کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان میں سے نیک لوگوں کو چن چن کے قتل کیا، ان کا خون بہایا، ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کی طرح پیش آیا، ہم اس لئے آئے کہ عدل کے ساتھ حکم کریں اور حکمِ قرآن کی طرف دعوت دیں''۔

کہا ''او بدکار! کجا تو کجا یہ دعوے! جب مدینہ میں شراب پیا کرتا تھا، جب تجے یہ خیال نہ آیا کہ ان لوگوں میں عدل کرے''۔

کہا ''میں شراب پیتا ہوں؟ واللہ! خدا خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے اور جو کچھ تو نے کہا ناواقفیت سے کہا اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو کہہ رہا ہے۔ شراب تو وہ پیئے گا جو مسلمانوں کا خون پی لیا کرتا ہے۔ خدا نے جس کا قتل حرام کیا ہے اسے قتل کرتا ہے، جس نے کوئی خون نہیں کیا اس کا خون بہایا کرتا ہے غضب ناک ہو کر اور بعض کی وجہ سے اور بدگمان ہو کر خونریزی کرتا ہے۔ پھر اس طرح بھول جاتا ہے جیسے کچھ کیا ہی نہیں''۔

کہا ''او بدکار! تیرے دل میں وہ تمنا ہے جس سے خدا نے محروم کر دیا اور تجھے اس قابل نہ سمجھا''۔

کہا ''پھر قابل کون ہے؟''

کہا ''امیر المومنین یزید''۔

کہا ہر حالت میں شکر ہے خدا کا، ہم نے اپنا اور تمھارا انصاف خدا پر رکھا''۔

کہا ''شاید تیرے زعم میں ہے کہ تم لوگوں کو بھی اس امارت میں کچھ حق ہے''۔

کہا ''واللہ! زعم نہیں ہے بلکہ یقین ہے''۔

کہا ''خدا مارے مجھے اگر میں اس طرح تجھے قتل نہ کروں کہ اسلام میں کوئی اس طرح نہ قتل ہوا ہوگا''۔

کہا ''ہاں بے شک اسلام میں جو ظلم کبھی نہیں ہوا اس کے ایجاد کرنے کا تو ہی سزاوار ہے، بری طرح قتل کرنا، بری طرح سر کاٹنا، بدافعالی کرنا، غالب ہو کر ملامت سمیٹنا، تیرا ہی حصہ ہے اور دنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا سزاوار نہیں ہے''۔

## ابنِ زیاد کی لاف گرانی:

ابن سمیہ نے اب حضرت مسلمؓ اور امام حسین علیہ السلام اور حضرت عقیلؓ کو گالیاں دینا شروع کیں۔ اور حضرت مسلمؓ نے سکوت کیا۔ اہلِ تاریخ کا خیال ہے کہ ابن زیاد نے حضرت مسلمؓ کو پانی دینے کا حکم دیا۔ ایک مٹی کے برتن میں انھیں پانی پلایا۔ پھر ان سے کہا اس واسطے تجھے اس برتن میں پانی دیا کہ تیرے پانی پینے سے دوسرا برتن حرام ہو جاتا۔ پھر لوگوں سے کہا اسے قصر کی چھت پر لے جاؤ اور گردن مارو اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دو۔ اب حضرت مسلمؓ نے ابن اشعث کی طرف دیکھ کر کہا تو نے مجھے امان نہ دی ہوتی تو واللہ میں خود کو حوالے نہ کرتا، اب میرے بچانے کو تلوار لے کر اٹھ، تیری بات جاتی ہے۔ یہ کہہ کر ابن زیاد سے کہا واللہ! اگر مجھ میں تجھ میں کچھ بھی

قرابت ہوتی تو مجھے تو قتل نہ کرتا۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کے سر پر اور شانے پر مسلمؓ نے تلوار ماری ہے؟ لوگ اسے بلا لائے۔ کہا کوٹھے پر چڑھ جا، تو ہی اس کی گردن مار۔

## حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی شہادت:

حضرت مسلمؓ کو کوٹھے پر لے کے چلے۔ وہ تکبیر و استغفار و صلوات پڑھتے جاتے اور کہتے جاتے خداوند! ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف تیرے ہاتھ ہے جنھوں نے ہمیں دھوکہ دیا، ہم سے جھوٹ بولے، ہمیں ذلیل کیا۔ قصر کی اس جہت میں جہاں آج شتر قصاب رہتے ہیں، حضرت مسلمؓ کو لے کر گئے۔ وہاں ان کی گردن ماری اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دیا۔ بکیر جس نے حضرت مسلمؓ کو قتل کیا تھا، کوٹھے سے اترا تو ابن زیاد نے پوچھا اسے قتل کر آیا؟ بکیر نے کہا ہاں۔ پوچھا جب تم اسے کوٹھے پر لے جا رہے تھے تو کیا کہتا جاتا تھا؟ کہا ''تکبیر و تسبیح و استغفار پڑھ رہا تھا، جب میں نے قتل کرنے کو اپنی طرف اسے کھینچا تو کہا خداوند ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف تیرے ہاتھ ہے جو ہم سے جھوٹ بولے، جنھوں نے ہمیں دھوکہ دیا، ہمیں چھوڑ دیا، ہمیں قتل کیا۔ میں نے کہا میرے قریب آ، خدا کا شکر ہے کہ تجھ سے اپنا قصاص لینے کیلئے مجھے موقع دیا۔ یہ کہہ کر میں نے ایک وار کیا اور وہ بے کار ہو گیا۔ تو مسلمؓ نے کہا بندۂ خدا یہ چرکہ جو تو نے دیا اس میں تیرے زخم کا بدلہ نہیں ہوا''۔ ابن زیاد کہنے لگا ''مرتے وقت بھی یہ فخر؟'' بکیر نے کہا پھر میں نے دوسرے وار میں قتل کیا۔

## ابنِ اشعث کی ہانیؓ کیلئے امان طلبی:

محمد بن اشعث نے کھڑے ہو کر ہانیؓ کے باب میں ابن زیاد سے گفتگو کی اور کہا ''آپ واقف ہیں ہانیؓ اور اس کے خاندان کا شہر میں اور برادری میں کیا مرتبہ ہے اور اس کی قوم کو یہ بات معلوم ہے کہ میں اور میرے ساتھ والا ہانیؓ کو آپ کے پاس لے آئے ہیں۔ میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ اسے مجھے بخش دیجئے۔ مجھے اس کی قوم سے عداوت مول لینا ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ شہر میں بہت عزت رکھتے ہیں اور ایک جماعت اہلِ یمن کی بھی ہے''۔ ابن زیاد نے وعدہ

Publisher: HALQA-E-ALIA-UL-QADRIA (trust)

کر لیا تھا کہ ایسا ہی کروں گا۔ جب حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کیلئے جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا تو اس کی رائے بدل گئی۔ ابن اشعث سے جو وعدہ کیا تھا، اس کے پورا کرنے سے انکار کیا۔

## حضرت ہانیؓ بن عروہ کو قتل کرنے کا حکم:

حضرت مسلمؓ کے قتل ہوتے ہی اس نے حکم دیا کہ ہانیؓ کو بازار میں لے کر جاؤ اور اس کی گردن مارو۔ حضرت ہانیؓ کو بازار میں اس مقام پر لے گئے جہاں بکریاں بکتی تھیں، ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اور بار بار وہ کہتے جاتے تھے کہاں ہیں بنی مذحج، آج میری کمک نہیں کرتے۔ جب دیکھا کوئی کمک کو نہیں آتا تو اپنے ہاتھ کو زور سے کھینچا اور رسی میں سے نکال لیا اور کہا ''ارے کوئی عصا نہیں؟ کوئی چھری نہیں؟ کوئی پتھر نہیں؟ اونٹ کی کوئی ہڈی بھی نہیں کہ انسان اسی کو لے کر اپنی جان بچانے کیلئے ہاتھ پاؤں مارے''۔ یہ کہہ رہے تھے کہ لوگ ان پر پل پڑے، رسی میں پھر ان کو باندھ لیا، پھر ان سے کہا اپنی گردن آگے بڑھاؤ۔ کہا میں ایسا سخی نہیں ہوں کہ اپنا سر دے دوں، میں اپنی جان لینے میں تمھاری اعانت نہیں کرنے کا۔

## حضرت ہانیؓ بن عروہ کا قتل:

اب ابن زیاد کے ایک ترکی نے جس کا نام رشید تھا، تلوار کا ان پر وار کیا لیکن تلوار نے کچھ کام نہ کیا۔ ہانیؓ کہنے لگے ''خدا ہی کے پاس جانا ہے، خداوند! اپنی رحمت و رضوان میں مجھ کو لے''۔ ترکی نے دوسرے وار میں ان کو قتل کیا۔ پھر اسی غلام ترکی کو عبدالرحمٰن بن حصین نے مقام خازر میں ابن زیاد کے ساتھ دیکھا۔ لوگ کہہ رہے تھے دیکھو حضرت ہانیؓ کا قاتل یہی ہے۔ یہ سن کر ابنِ حصین نے کہا اگر میں اس کو قتل نہ کروں یا اس کے پیچھے مار ڈالا نہ جاؤں تو خدا مجھے مارے۔ یہ کہتے ہی اس پر برچھی کا وار کر کے وہیں قتل کیا۔

## عبدالاعلی کلبی کا قتل:

ابن زیاد، حضرت مسلمؓ و ہانیؓ کو قتل کر چکا تو عبدالاعلی کلبی کو بلایا۔ یہ وہی شخص ہے کثیر بن



Publisher: HALQA E ALIA E QADRIA, st-8, block 10-A Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan, email: ...@yahoo.com

شہاب جسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے آیا تھا۔ ابن زیاد نے اس سے کہا کہ اپنا حال بیان کرے۔ اس نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے، میں اس لئے نکلا تھا کہ دیکھوں لوگ کیا کر رہے ہیں کہ مجھے ابن شہاب نے گرفتار کر لیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تو اس لئے نکلا تھا تو شدید و غلیظ قسمیں کھا کر بیان کر۔ اس شخص نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ حکم دیا اسے جبائد سبیع میں لے جا کر گردن مارو۔ سب اسے لے کر چلے اور وہاں اس کی گردن ماری۔

لوگ عمارہ بن صلحت کو مجلس سے نکال کر اب لائے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ حضرت مسلمؓ کی نصرت کیلئے جا رہے تھے۔ ابن زیاد نے ان سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ انھوں نے کہا میں بنی ازد سے ہوں۔ کہا اسے اس کے قبیلہ میں لے جاو۔ ان ہی کی برادری کے سامنے ان کو لے جا کر ان کی گردن ماری۔ حضرت مسلمؓ و ہانیؓ کے واقعہ پر عبداللہ اسدی یا فرزدق نے چند شعر بھی کہے ہیں۔

اب حضرت مسلمؓ و ہانیؓ کے سروں کو ابن زیاد نے ہانی بن ابی حیہ اور زبیر بن اروح کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیا۔ کاتب اس کا عمرو بن نافع تھا۔ اسے حکم دیا کہ حضرت مسلمؓ و ہانیؓ کا واقعہ یزید کو لکھ بھیجے۔ اس نے بہت ہی طولانی خط لکھا۔ خط میں طول دینا اسی منشی کی ایجاد ہے۔ ابن زیاد نے خط دیکھا تو ناپسند کیا۔ کہنے لگا ''اس طویل و فضول سے کیا فائدہ، بس یہ لکھو: الحمد للہ! اللہ نے امیر المومنین کے حق کو محفوظ رکھا، دشمن کی ٹکر سے اسے بچایا۔ میں امیر المومنین کو خبر دیتا ہوں کہ مسلمؓ نے ہانیؓ بن عروہ کے گھر میں پناہ لی تھی۔ میں نے ان دونوں پر جاسوس مقرر کیے۔ کچھ لوگ فریب سے ان کے پاس بھیجے اور ان سے مکر و کید کر کے آخر دونوں کو میں نے باہر نکالا۔ اور خدا کے فضل سے دونوں میرے قابو میں آ گئے۔ میں نے دونوں کی گردن ماری اور ان کے سر ہانی ابن ابی حیہ و زبیر بن اروح کے ساتھ آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ یہ دونوں شخص تابع فرمان و اطاعت گزار و خیر خواہ ہیں۔ امیر المومنین جس بات کو چاہیں ان سے دریافت کریں۔ دونوں واقف کار اور راست



Publisher: FALAQ-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

گو وصاحب فہم و پرہیز گار ہیں۔ والسلام''۔

## یزید کا خط ابن زیاد کے نام:

یزید نے جواب میں لکھا ''جو میں چاہتا تھا وہی تو نے کیا۔ تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا۔ مجھے مطمئن و بے فکر کر دیا۔ میں تجھے جیسا سمجھتا تھا، تیری نسبت جو میری رائے تھی تو نے اپنے کو ایسا ہی ثابت کیا۔ دونوں قاصدوں کو بلا کر ان سے کچھ پوچھا، کچھ راز کی باتیں کی۔ جیسا تو نے ان کے فضل وفہم کے بارے میں لکھا ہے ویسا ہی ان کو پایا۔ نیکی کے ساتھ ان سے پیش آنا چاہیئے۔ اور مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ عراق کی طرف آ رہے ہیں، نگران مقرر کر کے مورچے تیار رکھ، جس سے بدگمانی ہو اس کی حراست کر، جس پر تہمت بھی ہو اسے گرفتار کر لے، ہاں جو تجھ سے خود جنگ نہ کرے اسے قتل نہ کرنا۔ اور جو جو واقعہ پیش آئے اس کا حال مجھے لکھتا رہ۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ''۔

## مختار اور عبداللہ بن حارث کی گرفتار:

حضرت مسلمؓ کا کوفہ میں چڑھائی کرنا ذوالحجہ 60 ھ کی آٹھویں تاریخ منگل کے دن وقوع میں آیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ مکہ سے کوفہ کی طرف امام حسین علیہ السلام کیلئے روانہ ہونے کے بعد نویں تاریخ بدھ کے دن بروز عرفہ یہ واقعہ ہوا۔ اور امام حسین علیہ السلام مدینہ سے رجب 60ھ کی اٹھائیسویں اتوار کے دن مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور شعبان کی تیسری شب جمعہ تھی کہ مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ میں شعبان، رمضان، شوال، ذی قعدہ میں قیام کیا، پھر ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ منگل کے روز ترویہ مکہ سے نکلے۔ اسی دن حضرت مسلمؓ نے حملہ کیا تھا اور حضرت مسلمؓ کے ساتھ مختار اور عبداللہ بن حارث بھی نکلے تھے۔ مختار سبز علم لئے ہوئے تھا، عمرو بن حریث کا مکان پر آ کر اس نے علم کو گاڑ دیا اور کہا میں تو اس لئے نکلا ہوں کہ عمرو کو روکے رہوں۔ اور عبداللہ بن حارث سرخ علم اٹھائے ہوئے تھے اور سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت مسلمؓ جب قصر کی طرف بڑھے تو

Publisher: HALQAE ALVIA UL QADRIA (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

اشعث اور قعقاع اور شبث نے حضرت مسلمؓ کا اور ان کے اصحاب کا مقابلہ کیا۔ اور فریقین میں بری خون ریز جنگ ہوئی۔ شبث کہنے لگا ان لوگوں کو رات ہو جانے دو تو متفرق ہو جائیں۔ یہ سن کر قعقاع نے کہا کہ تو نے سب کے راستے روکے رکھے ہیں، نکل جانے کی راہ دے تو سب چل دیں۔ ادھر ابن زیاد نے مختار اور عبداللہ بن حارث کے گرفتار کرنے کا لوگوں کو حکم دیا اور انعام اس کیلئے مقرر کر دیا۔ دونوں شخص گرفتار ہو کر آئے اور قید کر لئے گئے۔

☆☆☆☆☆

جیسا کہ اوراقِ ماسبق میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مسلم ابن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کو مطلع کر دیا تھا کہ لوگوں نے آپؑ کی بیعت کر لی ہے اور اٹھارہ ہزار کوفی شیعانِ اہلبیتؓ آپؑ کے جانثاروں میں شامل ہو گئے ہیں، اس لئے آپؑ کوفہ فوراً تشریف لے آیئے۔ اس اطلاع کے بعد حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے کوفہ کا سفر اختیار فرمایا لیکن مکہ کے بااثر حضرات برابر اس کوشش میں تھے کہ آپؑ کو اس سفر سے روک سکیں۔ اس سلسلے میں ابومخنف کا بیان ہے کہ حارث بن کعب الوالبی نے کہا کہ حضرت امام علی (زین العابدین) بن حسین ابن علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ''جب ہم مکہ سے کوفہ کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے دونوں بیٹوں عونؓ اور محمدؓ کے ہاتھ ایک خط میرے بابا جان حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے نام روانہ کیا جس میں انھوں نے لکھا تھا:

اما بعد، میں آپؑ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپؑ میرے اس خط کو دیکھے بغیر سفر پر روانہ نہ ہوں۔ مجھے آپؑ کی حالت پر رحم آتا ہے اس لئے کہ اس میں آپؑ کی ہلاکت ہے اور آپؑ کے اہل و عیال کی بیخ کنی ہوگی۔ اور اگر آج آپؑ ہلاک ہو گئے تو یہ شمعِ نورِ اسلام بجھ جائے گی۔ بلاشبہ آپؑ ہدایت پانے والوں کے عَلَم اور مومنین کی امید ہیں۔ اپنی روانگی میں جلدی نہ کیجئے۔ میں بھی اس خط

کے پیچھے آرہا ہوں۔ والسلام۔"

پھر حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ جب مکہ پہنچے تو نائب مکہ عمرو بن سعد نے انھیں بتایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو سمجھانے والوں نے بہت سمجھایا اور نصیحت کرنے والوں نے بہت نصیحت کی لیکن انھوں نے جو کچھ ارادہ کر رکھا تھا، اس پر پورے اترے۔ حضرت عبداللہؓ ابن جعفرؓ نے نائب مکہ سے کہا کہ تم انھیں سرکاری طور پر خط لکھو، انھیں اپنا اعتبار دلاؤ اور نیکی اور حسن سلوک کی تمنا کا اظہار کرو اور ان سے واپسی کی درخواست کرو تاکہ وہ ہر بات سے مطمئن ہو کر واپس آجائیں۔ عمرو بن سعد نے حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ سے کہا کہ آپؓ جس مضمون کا خط چاہیں خود لکھ لیں، میں اس پر اپنے دستخط کردوں گا اور مہر لگادوں گا۔ حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ نے اپنی مرضی کا مضمون لکھا اور عمرو بن سعد نے اس پر دستخط کر دیئے اور مہر لگادی۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ میرے ساتھ اپنی امان کی تصدیق بھی بھیج دیں تو عمرو بن سعد نے اپنے بھائی یحییٰ کو بھیج دیا۔ پھر وہ دونوں تیز دوڑنے والی اونٹنیوں پر سوار ہو کر امام عالی مقام علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئے۔ اور بالآخر انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پالیا اور آپؑ کی خدمت میں وہ خط جو وہ ساتھ لائے تھے، پیش کر دیا۔ لیکن امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام نے انھیں بتایا کہ میری واپسی ممکن نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور انھوں نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے اور میں اس حکم کی تعمیل ضرور کروں گا۔ ان دونوں نے درخواست کی کہ ہمیں اس خواب میں ملنے والے حکم سے آگاہ فرمایئے۔ تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں کسی ایک شخص کو (جو راز دار ہوگا) وہ خواب اور حکم سے ضرور مطلع کروں گا، حتیٰ کہ اپنے رب سے جاملوں گا۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ محمد بن قیس نے مجھ سے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے سفر فرماتے ہوئے ذوالرمتہ وادی کی بلند جگہ پر پہنچ کر وہاں سے قیسؓ بن مسہرا الصیداوی کو اہل کوفہ کیلئے ایک خط دے کر روانہ کیا کیونکہ انھیں

Publisher: HALQA-E-ALVIA-E-ALVIA (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi ... email: jilanione@yahoo.com

حضرت مسلمؓ کا ایک اور خط دورانِ سفر میں موصول ہوا تھا جس کا مختصر مضمون یوں تھا (یہ خط حضرت مسلمؓ نے اپنے قتل ہونے سے ستائیس یا اٹھائیس دن قبل لکھا تھا):

اما بعد، بے شک پیش رو اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بلاشبہ سب اہل کوفہ آپؓ کے ساتھ ہیں اور وہ آپؓ کے منتظر ہیں۔ آپؓ جب میرے اس خط کو پڑھیں تو فوراً آجائیں۔ فقط والسلام"۔

اس خط کے جواب حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے وہ خط لکھا جس کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ اس خط کا مضمون یہ تھا:

"تم سب پر سلامتی ہو۔ میں تمھارے ساتھ مل کر خداوند عزوجل کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعدہ، مسلمؓ بن عقیلؓ کا خط مجھے ملا ہے جس میں انھوں نے تم لوگوں کی رائے کی عمدگی اور تمھارے سرداروں کے ہماری مدد کیلئے متفق ہوجانے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنے کی اطلاع دی ہے اور ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ عمدہ طور پر ہمارا کام کردے اور تم لوگوں کا اس کا جو تم کرتے ہو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین۔ اور میرے قافلہ نے مؤرخہ 18 ذی الحجہ کو بروز منگل مقام الرویہ کے دن تمھاری طرف سفر شروع کیا ہے۔ پس جب میرا ایلچی تمھارے پاس آئے تو اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھنا اور سنجیدہ رہنا اور میں ان ہی دنوں میں انشاء اللہ تمھارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

چنانچہ جب قیسؓ بن مسہر الصیداوی، حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط لے کر کوفہ پہنچے تو قادسیہ کے مقام پر حسین بن تمیر ثقفی نے انھیں پکڑ کر عبیداللہ بن زیاد حاکمِ کوفہ کے حوالے کر دیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا کہ محل کی چوٹی پر چڑھ کر کذاب ابن کذاب علیؑ ابن ابی طالبؓ اور اس کے بیٹے حسین (علیہ السلام) کو گالیاں دو۔ قیسؓ نے محل کی چوٹی پر چڑھ کر پہلے اللہ کی حمد وثناء کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجا اور کہا "اے اہلِ کوفہ! بلاشبہ حسینؑ ابن علیؓ اللہ کی مخلوق میں موجود ہر انسان سے بہتر ہے اور وہ رسول

Publisher: HALQA E AULIA QADRA (trust)

اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا لختِ جگر ہے۔ میں تمھاری طرف اس کا ایلچی ہوں۔تم ان کی سمع و اطاعت کرو۔اور عبید اللہ ابن زیاد اور اس کے باپ پر جو ولد الزنا ہے لعنت بھیجو۔اور میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے والد کیلئے بخشش اللہ کے حضور طلب کرتا ہوں"۔ابھی وہ کہہ رہے تھے کہ عبید اللہ ابن زیاد کے حکم سے انھیں محل سے نیچے پھینک دیا گیا اور وہ لخت لخت ہو گئے۔

# شہادتِ خلیفہٗ راشد

# امام حسین علیہ السلام

بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ قیسؓ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اور وہ تڑپ رہے تھے کہ عبد الملک بن عمیر الیجلی نے بڑھ کر انھیں قتل کر دیا اور کہا کہ میں نے اسے اذیت سے نجات دلا دی ہے۔بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ جو شخص امام عالی مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام کا خط لے کر آیا تھا وہ قیس نہیں تھے بلکہ امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی عبدؓاللہ بن یقطر تھے، واللہ اعلم۔

# سانحہٗ کربلا

## 61ھ میں شروع ہوا

### حضرت حسین علیہ السلام کا شراف میں قیام:

امام حسین رضی اللہ عنہ نے منزل شراف میں مقام کیا۔صبح کے وقت خادموں کو حکم دیا کہ

Publisher: HALQAE ALVIA UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300 Pakistan email: jilanione@yahoo.com

پانی بھرلیں۔ انھوں نے بہت سا پانی ساتھ لے لیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ صبح سے لے کر راستہ کو پامال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور ایک شخص پکارا اللہ اکبر۔ آپؑ نے بھی فرمایا اللہ اکبر اور پوچھا کہ اللہ اکبر تم نے کس بات پر کہا؟ اس نے کہا مجھے خرمے کے درخت دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ سن کر بنی اسد میں سے دو شخص آپؑ سے کہنے لگے ہم نے تو کبھی یہاں خرمے کے درخت نہیں دیکھتے تھے۔ انھوں نے کہا ہمیں تو مقدمۂ لشکر کا رسالہ معلوم ہوتا ہے۔ آپؑ نے کہا ہاں مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لئے یہاں کوئی ایسی جگہ مل سکتی ہے کہ اس کو پس پشت رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی رخ سے سامنا کریں۔ دونوں شخصوں نے کہا آپؑ کے پہلو میں ذوحسم (ذوحسم جگہ کا نام ہے) موجود ہے، آپؑ بائیں جانب مڑ جایئے، ان لوگوں سے پہلے آپؑ وہاں پہنچ جائیں گے تو جو بات آپؑ چاہتے ہیں وہ حاصل ہے۔ آپؑ بائیں طرف مڑے، ساتھ ہی وہ رسالے کے سوار بھی آپہنچے۔ انھوں نے جو دیکھا کہ آپؑ راہ کو چھوڑ کر دوسری طرف مڑ پڑے تو وہ بھی اسی طرف مڑے۔ ان کی برچھیوں کے پھل شہد کی مکھیوں کے غول معلوم ہوتے تھے۔ ان کے علَموں کی بیرقیں گدھ کے پروں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ سواروں سے پیشتر آپؑ ہی ذوحسم تک پہنچ گئے اور وہیں اتر پڑے۔ حکم دیا، خیمے نصب ہوگئے۔

## حُر کا لشکر:

ہزار سواروں کا رسالہ لئے ہوئے حر اس جلتی دوپہر میں آپؑ کے مقابل آکر ٹھہرا۔ دیکھا آپؑ اور آپؑ کے انصار عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ آپؑ نے خادموں کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھا دو اور گھوڑوں کو بھی پانی دکھا دو۔ خدام اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسالہ کے سواروں کو پانی پلا پلا کر سیراب کر دیا۔ پھر کاسے کٹرے طشت بھر بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے گئے۔ گھوڑا جب تین یا چار یا پانچ دفعہ پانی میں ڈال چکتا تھا تو ظرف کو ہٹا کر دوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے، اسی طرح سب گھوڑوں کو پانی پلایا۔

Publisher HALQA E ALIA UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi 75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## حر کے ایک سپاہی سے حسن سلوک:

حر کے رسالہ کا ایک شخص پیچھے رہ گیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ آپؓ نے جب میری اور گھوڑے کی حالت دیکھی جو پیاس سے ہو رہی تھی تو کہا راویہ کو بٹھاؤ۔ میں مشک کو راویہ سمجھا۔ تو آپؓ نے کہا اے لڑکے! اونٹ کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا تو کہا پیو۔ میں جب پیتا تھا مشک سے پانی اونڈل اونڈل پڑتا تھا۔ آپؓ نے کہا مشک کے دہانے کو الٹ دو۔ مجھ سے الٹتے بن نہ پڑا۔ آپؓ خود اٹھ کھڑے ہوئے اور دہانہ کو الٹ دیا۔ میں نے پانی پیا، اپنے گھوڑے کو پلایا۔ آپؓ کی طرف قادسیہ سے حُر کے آنے کا سبب یہ تھا کہ ابن زیاد کو جب یہ خبر ملی کہ امام حسین علیہ السلام آرہے ہیں تو اس نے حصین بن نمیر کو جو اس کے اہلِ شرطہ کا سردار تھا، روانہ کیا، حکم دیا کہ قادسیہ میں ٹھہرے اور قطقطانہ سے حقائق تک مورچے باندھے اور حر کو ہزار سوار دے کر اس کے آگے قادسیہ سے روانہ کیا کہ امام حسین علیہ السلام سے مزاحمت کرے۔ حُر آپؓ کو روکے رہا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کی نمازِ ظہر کی امامت:

یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ اب آپؓ نے حجاجؒ بن مسروع جعفی کو حکم دیا کہ اذان کہیں۔ انھوں نے اذان دی اور اقامت کی باری آئی تو آپؓ تہمد اور چادر اور نعلین پہنے ہوئے نکلے۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا ایہا الناس خدائے عز و جل سے اور تم سب لوگوں سے میں ایک عذر کرتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں کے خط اور تمھارے پیغامی یہ پیغام لے کر میرے پاس نہیں آئے کہ آپؓ آیئے ہمارا کوئی امام نہیں ہے، شاید آپؓ کے سبب سے خدا ہم سب لوگوں کو ہدایت پر متفق کر دے اس وقت تک میں تمھارے پاس نہیں آیا۔ اب اگر تم اسی قول پر ہو تو لو میں تمھارے پاس آیا۔ تم مجھ سے عہد و پیمان کر لو جس پر مجھے اطمینان ہو جائے تو میں تمھارے شہر چلوں اور اگر ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تم کو ناگوار ہو تو جہاں سے میں آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔ یہ سن کر سب نے سکوت کیا۔ مؤذن سے کہا اقامت کہو۔ اس نے اقامت کہی تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے حُر سے پوچھا تم لوگ

Published: HALQA E ALIA E QADRIA (trust) ... Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

کیا الگ نماز پڑھو گے؟ حُر نے کہا نہیں ہم سب آپؑ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ آپؑ نے سب کو نماز پڑھائی اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ اور آپؑ کے انصار بھی سب آپؑ کے پاس جمع ہو گئے۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کا لشکرِ حر سے خطاب:

حر اپنی جگہ پر جہاں پہلے وہ تھا واپس آیا۔ اس کیلئے خیمہ نصب ہو چکا تھا۔ اسی خیمہ میں چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ والوں میں سے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ باقی لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس چلے گئے۔ اور پھر صفیں باندھ لیں۔ پھر ہر ایک شخص نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گھوڑوں کے سایہ میں اتر کر بیٹھ گئے۔ عصر کا وقت ہوا تو آپؑ نے نماز عصر کیلئے پکارا اور اقامت کہی۔ آپؑ آگے بڑھے، سب کو نماز پڑھائی، سلام پھیرا۔ پھر سب کی طرف رخ کر کے حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ پھر کہا "یا ایہا الناس! اگر تم خوفِ خدا کرو گے اور حق داروں کے حق کو پہچانو گے تو خوشنودیٔ خدا کا باعث ہو گا۔ ہم اہلبیتؑ ہیں اور یہ لوگ جو تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں جس کا انھیں حق نہیں ہے اور تمھارے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش آتے ہیں، اس امر کیلئے ان سے ہم ہی اولیٰ ہیں۔ اگر تم کو ہم سے کراہت ہے اور ہمارے حق سے تم واقف نہیں ہو اور اپنے خطوں میں اور اپنے پیغامیوں کی زبانی تم نے جو کچھ مجھ سے کہلا بھیجا ہے، اب وہ تمھاری رائے نہیں ہے تو میں تمھارے پاس سے واپس چلا جاؤں۔ حُر نے کہا واللہ مجھے نہیں معلوم وہ کیسے خطوط تھے جن کا ذکر آپؑ فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر آپؑ نے عقبہ بن سمعان سے کہا وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے خط ہیں لاؤ۔ عقبہ دونوں تھیلے نکال لائے۔ دونوں میں خط بھرے ہوئے تھے۔ سب کے سامنے لا کر خطوں کو بکھیر دیا۔ حر نے کہا جن لوگوں نے آپؑ کو خط لکھے تھے ہم ان میں نہیں ہیں اور ہم کو یہ حکم ملا ہے کہ آپؑ کو ہم پا جائیں تو ابن زیاد کے پاس لے چلیں، بے لے جائے ہوئے نہ چھوڑیں۔ آپؑ نے کہا اس مطلب کے حاصل کرنے سے مرجانا تیرے لئے آسان ہے اور اپنے انصار سے کہا اٹھو سوار ہو، آپؑ سوار ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ ان کی مستورات بھی سوار

ہو گئیں۔

## حر کی مزاحمت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خفگی:

آپؑ نے انصار سے فرمایا ہم سب کو واپس لے چلو۔ وہ لوگ واپس ہونے لگے تو حر کے رسالہ والے مزاحم ہوئے۔ اس پر آپؑ نے حر سے کہا تیری ماں تجھے روئے! آخر تیرا کیا مطلب ہے؟ حر نے کہا واللہ گلۂ عرب میں کسی اور نے یہ کلمہ میرے حق میں آپؑ کی طرح کہا ہوتا اس میں چاہے کوئی ہوتا تو میں بھی اس کی ماں کے رونے کا ذکر بے کئے نہ رہتا مگر واللہ آپؑ کی ماں کا ذکر بغیر حد درجہ تعظیم کے میری مجال نہیں جو میں کروں۔ آپؑ نے کہا پھر تیرا کیا ارادہ ہے؟ حر نے کہا واللہ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپؑ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں۔ آپؑ نے کہا واللہ! میں تیرے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ حر نے کہا واللہ میں آپؑ کو نہیں چھوڑوں گا۔ دونوں آدمیوں نے تین مرتبہ بار بار یہی کلمہ کہا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کو حر کا مشورہ:

جب تکرار بڑھ گئی تو حر نے کہا ”آپؑ سے قتال کرنے کا تو مجھے حکم نہیں ملا ہے، مجھے اتنا ہی حکم ہے کہ جب تک آپؑ کو کوفہ میں نہ لے آؤں، آپؑ کے پاس سے نہ سرکوں۔ آپؑ کہنا نہیں مانتے تو کسی ایسے رستے پر چلیئے جو نہ کوفہ کی راہ ہو نہ مدینہ کی۔ میں ابن زیاد کو لکھوں، آپؑ بھی اگر جی چاہے تو یزید کو یا ابن زیاد کو لکھیے، شاید کوئی خدا کوئی صورت ایسی نکال دے کہ آپؑ کے کسی امر میں مبتلا ہونے سے میں بچ جاؤں۔ آپؑ یہ راستہ اختیار کیجئے، عذیب قادسیہ کی راہ سے بائیں طرف مڑ جایئے“۔ اس وقت عذیب اڑتیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپؑ اپنے انصار کے ساتھ روانہ ہوئے اور حر بھی ساتھ ساتھ چلا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کا بیضہ میں خطبہ:

مقام بیضہ میں آپؑ نے اپنے اور حر کے اصحاب میں یہ خطبہ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپؑ

Publisher: HALQA-E-ALIA-UL-QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

نے فرمایا ''یا ایہا الناس ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو، جو حرام کو حلال سمجھتا ہو اور جو عہدِ خدا توڑتا ہو، جو سنتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف کرتا ہو، جو بندگانِ خدا کے ساتھ ظلم و سرکشی سے پیش آتا ہو اور پھر فعلاً یا قولاً اس پر یہ شخص اعتراض نہ کرے تو خدا اس کو بھی اس کے اعمال میں شریک کرے گا۔ سنو! ان حکام نے شیطان کی اطاعت اختیار کرلی ہے، خدا کی اطاعت کو ترک کردیا ہے۔ فساد کو ظاہر، حدودِ شرع کو معطل، غنیمت کو غصب، حرامِ خدا کو حلال، حلالِ خدا کو حرا کر رکھا ہے۔ ان پر اعتراض کرنے کا سب سے زیادہ مجھے حق ہے۔ تمھارے خط میرے پاس آئے، تمھارے پیامبر میرے پاس تمھاری طرف سے بیعت کرنے کو اس بات پر آئے کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو گے، مجھے دشمن کے حوالے نہ کردو گے۔ اگر تم اپنی بیعتوں کو پورا کرو گے تو بہرہ مند ہو گے۔ میں حسینؑ ہوں، علیؑ و فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرزند۔ میری جان تمھاری جانوں کے ساتھ ہے، میرے اہل و عیال تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں۔ میں تمھارا پیشوا ہوں، اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان توڑا اور میری بیعت کو اپنی گردن سے نکال ڈالا تو قسم ہے اپنی جان کی یہ بات تمھاری کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہی سلوک تم نے میرے باپ، میرے بھائی، میرے ابنِ عم مسلمؑ کے ساتھ کیا ہے۔ جس نے تم پر بھروسہ کیا، اس نے دھوکہ کھایا اور جس نے بدعہدی کی اس نے اپنے نفس کیلئے کی۔ تم چوکے اور بے بہرہ رہے۔ خدا اب تم سے بے نیاز کردے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔''

## حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذی حُسم میں خطبہ:

ذی حُسم میں جو خطبہ آپؑ نے پڑھا وہ ایک روایت میں اس طرح ہے، حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپؑ نے کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا حال ہو رہا ہے؟ دنیا بدل گئی، پہچانی نہیں جاتی، نیکیاں روگرداں ہوگئیں اور بالکل گئی گزریں۔ اب رہا کیا؟ برتن کا دھوون رہ گیا اور بری زندگانی اور ناگوار چارہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا، باطل سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ مومن کو اب چاہیئے کہ



Publisher: HALQA-E-ALVIA-E-QADRIA (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

حق پر رہ کر خدا سے ملاقات کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مرجانا شہادت ہے اور ظالموں میں زندگی بسر کرنا ناگوار امر ہے''۔

## حضرت زہیرؓ بن قیس بجلی کا جذبۂ جہاد:

یہ سن کر زہیرؓ بن قیس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا تم کچھ کہتے ہو یا میں کہوں؟ انھوں نے کہا آپ ہی کہیئے۔ زہیر نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا ''یا ابنِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! جذاک اللہ! آپؑ کے ارشاد کو ہم قبول کرتے ہیں۔ واللہ اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہنے والی ہوتی، ہم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوتے اور آپؑ کی نصرت وغم خواری میں ہمیں دنیا کو چھوڑنا پڑتا تو ہم اس دنیا میں رہنے سے اس کے چھوڑنے کو آپؑ کے ساتھ بہتر سمجھتے''۔ آپؑ نے یہ سن کر ان کیلئے دعائے خیر کی۔ حُر آپؑ کے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا اور آپؑ سے کہتا جاتا تھا ''یا حسین علیہ السلام! میں خدا کا واسطہ آپؑ کو دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجئے۔ میں کہے دیتا ہوں آپؑ خود حملہ کریں گے تو قتل ہو جائیں گے یا آپؑ پر حملہ ہوگا تو بھی آپؑ ہلاک ہوں گے۔ مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے''۔ آپؑ نے فرمایا تو مجھے مرنے سے ڈراتا ہے؟ کیا یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ تم لوگ مجھ کو قتل کرو گے؟ اس بات کے جواب میں وہی بات میں کہوں گا جو بنی اوس میں سے ایک صحابی نے اپنے ابن عم سے کہی تھی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نصرت کو چلے تھے، اس نے کہا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے؟ انھوں نے جواب دیا'':

(شعر کا ترجمہ)

میں جاؤں گا اور موت سے اس شخص کو کاہے کی شرم
جس نے حق کی نیت کی اور مسلم ہو کر جہاد کیا ہو جس نے اپنی
جان سے بندگانِ صالح کی غم خواری کی ہو جس نے ہلاک
ہونے والے خائن وذلیل سے کنارہ کیا ہو

Publisher: HALQAE ALIA QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: f...@yahoo.com

حُر نے یہ بات سنی تو آپؑ کے پاس سے سرک گیا۔ حُر اپنے اصحاب کے ساتھ ایک طرف چل رہا تھا اور امام حسین علیہ السلام راہ کی دوسری طرف۔

## طِرماح ابن عدی کی آمد:

چلتے چلتے عذیب الہجانات تک پہنچے۔ یہاں تک نعمان کی اونٹنیاں کسی زمانہ میں چرا کرتی تھیں (ہجانات اونٹنیوں کو کہتے ہیں)۔ اس مقام میں آپؑ پہنچے ہی تھے کہ کوفہ سے چار شخص اونٹوں پر سوار، نافع بن ہلال کا مشہور گھوڑا کوتل دوڑاتے ہوئے وارد ہوئے۔ اس گھوڑے کا نام کوتل تھا اور طرماح ابن عدی اپنے گھوڑے پر سواران کے راہ نما تھے۔ وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

اے سانڈنی میرے جُھڑکنے سے گھبرا نہ جا
صبح ہونے سے پہلے ان سواروں کو لے کر روانہ ہوجا
یہ تمام سواروں میں اور سفر کرنے والوں میں سب سے بہتر
ہیں ان کو لئے ہوئے تو اس شخص کے پاس جا کر ٹھہر
جو کریم النسب و صاحب مجدد و کشادہ دل ہے
جسے خدا ایک امر خیر کیلئے یہاں لایا ہے
رہتی دنیا تک اس کو خدا سلامت رکھے

یہاں پہنچ کر ان لوگوں نے یہی شعر آپؑ کے سامنے پڑھے۔ آپؑ نے فرمایا واللہ! میں بھی جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی مشیت میں ہم لوگوں کا قتل ہونا ہو یا فتح مند، دونوں طرح امرِ خیر ہے۔

## حُر کا طرماح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا قصد:

ان لوگوں کو دیکھ کر حُر بڑھا۔ آپؑ سے کہنے لگا یہ سب لوگ جو کوفہ سے آتے ہی، آپؑ کے ساتھ والوں میں نہیں ہیں، میں ان لوگوں کو قید کرلوں گا یا واپس کردوں گا۔ آپؑ نے فرمایا جو بات میں اپنے لئے گوارا نہیں کرتا ان کیلئے بھی گوارا نہیں کروں گا، یہ لوگ میرے انصار و اعوان ہیں اور تم



Publisher: HALQA E AULIA UL QADRIA (Trust) ... Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

مجھ سے کہہ چکے ہو کہ جب تک ابن زیاد کا خط تمھارے پاس نہ آئے گا تم مجھ سے کوئی تعرض نہ کرو گے۔ حر نے کہا یہ درست ہے لیکن یہ لوگ تو آپؓ کے ساتھ نہیں آئے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا یہ میرے ساتھ والے ہیں، یہ بھی ان لوگوں کے مثل ہیں جو میرے ساتھ آئے ہیں، جو بات مجھ سے تم کہہ چکے ہو بس اسی پر قائم رہو ورنہ میں تم سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر حر اپنے ارادہ سے باز آیا۔ اب آپؓ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ ''جہاں سے تم آرہے ہو، وہاں کی کیا خبر ہے؟ مجھ سے بیان کرو''۔ مجمع بن عبداللہ عائذی ایک شخص ان ہی چار شخصوں میں تھے جو کوفہ سے آئے تھے، کہنے لگے بڑے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ ان کو بڑی بڑی رشوتیں دی گئی ہیں، ان کے تھیلے بھر دیئے گئے ہیں، ان کو بلا رہے ہیں اور اپنا خیر خواہ انھیں بنا رہے ہیں، وہ سب لوگ آپؓ کے خلاف میں متفق ہیں، رہے اور لوگ ان کا یہ حال ہے کہ دل سے آپؓ ہی کی طرف ہیں لیکن کل یہی لوگ آپؓ پر تلوار کھینچے ہوئے آپڑیں گے۔

## قیس بن مسہر کی شہادت کا بیان:

آپؓ نے فرمایا بیان کرو، میرا ایک پیامی تمھارے پاس آیا تھا۔ پوچھا وہ کون؟ آپؓ نے فرمایا قیس بن مسہر صیدادی۔ انھوں نے کہا ہاں ان کو حصین بن نمیر نے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا، اس نے حکم دیا کہ آپؓ پر اور آپؓ کے باپ پر وہ لعنت کریں، انھوں نے آپؓ پر اور آپؓ کے باپ پر صلوٰۃ بھیجی اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور لوگوں کو آپؓ کی نصرت کیلئے پکارا اور آپؓ کے آنے کی سب کو خبر دی، اس بات پر ابن زیاد نے حکم دیا اور وہ ایوان کی چوٹی سے نیچے گرا دیئے گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھیں یہ سن کر ڈبڈبا آئیں، آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے اور یہ آپؓ نے پڑھا:

(ترجمہ) ان میں سے کوئی گزر گیا، کوئی انتظار کر رہا ہے اور ان لوگوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔ خداوند ہم کو اور ان کو نعمتِ بہشت عطا کر اور ہم کو اور ان کو اپنے جوارِ رحمت اور اپنے ثواب کے ذخیرۂ

Publisher: IDARA-E-ALVIA UL QADRIA (Reg), Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: ...@yahoo.com

بخشش میں یکجا کردے۔

## طرماح کا حضرت حسین علیہ السلام کو کوہ اَجا پر جانے کا مشورہ:

طرماح بن عدی آپؑ کے قریب آئے اور کہنے لگے "واللہ! میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر فقط یہی لوگ جو آپؑ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں، آپؑ سے قتال کریں تو کافی ووافی ہیں۔ حالانکہ جب میں آپؑ کے پاس آنے کیلئے کوفہ سے نکلا ہوں، اس سے ایک دن پیشتر بیرونِ شہر میں نے سپاہ کی ایسی کثرت دیکھی کہ اس سے بڑھ کر کسی مقام پر میری نظر سے نہیں گزری تھی۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے کہا یہ اجتماع تو عرضِ لشکر کیلئے ہے، عرض سے فارغ ہونے کے بعد یہ سب لوگ حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں روانہ ہوں گے۔ اب میں آپؑ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک قدم بھی اس طرف جانے کیلئے نہ اٹھایئے۔ اگر آپؑ کسی ایسے شہر میں جانا چاہتے ہوں جہاں اللہ آپؑ کی حفاظت کرے کہ آپؑ کوئی رائے قائم کرلیں اور جو کام کرنا چاہیں اسے اچھی طرح سوچ سمجھ لیں تو چلیئے میں آپؑ کو اپنے بلند پہاڑ پر جسے کوہ اَجا کہتے ہیں لے چلوں۔ واللہ ہم لوگ اسی پہاڑ پر شاہانِ غسان وحمیر اور نعمان ابن منذر اور ہر اسود واحمر سے محفوظ رہے ہیں۔ واللہ! ہم کو کبھی یہ لوگ مطیع نہیں کرسکے۔ میں آپؑ کے ساتھ چلتا ہوں، موضع قریہ میں آپؑ کو اتار دوں گا۔ پھر کوہستان اجاد سلمیٰ میں بنے میں جو لوگ ہیں، میں ان سے کہلا بھیجوں گا۔ واللہ دس دن کے اندر اندر آپؑ کے پاس بنی طے کے سوار اور پیادے جمع ہو جائیں گے۔ آپؑ کا جب تک جی چاہے ہم لوگوں میں رہیں۔ اگر کوئی واقعہ آپؑ کو پیش آئے تو میں آپؑ سے بیس ہزار بنی طے کے جمع کردینے کا ذمہ کرتا ہوں جو آپؑ کے سامنے شمشیر زنی کریں گے۔ جب تک ان میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا، آپؑ کو ضرر نہ پہنچنے دیں گے۔" آپؑ نے یہ سن کر فرمایا "خدا تجھے اور تیری قوم کو جزائے خیر دے، بات یہ ہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں ایک

Publisher: FALQ-E-ALI (A.J. GADRI) (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email ...@yahoo.com

قول ہو چکا ہے جس کے سبب سے ہم واپس نہیں جا سکتے۔ نہیں معلوم کہ ہمارا اور ان کا انجام کیا ہو۔''

## طرماح کی روانگیٔ کوفہ:

طرماح کہتے ہیں آپؓ سے رخصت ہوا اور میں نے کہا ''خداوند عالم جن و انس کے شر سے آپؓ کو بچائے، میں کوفہ سے کچھ غلہ وغیرہ اپنے اہل و عیال کے واسطے لے کر چلا ہوں، ان کو خرچ کرنے کیلئے بھی میں کچھ دوں گا، وہاں جا کر یہ سب چیزیں انھیں دے کر انشاء اللہ آپؓ کے پاس آؤں گا۔ اگر میں آپؓ تک پہنچ گیا تو واللہ میں بھی آپؓ کے انصار میں شامل ہو جاؤں گا۔'' آپؓ نے فرمایا ''رحمک اللہ! اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو جلدی کر''۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپؓ کو اس امر میں اہتمام ہے کہ لوگ آپؓ کے شریک ہوں، جب ہی تو مجھے جلدی کرنے کو کہتے ہیں۔ میں اپنے اہل و عیال میں پہنچا، جن چیزوں کی انھیں ضرورت تھی وہ ان کو دے کر میں نے وصیت کی۔ سب کہنے لگے اس دفعہ تم اس طرح رخصت ہوتے ہو کہ اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا تھا؟ میں نے اپنے ارادہ سے ان کو مطلع کر دیا اور بنی ثعل کی راہ سے میں روانہ ہوا۔ عذیب الہجانات تک پہنچا ہی تھا کہ سماعہ بن بسر سے قتلِ امام حسین علیہ السلام کی خبر مجھے معلوم ہوئی، یہ سن کر میں واپس آیا۔

## حضرت حسین علیہ السلام اور عبیداللہ بن الحر:

امام حسین رضی اللہ عنہ چلتے چلتے قصر بنی مقاتل میں جا کر اترے۔ دیکھا کہ ایک سراپردہ ایستادہ ہے۔ پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے؟ معلوم ہوا کہ عبیداللہ بن الحر جعفی کا ہے۔ کہا ان کو میرے پاس لاؤ۔ کوئی شخص بلانے کو گیا۔ اس نے جا کر کہا حسین علیہ السلام بن علیؓ یہاں آئے ہیں، تم کو بلاتے ہیں۔ ابن الحر نے یہ سن کر کہا ''انا للہ وانا الیہ راجعون، واللہ میں کوفہ سے اس لئے نکل آیا کہ مجھے منظور نہ تھا کہ میں کوفہ میں ہوں اور حسین علیہ السلام بھی وہاں آئیں۔ واللہ میں نہیں چاہتا کہ میں ان سے ملوں اور وہ مجھ سے ملیں''۔ پیغام پہنچانے والا واپس آیا اور آپؓ سے یہ حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر آپؓ نے نعلیں اٹھائی، پہنی، کھڑے ہوئے، اس کے پاس آئے۔ خیمہ کے اندر گئے، سلام کیا، بیٹھے



Publisher: FALQ-E-ALIA-UL-QADRI (trust) St-8, Block 20-A, Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

اور اسے اپنے ساتھ شریک ہونے کو کہا۔ ابن الحر نے جو بات پہلے کہی تھی وہی پھر کہی۔ آپؓ نے فرمایا "اگر تو ہماری نصرت نہیں کرتا تو ہمارے قاتلوں کے ساتھ شریک ہونے میں خوفِ خدا کر۔ واللہ جو شخص ہماری فریاد سن کر ہماری نصرت نہ کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔" ابن الحر نے کہا انشاء اللہ یہ تو کبھی نہ ہوگا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ یہ سن کر اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی فرودگاہ میں چلے آئے۔ کچھ رات باقی تھی کہ آپؓ نے پانی بھرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سب قصر بنی مقاتل سے روانہ ہوئے۔

## حضرت حسین علیہ السلام کو شہادت کی بشارت:

ایک ساعت بھر چلے تھے کہ آپؓ ذرا اونگھ گئے۔ پھر چونک کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ رب العالمین۔ دو دفعہ یا تین بار یہی کلمہ آپؓ نے کہا۔ یہ سن کر آپؓ کے فرزند حضرت علیؓ بن الحسین علیہ السلام گھوڑا بڑھا کر قریب آئے اور کہنے لگے "انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ رب العالمین۔ بابا! میں آپؓ پر فدا ہو جاؤں، اس وقت آپؓ نے یہ کلمہ کیوں فرمایا؟ آپؓ نے کہا "اے فرزند! ذرا میری آنکھ جھپک گئی تھی، میں نے ایک سوار کو اپنے گھوڑے پر دیکھا، اس نے کہا لوگ تو چلے جارہے ہیں اور موت ان کی طرف آرہی ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ہم کو خبرِ مرگ سنائی گئی ہے"۔ انھوں نے عرض کی بابا! خدا آپؓ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے، کیا ہم لوگ حق پر نہیں؟ آپؓ نے فرمایا قسم ہے اسی خدا کی جس کے پاس سب کو جانا ہے! ہم حق پر ہیں۔ حضرت علیؓ بن الحسین علیہ السلام نے کہا پھر ہمیں کچھ پرواہ نہیں، مریں گے تو حق پر مریں گے۔ آپؓ نے فرمایا جزاک اللہ! باپ کی طرف سے فرزند کو جو بہترین جزا مل سکتی ہے وہ تم کو ملے۔

## حضرت حسین علیہ السلام کا نینوا میں قیام:

صبح ہوئی تو آپؓ اترے، نماز پڑھی اور جلدی کر کے سوار ہوئے اور اپنے انصار کے ساتھ بائیں جانب مڑنے لگے۔ آپؓ چاہتے تھے کہ ان کو متفرق کر دیں۔ یہ دیکھ کر حُر قریب آتا تھا اور



Publisher: HALQA-E-ALTAF-UL-QADRIA (TRUST) Plot-8, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...jilanione@yahoo.com

لوگوں کو ادھر جانے سے روکتا تھا۔ وہ لوگ حُر کو ہٹا دیتے تھے۔ حُر ان کو جب مجبور کرتا تھا کوفہ کے رخ پر چلنے کیلئے تو وہ نہیں مانتے تھے اور آگے بڑھ جاتے تھے۔ وہ اسی طرح بائیں جانب مڑتے ہوئے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ نینوا میں پہنچے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں امام حسین علیہ السلام اتر پڑے۔

## ابنِ زیاد کے قاصد کی آمد:

اتنے میں ایک سانڈنی سوار ہتھیار لگائے کمانہ شانہ پر ڈالے کوفہ سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ سب کے سب اس کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ وہ آیا تو حُر کو اور اس کے اصحاب کو سلام کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے انصار کو اس نے سلام نہیں کیا۔ حُر کو ابن زیاد کا خط دیا۔ اس میں لکھا تھا: ''میرا قاصد اور میرا خط جب تمھیں پہنچے تو حسین کو بہت تنگ کرنا۔ ان کو ایسی جگہ اترنے دینا جہاں چٹیل میدان ہو، کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو، جہاں پانی نہ ہو۔ دیکھو قاصد کو میں نے حکم دے دیا ہے کہ وہ تم پر نگران رہے، تمھارا ساتھ نہ چھوڑے جب تک کہ میرے پاس یہ خبر لے کر نہ آئے کہ تم نے میرے حکم کو پورا کر دیا ہے۔ والسلام''۔ حر نے خط پڑھ کر انصارِ حسین علیہ السلام سے کہا یہ خط امیر عبیداللہ بن زیاد کا ہے، مجھے حکم دیا ہے کہ جس مقام پر مجھے یہ خط پہنچے وہیں تم لوگوں کو بہت تنگ کروں اور دیکھو یہ شخص اس کا قاصد ہے، اس کو حکم ہے کہ میرے پاس سے نہ ہٹے جب تک یہ نہ دیکھ لے کہ میں نے امیر کی رائے پر عمل کیا اور اس کے حکم کو جاری کر دیا۔

## ابوشعثاء یزید بن مہاجر کی قاصد سے گفتگو:

یہ سن کر قاصد کی طرف ابوشعثاء یزید بن مہاجر کندی نہدی نے دیکھا اور اس کے سامنے آ کر کہا کیا مالک بن نسیر بدی ہے؟ اس نے کہا ہاں (اور یہ قاصد بھی کندی تھا)۔ ابوشعثاء نے کہا تیرا برا ہو، تو کیا پیام لے کر آیا ہے! کہا جو پیام میں لایا ہوں اس میں اپنے امام کی میں نے اطاعت کی اور اپنی بیعت کو میں نے پورا کیا۔ ابوشعثاء نے کہا ''تو نے اپنے خدا کی نافرمانی کی اور اپنے امام کی

Publisher: HALQA-E-ALTAF-UL-QADRIA (trust) St-8, Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email:altafalqadri@yahoo.com

اطاعت کر کے خود کو ہلاک کیا، تو نے اپنے عار و نار کو اختیار کیا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم نے کچھ امام ان میں پیدا کر دیئے ہیں جو کہ دوزخ میں لے جانے کو پکارتے ہیں، روزِ قیامت ان کی مدد نہ کی جائے گی"۔ بس ایسا ہی تیرا امام ہے"۔ اب حر نے سب لوگوں کو اسی جگہ اترنے کیلئے مجبور کیا جہاں نہ پانی تھا نہ کوئی بستی تھی۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں نینوا میں یا غاضریہ میں شفیہ میں اتر جانے دو۔ حر نے کہا واللہ ایسا کر نہیں سکتا، دیکھو یہ شخص جاسوسی کیلئے میرے پاس بھیجا گیا ہے۔

## زہیرؓ بن قیس کا حملہ کرنے کا مشورہ:

اس وقت زہیرؓ بن قیس نے عرض کی: "یا ابنِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہمیں ان لوگوں سے لڑلینا بہ نسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد لڑنے کو آئیں گے زیادہ تر آسان ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے بعد آپؓ خیال فرمائیں گے اتنے لوگ ہم سے لڑنے کو آئیں گے جن کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے"۔ آپؓ نے جواب دیا "میں جنگ میں ابتدا نہیں کروں گا"۔ زہیرؓ نے کہا "اچھا اس قریہ میں چلیئے، ہم سب وہیں اتر پڑیں، یہ محفوظ مقام بھی ہے اور فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ لوگ ہمیں مانع ہوں گے تو اس بات پر ہم ان سے لڑیں گے۔ ان سے لڑلینا بہ نسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں، ہم کو زیادہ تر آسان ہے"۔

## حضرت حسین علیہ السلام کا عقر (کربلا) میں قیام:

آپؓ نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے؟ کہا اس کا نام عقر (زخم) ہے۔ آپؓ نے فرمایا خداوند! عقر سے مجھ کو بچانا اور آپؓ وہیں اتر پڑے۔ یہ محرم 61ھ کی دوسری تاریخ پنج شنبہ کا دن تھا۔ اس کے دوسرے دن صبح کو عمرو بن سعد چار ہزار کی سپاہ لئے ہوئے کوفہ سے یہاں وارد ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پر ابنِ سعد کے لشکر کشی کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ فرقۂ دیلم نے موضع دسنبی پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سن کر ابن زیاد نے ملک رے کا فرمان ابن سعد کے نام پر لکھا اور حکم دیا کہ اس طرف روانہ ہو۔ ابن سعد لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور حمام امین میں لشکر گاہ مقرر کی۔ جب امام حسین علیہ السلام کا

معاملہ پیش آیا اور آپؑ کوفہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ابنِ زیاد نے عمرو بن سعد کو بلا بھیجا اور کہا پہلے حسینؑ کی طرف متوجہ ہو، ہمارے ان کے درمیان جو معاملہ ہے اس کا فیصلہ ہو جائے تو اپنی خدمت پر جانا۔

## حمزہ بن مغیرہ کا ابن سعد کو مشورہ:

ابن سعد نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے، اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اس کام سے معاف رکھیئے۔ ابن زیاد نے جواب دیا ہاں ایسا ہو سکتا ہے، اس شرط پر کہ رے کا فرمان واپس کر دو۔ جب یہ اس نے کہا تو ابن سعد نے اس باب میں غور کرنے کیلئے ایک دن کی مہلت مانگی۔ وہاں سے واپس آ کر اس نے اپنے بہی خواہوں میں جس جس سے مشورہ کیا اس نے اس حرکت سے منع کیا۔ خود اس کا بھانجا حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ اس کے پاس آیا اور کہا ''ماموں! خدا کے واسطے حسین علیہ السلام سے مقابلہ کرنے کا قصد نہ کرنا، اس میں اپنے خدا کی معصیت بھی ہے اور قطع رحم بھی۔ واللہ! اگر روئے زمین کی سلطنت اور تمام دنیا و مالِ دنیا سے تم محروم ہو جاؤ تو وہ اس سے بہتر ہے کہ خدا کے سامنے حسین علیہ السلام کے خون میں آلودہ ہو کر تم کو جانا پڑے''۔ ابن سعد نے کہا انشاء اللہ یہی کروں گا۔

## عبداللہ بن یسار اور ابن سعد:

ابن سعد کو جب یہ حکم ملا تو عبداللہ بن یسار جہنی اس کے پاس آیا۔ ابن سعد نے کہا امیر نے مجھے حسین علیہ السلام کے مقابلے میں جانے کا حکم دیا ہے اور میں نے انکار کر دیا۔ ابن یسار نے کہا خدا نے تجھ کو راہ ثواب دکھا دی، خدا تجھ کو ہدایت کی توفیق دے، اس بلا کو ٹال دے، ایسا نہ کر، اس کام کیلئے روانہ نہ ہو۔ ابن یسار یہ کہہ کر ابن سعد کے پاس سے چلا آیا۔ کسی نے آ کر خبر دی کہ لو ابن سعد حسین علیہ السلام پر چڑھائی کرنے کیلئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ یہ سن کر ابن یسار پھر اس کے پاس گیا، دیکھا بیٹھا ہوا ہے۔ اسے آتے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ یہ سمجھ گیا کہ اب اس نے لشکرکشی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور وہاں سے چلا آیا۔ ابن سعد نے زیاد سے آ کر کہا خدا آپ کا بھلا کرے، آپ نے مجھے خدمت دی، میرے نام کا فرمان لکھ دیا، سب سنا، پھر اب آپ کی رائے ہو تو اس حکم کو نافذ

Publisher: HALQA E AULIA UL QADRIA (Regd) st-8, Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

کر دیجئے اور یہ لشکر جو اشرافِ کوفہ کا ہے اس پر کسی ایسے شخص کو جس کی کاروائی و کار آگاہی فنِ جنگ میں آپ کی مرضی کے موافق ہو، مجھے اس پر کوئی تفوق نہ ہو، مقرر کرکے حسینؓ کے مقابلے میں بھیج دیجئے۔ یہ کہہ کر ابن سعد نے کچھ لوگوں کے نام بھی لئے۔

## ابن سعد کی حضرت حسین علیہ السلام پر فوج کشی:

ابن زیاد نے کہا ''اشرافِ اہل کوفہ کے نام تم مجھے کیا بتاتے ہو؟ میں تم سے یہ مشورہ نہیں چاہتا کہ کس کو مقرر کروں۔ تم اگر لشکر لے کر جاتے ہو تو جاؤ ورنہ میرا فرمان واپس کر دو''۔ ابن سعد نے جب اس کا یہ اصرار دیکھا تو کہا اچھا میں جاتا ہوں۔ وہ چار ہزار کے لشکر کے ساتھ نکلا اور جس دن نینوا میں امام حسین علیہ السلام اترے، اس کے دوسرے دن صبح کو آپؓ کے مقابل میں آ کر اترا۔ اور عزرہ بن قیس احمسی کو حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے پاس جا کر پوچھے کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟ کیا ارادہ رکھتے ہیں؟ عزرہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے آپؓ کو خط لکھ کر بلایا تھا۔ اسے آپؓ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آئی۔ ابن سعد نے لشکر کے اور رئیسوں سے بھی جنھوں نے آپؓ کو خط لکھے تھے، یہ پیام لے جانے کو کہا۔ سب نے انکار کیا۔ یہ پیام لے جانا کسی کو گوارا نہ ہوا۔

## کثیر بن عبداللہ شعبی:

یہ دیکھ کر کثیر نے عبداللہ شعبی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بڑا شہسوار و دلیر تھا۔ ہر بات میں نہایت بے باک تھا۔ اس نے کہا میں حسینؓ کے پاس جاتا ہوں اور آپ کہیں تو واللہ اچانک ایک ہی وار میں ان کا کام تمام بھی کر دوں۔ ابن سعد نے کہا یہ میں نہیں کہتا کہ تم ان کو اچانک قتل کرو، ہاں ان کے پاس جا کر یہ پوچھو کہ آنے کا ان کے کیا سبب ہے؟ کثیر یہ پوچھنے کو چلا۔ ابو ثمامہؓ صائدی نے اسے آتے دیکھ کر آپؓ سے کہا اے ابا عبداللہ! خدا آپؓ کا بھلا کرے، جو شخص آپؓ کے پاس آ رہا ہے دنیا بھر کا شریر و سفاک دقاک ہے۔ یہ کہہ کر ابو ثمامہؓ اٹھ کھڑے ہوئے، اس سے کہا کہ اپنی تلوار رکھ دے۔ اس نے کہا واللہ یہ نہیں ہوگا، اس میں کسی کا لحاظ میں نہ کروں گا، میں فقط قاصد کی حیثیت سے آیا

ہوں، تم لوگ میری بات سنو گے تو جو پیام میں لے کر آیا ہوں پہنچا دوں گا۔ اگر نہیں سنتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ ابو ثمامہؓ نے کہا میں تیری تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے رہوں، پھر جو کچھ تجھے کہنا ہو کہہ لے۔ کہنے لگا واللہ یہ بھی نہ ہوگا، قبضہ کو ہاتھ نہ لگانا۔ ابو ثمامہؓ نے کہا اچھا جو تجھے کہنا ہو کہہ دے، میں جاکر آپؑ سے عرض کردوں گا، تجھے تو قریب نہ جانے دوں گا، تو ایک بدکار شخص ہے۔ دونوں میں گالی گلوچ ہوئی، اور وہ واپس چلا گیا۔ ابن سعد سے یہ حال بیان کردیا۔

## قرۃ بن قیس حنظلی کی سفارت:

ابن سعد نے اب قرۃ بن قیس حنظلی کو بلا کر کہا قرۃ تم ذرا حسینؑ سے مل کر پوچھو کہ وہ کیوں آئے ہیں؟ کیا ارادہ ہے؟ قرۃ وہاں سے چلا کہ آپؑ سے ملاقات کرے۔ آپؑ نے جب اسے آتا ہوا دیکھا تو انصار سے پوچھا اس شخص کو تم جانتے ہو؟ حبیبؓ بن مظاہر نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں، یہ بنی حنظلہ سے ہے اور تمیمی ہے، ہماری بہن کا بیٹا ہے، میں تو اس کو خوش عقیدہ سمجھتا تھا، میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ یہ آئے گا۔ اتنے میں قرۃ آ پہنچا، آپؑ کو سلام کیا اور ابن سعد کا پیام پہنچا دیا۔ آپؑ نے جواب دیا کہ تمھارے شہر والوں نے مجھے لکھا کہ آپؑ یہاں آیئے، اب اگر میرا آنا انھیں ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ حبیبؓ بن مظاہر نے اس سے کہا ”قرۃ کیا تو ان ظالموں میں پھر واپس چلا جائے گا؟ تجھے چاہیئے کہ آپؑ کی نصرت کرے جن کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تجھے اور ہمیں کرامت عطا فرمائی ہے“۔ قرۃ نے کہا میں جس کے ساتھ ہوں اس کے پیام کا جواب اسے پہنچانے کو واپس جاؤں گا اور پھر جیسی رائے ہوگی میری وہ کروں گا۔ یہ سن کر وہ ابن سعد کے پاس گیا، سب حال بیان کیا۔

## ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد:

ابن سعد نے کہا امید تو ہوتی ہے کہ خدا مجھ کو ان سے لڑنے اور ان کے ساتھ کشت وخون کرنے سے محفوظ رکھے گا اور ابن زیاد کو یہ خط لکھا: ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہاں جب آکر

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (Trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi ... email: ...@yahoo.com

حسینؑ کے مقابل اترا تو ایک قاصد کو ان کے پاس بھیجا۔ ان سے میں نے پوچھا کہ آنے کا کیا سبب ہوا؟ اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ کس چیز کے طلب گار ہیں؟ انھوں نے اس کا جواب دیا کہ اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے، میرے پاس ان کے قاصد آئے اور اس بات کے خواستگار ہوئے کہ میں یہاں آؤں، میں چلا آیا، اب میرا آنا اگر ان کو ناگوار ہے اور قاصدوں سے جو کچھ انھوں نے کہلا بھیجا تھا اب اس کے خلاف ان کی رائے ہوگئی ہے تو میں واپس چلا جاؤں"۔ ابن زیاد کو یہ خط جب سنایا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

الآن اذ عقلت مخالبنا بہٖ

یرجو النجاۃ ولات حین مناص

یعنی جب ہمارے پنجہ میں پھنس گئے تو نکلنا چاہتے ہیں، اب تو ان کیلئے مفر نہیں۔

اس خط کا جواب ابن سعد کو اس نے یہ لکھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمھارا خط ملا، جو کچھ تم نے لکھا ہے معلوم ہوا۔ حسین علیہ السلام سے کہو کہ یزید بن معاویہ سے وہ خود اور تمام انصار ان کے بیعت کریں۔ اگر انھوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے"۔

## ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کرنے کا حکم:

ابن سعد کو یہ خط پہنچا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو عافیت نہیں منظور ہے۔ ایک اور خط ابن زیاد کا ابن سعد کو آیا۔ اس میں یہ مضمون تھا کہ "نہر کے اور حسینؑ کے درمیان حائل ہوجا، ایک بوند پانی وہ لوگ نہ پی سکیں جو سلوک کہ مظلوم امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا"۔ اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سواروں کا رئیس کر کے روانہ کیا۔ یہ لوگ نہر پر جا کر ٹھہرے اور نہر اور امام حسین علیہ السلام اور اصحابِ حسین علیہ السلام کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے کہ وہ بوند بھر پانی اس سے نہ پینے پائیں۔

## عبداللہ بن ابی حصین کو حضرت حسین علیہ السلام کی بددعا:

یہ واقعہ آپؓ کے قتل ہونے سے تین دن پہلے کا ہے، آپؓ کے سامنے آکر عبداللہ بن ابی حصین ازدی جو بنی بجیلہ میں شمار ہوتا تھا، پکارا: ''اے حسینؓ! ذرا پانی کی طرف دیکھو، کیسا آسمانی رنگ اس بھلا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ! تم پیاسے مرجاؤ گے۔ ایک قطرہ بھی تم کو نہ ملے گا۔'' آپؓ نے یہ سن کر کہا خداوند! اس شخص کو پیاس کی ایذا دے کر قتل کر اور کبھی اس کی مغفرت نہ ہو''۔

## عبداللہ بن ابی حصین کا انجام:

اس کے بعد حمید بن مسلم اس کی بیماری میں عیادت کو گیا تھا۔ وہ کہتا ہے قسم ہے اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی! میں نے اسے دیکھا کہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے، پھر قے کر دیتا ہے، پھر پیتا ہے اور پھر پیاسا ہو جاتا ہے، پیاس نہیں بجھتی، یہی حالت اس کی یکساں رہی، آخر مر گیا۔

## حسینیؓ قافلہ پر شدتِ پیاس کا غلبہ:

جب آپؓ پر اور آپؓ کے انصار پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپؓ نے اپنے بھائی حضرت عباسؓ بن علیؓ کو بلایا۔ تیس سوار، بیس پیادے، بیس مشکیں ان کے ساتھ کر دیں اور پانی کیلئے روانہ کیا۔ یہ لوگ رات کے وقت نہر کے قریب پہنچے۔ نافعؓ ابن حلال جلی علَم لئے ہوئے سب سے آگے بڑھ گئے۔ ابن حجاج کہنے لگا کون ہے؟ آؤ کیوں آئے ہو؟ نافع نے کہا ہم تو یہ پانی پینے آئے ہیں جس سے تم لوگوں نے ہم کو محروم کر دیا ہے۔ کہا پی لو۔ کہا حسین علیہ السلام کو اور ان کے انصار کو تو دیکھتا ہے کہ پیاسے ہیں، بے ان کے واللہ میں بھی اس کا ایک قطرہ نہ پیوں گا۔ اتنے میں اور سب لوگ بھی اس کے سامنے آئے۔ ابن حجاج نے کہا ان لوگوں کو پانی پلانا ممکن نہیں، ہم اس مقام پر اسی لئے متعین کئے گئے ہیں کہ ان کو پانی نہ لینے دیں۔ نافع کے ساتھ والے جب آگئے تو انھوں نے

پیادوں سے کہا اپنی اپنی مشکیں بھرلو۔ پیادے دوڑ پڑے۔ سب نے مشکیں بھرلیں۔ ابن حجاج نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عباسؓ بن علیؓ اور نافعؓ بن ہلال نے بھی ان پر حملہ کیا، سب کا منہ پھیر دیا۔ پھر اپنے خیموں کی طرف واپس جانے لگے۔ پیادوں سے کہا نکل جاؤ اور خود کو دشمنوں کے روکنے کیلئے ٹھہرے رہے۔ عمرو بن حجاج اپنے اصحاب کے ساتھ پھر ان لوگوں پر پلٹ پڑا اور ہٹا دیا۔ اصحاب بن حجاج میں سے ایک شخص پر نافعؓ بن ہلال نے نیزہ کا وار کیا، سمجھا اوچھا زخم آیا ہے۔ مگر بعد اس کے زخم پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ انصارِ حسین علیہ السلام مشکیں لئے ہوئے آئے اور آپؓ کی خدمت میں پہنچا دیں۔

## امام حسین علیہ السلام اور ابن سعد کی ملاقات:

امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کو عمر بن سعد کے بھیجا کہ آج رات میرے اور اپنے لشکروں کے درمیان مجھ سے ملاقات کر۔ ابن سعد بیس سوار ساتھ لے کر لشکر سے نکلا۔ آپؓ بھی بیس سوار ساتھ لے کر نکلے۔ جب ملاقات ہوئی تو آپؓ نے انصار سے کہا کہ سب ہٹ جائیں۔ ابن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا۔ سب وہاں سے اتنی دور ہٹ گئے جہاں نہ آواز سنائی دیتی تھی نہ کوئی بات۔ دونوں آدمیوں کی باتوں میں بہت طول ہوا کہ تھوڑی رات گزر گئی۔ پھر اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے لشکر میں چلے آئے۔ لوگوں نے اپنے وہم و گمان سے کہنا شروع کیا کہ امام حسین علیہ السلام نے ابن سعد سے کہا تو میرے ساتھ یزید کے پاس چل، دونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں۔ ابن سعد نے کہا میرا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ آپؓ نے فرمایا میں بنوا دوں گا۔ اس نے کہا میری جاگیریں چھین لی جائیں گی۔ آپؓ نے فرمایا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے دوں گا جو حجاز میں ہے۔ ابن سعد نے اسے گوارا نہ کیا۔ لوگوں میں اسی بات کا چرچا تھا۔ بغیر اس کے کہ کچھ سنا ہو یا کچھ جانتے ہو، ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا۔

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## حضرت امام حسین علیہ السلام کی تین شرائط:

لیکن محدثین کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لئے اختیار کرو، یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کرو کہ مملکتِ اسلامیہ کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کردو۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپؑ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی جیسا لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف بلادِ اسلام کی مجھے روانہ کردو بلکہ آپؑ نے یہ فرمایا کہ مجھے اس وسیع وعریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو، میں دیکھوں کہ کیا انجام ہوتا ہے۔ ابن سعد سے آپؑ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا خدا نے آگ کے شعلہ کو بجھا دیا، اختلاف کو دفع کیا، قوم کی بہتری چاہی، حسینؑ اس بات پر راضی ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں چلے جائیں یا ملک اسلام کی سرحدوں میں سے جس سرحد پر ہم چاہیں انھیں بھیج دیں، وہاں ایک مسلم کی حیثیت سے وہ رہیں گے، نفع وضرر میں سب کا ساتھ دیں گے یا امیر المومنین یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے، اپنے اور ان کے درمیان جو فیصلہ چاہے وہ کرے، اس میں آپ کی بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی بہتری ہے۔

## شمر بن ذی الجوشن کی فتنہ انگیزی:

ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا ایسے شخص کا یہ خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ، اپنی قوم کا شفیق ہے، اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا۔ کہا "یہ بات ان کی تو قبول کرتا ہے، ارے وہ تو تیری زمین پر اترے ہوئے ہیں، تیرے پہلو میں موجود ہیں، واللہ تیری اطاعت کئے بغیر اگر وہ تیرے شہر سے چلے گئے تو قوت وغلبہ ان کو اور عاجزی وکمزوری تیرے لئے ہے، یہ موقع ان کو نہ دینا چاہئے، اس میں تیرے لئے ذلت ہے، ہونا یہ چاہئیے کہ وہ اور ان کے انصار سب تیرے حکم پر

Publisher: HALQA E ALIA E ULA GALARIA (trust) St-8, Block-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: ...@yahoo.com

سر جھکا دیں، اگر تو سزا دے تو تجھے حق ہے سزا کا، اگر معاف کر دے تو تجھ کو اختیار ہے۔ واللہ میں تو یہ سنتا ہوں کہ حسینؑ اور ابن سعد دونوں لشکروں کے درمیان رات رات بھر بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا کیا اچھی رائے تو نے دی ہے، رائے ہے تو بس یہ ہے۔

## ابن زیاد کا جنگ کرنے کا حکم:

پھر ابن زیاد نے ایک خط لکھ کر شمر کو دیا۔ کہا ''یہ خط لے کر ابن سعد کے پاس جا، اسے چاہیئے کہ حسینؑ اور ان کے انصار سے کہے کہ وہ سب میرے حکم پر سر جھکا دیں، اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سب کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے، اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو ان سے قتال کر۔ اگر ابن سعد نے ایسا ہی کیا تو اس کی اطاعت تو بھی کرنا اور اس کی بات کو ماننا۔ اگر اس نے انکار کیا تو ان لوگوں سے تو خود قتال کرنا، تو ہی امیر لشکر ہے۔ اور ابن سعد پر حملہ کرنا، اس کی گردن مارنا اور سر اس کا میرے پاس بھیج دینا''۔ اور ابن سعد کو جو خط ابن زیاد نے لکھا اس کا مضمون یہ تھا: ''میں نے تجھے حسینؑ کو مقابلے میں اس لئے نہیں بھیجا کہ تو ان کے بچانے کی فکر کرے یا ان پر احسان کرے یا ان کی سلامتی منائے یا ان کا سفارشی میرے سامنے بن۔ یہ سن اگر حسینؑ اور ان کے انصار میرے حکم پر سر جھکا دیں اور گردنیں خم کر دیں تو سب کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان پر اس طرح لشکر کشی کر کہ سب قتل ہو جائیں اور سب کے سر کاٹ لے۔ وہ سب اسی کے سزاوار ہیں۔ حسینؑ جب قتل ہو جائیں تو ان کے سینہ پر اور پشت پر سواروں کو دوڑا دے کہ وہ نافرمان، مخالف، خودسر ظالم ہیں۔ میری دل کی یہ بات نہیں ہے کہ اس سے مرنے کے بعد کچھ ان کو ایذا پہنچے گی لیکن میں ان کو قتل کرتا تو ان کے ساتھ یہ سلوک کرتا۔ اگر ان کے بارے میں تو ہمارے حکم کو جاری کرے تو تجھ کو وہ عوض ملے گا جو ایک فرمانبردار، اطاعت گزار کو ملنا چاہیئے اور اگر تجھے یہ منظور نہیں ہے تو ہماری خدمت سے اور ہمارے لشکر سے علیحدہ ہو جا، لشکر کو شمر پر چھوڑ دے۔ ہم نے اسے اپنے احکام دے دیئے ہیں۔ والسلام''۔

Publisher: HALQA-E-ALVIA-E-QADRIA (trust) Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## شمر کے بھانجوں کیلئے امان:

شمر کو جب یہ خط ملا تو وہ خود اور اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی محل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی پھوپھی حضرت ام البنینؓ بنت حزام حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں۔ ان کے بطن سے حضراتِ عباسؓ و عبداللہؓ و جعفرؓ و عثمانؓ پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن ابی محل بن حزام نے کہا ''خدا امیر کا بھلا کرے، ہماری بہن کے بیٹے حسینؑ کے ساتھ ہیں تو مناسب سمجھے تو ان کیلئے امان لکھ دے''۔ ابن زیاد نے کہا بسر و چشم۔ کاتب کو حکم دیا، اس نے امان کا فرمان لکھ دیا۔

## ابن سعد کا جنگ کرنے کا قصد:

عبداللہ نے اپنے غلام آزاد کے ہاتھ جس کا نام کرمان تھا، اس حکم کو روانہ کیا۔ کرمان نے وہاں جا کر ان کو بلایا اور کہا تمھارے ماموں نے تمھارے لئے امان بھیجی ہے۔ **ان جوانوں نے کہا ہمارے ماموں کو سلام کہنا اور کہہ دینا تم لوگوں کی امان ہمیں نہیں چاہیئے، پسرِ سمیہ کی امان سے خدا کی امان بہتر ہے۔** شمر جب ابن زیاد کا خط لے کر ابن سعد کے پاس آیا، اس نے خط پڑھا۔ ابن سعد نے شمر سے کہا ''وائے ہو تجھ پر تو نے کیا حرکت کی، خدا تیرے ہمسایہ سے بچائے، خدا غارت کرے یہ کیا تو میرے پاس لے کر آیا ہے، واللہ میرا یہی گمان ہے کہ تو نے ہی اس کی رائے کو پھیر دیا کہ میری تحریر کو نہ مانے۔ جس معاملے میں اصلاح کی ہم کو امید تھی تو نے اسے بگاڑ دیا۔ واللہ! حسینؑ گردن جھکانے والے شخص نہیں ہیں۔ ان کے پہلو میں وہ دل ہے جو برداشت نہیں کرسکتا۔'' شمر نے کہا ''یہ تو بتا تیرا کیا ارادہ ہے؟ اپنے امیر کے حکم پر تو چلے گا؟ اس کے دشمن کو قتل کرے گا؟ یہ نہیں تو لشکر کو مجھ پر چھوڑ دے''۔ ابن سعد نے کہا ''نہیں تجھے لشکر نہیں مل سکتا۔ میں خود یہ کام کروں گا''۔ شمر نے کہا ''پھر تم ہی کرو''۔ ابن سعد اب لشکر لے کر چلا۔ یہ محرم کی نویں تاریخ تھی، پنج شنبہ کا دن، شام کا وقت تھا۔ **شمر آ کر انصارِ حسین علیہ السلام کے سامنے**

کھڑا ہوا اور کہا ہم لوگوں کی بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟ یہ سن کر حضرات عباسؓ و جعفرؓ و عثمانؓ بن علیؓ اس کے پاس آئے۔ کہا تجھے کیا کام ہے؟ کیا کہتا ہے؟ کہا میری بہن کے فرزندو! تمھارے لئے امان ہے۔ ان نوجوانوں نے جواب دیا ''خدا کی تجھ پر لعنت! تیری امان پر لعنت! تو جو ہمارا ماموں ہے، تو ہم کو امان دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے فرزند کو امان نہیں؟'' ابن سعد نے اب ندا کی ''اے فوج! خدا کے سوارو! گھوڑوں پر چڑھو اور خوش رہو''۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بشارت:

نمازِ عصر کے بعد ابن سعد اپنے لوگوں کو لے کر سوار ہوا اور ان لوگوں پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ کے سامنے اس ہیئت سے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھٹنے بلند تھے اور تلوار پر ٹکے ہوئے تھے۔ آپؑ نے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ آپؑ کی بہن حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے شور کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں۔ کہا بھائی آپؑ نے سنا کہ لوگوں کی آوازیں قریب سے آرہی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے زانو سے سر اٹھایا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم ہمارے پاس آجاؤ گے۔ بہن نے یہ سن کر اپنے منہ کو پیٹ لیا اور کہا وائے۔ آپؑ نے کہا تم پر وائے نہیں ہے، بہن خدا تم پر رحم کرے، چپ رہو۔

## حضرت عباسؓ بن علیؓ:

حضرت عباسؓ بن علیؓ نے کہا بھائی وہ لوگ آپڑے۔ یہ سن کر آپؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا ''میں تم پر فدا ہو جاؤں، گھوڑے پر سوار ہو، بھائی ان لوگوں سے جا کر ملو، پوچھو تم کیا چاہتے ہو؟

Publisher: HALQAE AL WAJUL QADRIA (trust) ... Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan email: ...@yahoo.com

تمھارا ارادہ کیا ہے؟ ادھر آنے کا کیا سبب ہے؟'' حضرت عباسؑ کوئی بیس سواروں کو ساتھ لے کر جن میں زہیرؓ بن قیس اور حبیبؓ بن مظاہر بھی تھے، ان لوگوں کے پاس آئے۔ کہا ''تمھارا ارادہ کیا ہے؟ تمھارے جی میں کیا آئی ہے؟'' ان لوگوں نے کہا امیر کا یہ حکم آیا ہے کہ تم لوگوں سے کہہ دیں کہ اس کے حکم پر تم سروں کو جھکا دو، نہیں تو ہم تم سے لڑیں گے۔ حضرت عباسؑ نے کہا ذرا ٹھہرو، میں ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کے پاس جا کر جو کچھ تم کہتے ہو ان سے عرض کر دوں۔ یہ لوگ ٹھہر گئے اور کہنے لگے جاؤ ان کو خبر کر دو، پھر ہم سے آ کر بیان کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ حضرت عباسؑ گھوڑا دوڑا کر امام حسین علیہ السلام کے پاس یہ خبر لے کر چلے اور ان کے سب انصار ان لوگوں سے گفتگو کرنے کو ٹھہرے رہے۔ ابن مظاہرؓ نے زہیرؓ سے کہا چاہو تم ان لوگوں سے گفتگو کرو یا کہو تو میں کچھ کہوں۔ زہیرؓ نے کہا تم ہی نے یہ ذکر نکالا ہے، تم ہی ان سے گفتگو کرو۔ حضرت حبیبؓ نے ان لوگوں سے خطاب کر کے کہا ''سنو کل کے دن خدا کے جو لوگ آئیں گے، واللہ بہت برے وہی لوگ ٹھہریں گے جنھوں نے اس کے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذریت کو، ان کی عترت کو، ان کے اہلبیتؑ کو اور اس شہر کے عابدوں کو قتل کیا ہوگا جن کی صبح عبادت میں گزرتی ہے جن کی زبان پر ذکرِ خدا جاری رہتا ہے''۔ یہ سن کر عزرہ بن قیس بولا تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے نفس کو پاک رکھو۔

## حضرت زہیرؓ بن قیس اور عزرہ کی گفتگو:

حضرت زہیرؓ نے اس سے کہا اے عزرہ! خدا نے ان کے نفس کو پاک کیا ہے، انھیں ہدایت کی ہے۔ ''اے عزرہ! خدا سے ڈر۔ میں تیری خیر خواہی کا کلمہ کہتا ہوں۔ اے عزرہ! خدا کے واسطے ان نفوسِ ذکیہ کے قتل میں ان لوگوں کے ساتھ تو شریک نہ ہو جو اس ضلالت کے بانی ہیں''۔ عزرہ نے کہا ''اے زہیرؓ! اہلبیتؑ کے شیعوں میں سے ہم تجھ کو نہیں جانتے تھے، تو عثمانؓ والوں میں تھا؟'' حضرت زہیرؓ نے کہا ''مجھے اس مقام پر دیکھ کر بھی کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں ان ہی لوگوں میں سے ہوں۔ سن بخدا! میں نے کبھی کوئی خط ان کو لکھا نہ کبھی کوئی قاصد ان کے پاس بھیجا نہ کبھی ان سے

نصرت کا وعدہ میں نے کیا۔ ہوا یہ کہ راہ میں ان سے میری ملاقات ہوگئی۔ ان کو دیکھ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یاد آگئے اور ان کا مرتبہ جو ان کے رشتہ سے ہے اس کا خیال آگیا۔ اور میں سمجھ گیا کہ یہ کن دشمنوں میں اور تمھارے جرگہ کے لوگوں میں جارہے ہیں۔ بس میری رائے یہ ہوئی کہ ان کی نصرت کروں، ان کے جرگہ میں شریک ہوجاؤں، اپنی جان ان کی جان پر فدا کردوں تاکہ حقِ خدا و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تم نے ضائع کردیا اس کی حفاظت کروں۔

## ایک رات کی مہلت:

اتنے میں حضرت عباسؓ بن علیؑ گھوڑے کو ایڑ کرتے ہوئے ان لوگوں تک آپہنچے۔ اور کہا ''اے لوگو! ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام تم سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ اس وقت تم سب واپس ہوجاؤ کہ وہ اس باب میں غور کرلیں، یہ ایسی بات ہے کہ ابھی تک تمھارے اور ان کے درمیان اس باب میں گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ کل صبح کو انشاء اللہ پھر ہم لوگ ملیں گے، یا تو جس بات کو تم چاہتے ہو اور سلوک تمھیں منظور ہے ہم اس پر راضی ہوجائیں گے یا ہمیں یہ بات ناگوار ہوگی تو انکار کردیں گے''۔ اس سے آپؑ کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت ان لوگوں کو ٹال دیں، جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لیں، اپنے اہلبیتؑ سے وصیت کرلیں۔ حضرت عباسؓ بن علیؑ نے آکر جب یہ بات کہی تو ابن سعد نے شمر سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ شمر نے کہا تیری جو رائے ہو، تو امیرِ لشکر ہے، تیری جو رائے ہو بس وہی رائے ہے۔ ابن سعد اب لوگوں کی طرف متوجہ ہوا، ان سے پوچھا تمھاری کیا رائے ہے؟ یہ سن کر عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا سبحان اللہ! اگر یہ لوگ کفار دیلم سے ہوتے اور تجھ سے یہی سوال کرتے تو واللہ تجھے قبول کرلینا چاہئے تھا۔ قیس بن اشعث نے کہا یہ بات ان کی مان لے، اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کل صبح کو یہ لوگ تجھ سے لڑنے پر آمادہ ہوجائیں گے۔ ابن سعد نے کہا اگر یہ مجھے معلوم ہوجائے کہ یہ لوگ لڑیں گے تو میں اس وقت مہلت نہ دوں۔ اور حضرت عباسؓ بن علیؑ نے جب امام حسین علیہ السلام سے یہ آکر کہا تھا کہ ابن سعد ایسا ایسا کہتا ہے تو

آپؑ نے فرمایا تھا تم پھر پلٹ کر جاؤ، تم سے ہو سکے تو ان لوگوں کو کل صبح پر ٹال دو اور آج کی شام کیلئے ان کو ہم سے دفع کرو، آج کی رات ہم اپنے پروردگار کی عبادت کرلیں، اس سے دعا کرلیں، اس سے مغفرت طلب کرلیں، خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی عبادت کو، اس کی کتاب کی تلاوت کو، دعا واستغفار کی کثرت کو میں دوست رکھتا تھا۔ حضرت علیؑ بن حسین علیہ السلام کہتے ہیں ابن سعد کے پاس سے ایک قاصد ہم لوگوں کے پاس آیا اور ایسے مقام پر کھڑا ہو گیا جہاں سے آواز سنائی دیتی تھی اور کہا ہم نے تم لوگوں کو کل صبح تک کی مہلت دی ہے، اگر تم اطاعت کرلو گے تو تم کو اپنے امیر ابن زیاد کے پاس ہم روانہ کر دیں گے، اگر تم انکار کرو گے تو پھر ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے ہمراہیوں کو جانے کی اجازت:

ابن سعد جب لشکر کو لے کر واپس گیا ہے، اس وقت شام ہونے کو تھی تو امام حسین علیہ السلام نے اپنے انصار کو جمع کیا۔ حضرت علی بن حسین علیہ السلام کہتے ہیں یہ دیکھ کر میں آپؑ کے قریب چلا گیا کہ سنوں کیا فرماتے ہیں اور میں بیمار تھا۔ میں نے سنا کہ میرے والد اپنے انصار سے فرمارہے ہیں ''میں خدائے تبارک وتعالٰی کی بہترین حمد وثناء بجالاتا ہوں اور راحت ومصیبت میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ خدواند! میں تیرا شکر بجالاتا ہوں کہ تو نے ہم لوگوں کو نبوت کی کرامت دی، تو نے ہم کو قرآن کی تعلیم دی، تو نے ہم کو علم دیں عطا کیا، تو نے ہم کو سماعت وبصارت ودل دیا، تو نے ہم کو مشرکوں میں شمار نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد مجھے یہ کہنا ہے کہ اپنے انصار سے افضل وبہتر انصار اور اپنے اہلبیتؑ سے زیادہ وفادار وفرماں بردار اہلبیتؑ میں نے نہیں دیکھے۔ سنو! میں سمجھ چکا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں صبح ہم لوگوں کی قضا ہے۔ سنو! تم سب کے باب میں میری یہ رائے ہو چکی ہے۔ میری اجازت سے تم سب چلے جاؤ۔ میری طرف سے کوئی روک تم پر نہیں ہے۔ دیکھو! رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، اسے غنیمت سمجھو''۔

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust), st-8, block-10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: jilanione@yahoo.com

## ضحاك بن عبدالله اور مالک بن نضر:

اس سے کچھ پیشتر ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر دو شخص آپؓ کے پاس آئے، سلام کر کے بیٹھ گئے۔ آپؓ نے جوابِ سلام دے کر خیر مقدم کیا، آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا ''ہم اس لئے آئے کہ آپؓ کو سلام کرلیں، آپؓ کی سلامتی کی دعا خدا سے مانگیں، آپؓ سے ملاقات کرلیں، لوگوں کی حالت آپؓ سے بیان کریں۔ سنیئے ہم آپؓ سے کہے دیتے ہیں سب لوگ آپؓ سے لڑنے پر آمادہ ہیں۔ آپؓ اپنے لئے کچھ فکر کریں''۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حسبی اللہ و نعم الوکیل ''۔ دونوں شخص کچھ شرمندہ ہوئے۔ خدا سے آپؓ کیلئے دعا مانگنے لگے۔ آپؓ نے فرمایا میری نصرت کو تمھیں کیا امر مانع ہے؟ مالک نے کہا میں قرضدار ہوں، صاحبِ عیال ہوں۔ ضحاک نے کہا ''میں بھی قرض دار ہوں و عیال دار ہوں لیکن جب کوئی لڑنے والا نہ رہے تو مجھے واپس جانے کی اجازت دے دیجئے گا، پھر میں آپؓ کی طرف سے قتال بھی کروں گا، اگر دیکھوں گا کہ میرا نصرت کرنا آپؓ کے لئے نافع ہے اور آپؓ کی مصیبت کو میں دفع کرسکتا ہوں''۔ آپؓ نے فرمایا تم کو اجازت ہے۔ یہ سن کر ضحاک کہتا ہے میں وہیں ٹھہرا رہا۔

## آلِ عقیلؓ کا جذبہ جہاد:

جب شب آئی، آپؓ نے فرمایا ''دیکھو! رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، اسے غنیمت سمجھو۔ تم میں سے ایک ایک شخص میرے اہلبیتؓ میں سے ایک ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لے۔ پھر جب تک کہ خدا اطمینان دے تم سب اپنے اپنے قصبوں میں شہروں میں نکل جاؤ۔ یہ لوگ میرے ہی طلب گار ہیں، مجھے قتل کرلیں گے تو پھر کسی اور کا خیال بھی نہ کریں گے''۔ یہ سن کر آپؓ کے بھائی بیٹے بھتیجے بھانجے سب کہنے لگے ''ہم سے یہ نہ ہوگا کہ آپؓ کے بعد ہم زندہ رہیں۔ خدا وہ دن ہمیں نہ دکھائے''۔ سب سے پہلے حضرت عباسؓ بن علیؓ نے یہ کلمہ کہا، پھر سب نے اسی طرح کے کلام کئے۔ امام حسین علیہ السلام نے پکار کر کہا ''اے اولادِ عقیلؓ! مسلمؓ کا قتل ہونا تمھارے لئے کافی ہے۔ تم چلے

Publisher: HALQA-E-AULIA-UL-QADRIA (Trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

جاؤ، میں اجازت دیتا ہوں''۔ انھوں نے کہا ''لوگ کیا کہیں گے، یہی کہیں گے ناں کہ ہم اپنے بزرگ اپنے سردار اور ان کے ساتھ اپنے بنی عم کو جو بہترین عم تھے چھوڑ کر چلے آئے، نہ ان کے ساتھ شریک ہو کر ایک لگایا نہ برچھی کا وار کیا نہ کوئی تلوار کا ہاتھ مارا، یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ ان پر کیا گزری۔ واللہ! ہم سے یہ نہ ہوگا بلکہ ہم اپنی جانیں، اپنا مال، اپنے اہل وعیال کو آپؑ پر فدا کر دیں گے۔ آپؑ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کریں گے۔ جو آپؑ کا حال ہو وہی ہمارا بھی ہو۔ خدا وہ زندگی نہ دے جو آپؑ کے بعد ہو''۔

## حضرت مسلمؓ بن عوسجہ اور حضرت سعدؓ بن عبداللہ کا استقلال:

مسلمؓ بن عوسجہ اسدی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ''کیا ہم آپؑ کو چھوڑ کر چلے جائیں؟ اور ابھی خدا کے سامنے آپؑ کے حق سے ہم ادا نہیں ہوئے۔ ہاں واللہ! جب تک میری برچھی ان لوگوں کے سینہ میں ٹوٹ کر نہ رہ جائے، جب تک قبضہ میرے ہاتھ میں ہے، تلواریں ان کہ نہ مارلوں، میں آپؑ سے جدا نہ ہوں گ۔ اگر ان سے لڑنے کیلئے ہتھیار میرے پاس نہ ہوتے تو میں آپؑ کی نصرت میں انھیں پتھر مار مار کر آپؑ ہی کے ساتھ مر جاتا''۔ سعدؓ بن عبداللہ نے کہا واللہ! ہم آپؑ کو چھوڑ کر نہ جائیں گے۔ خدا یہ تو دیکھ لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیبت میں ہم نے آپؑ کی کسی حفاظت کی۔ واللہ! اگر میں جانتا کہ میں قتل ہو جاؤں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا پھر جیتا جلا دیا جاؤں گا پھر میری خاکستر اڑا دی جائے گی، ستر مرتبہ یہی حالت مجھ پر گزرے گی تو جب بھی آپؑ کی نصرت میں جب تک مجھے موت نہ آجاتی آپؑ سے جدا نہ ہوتا۔ اور اب تو ایک ہی دفعہ قتل ہو جانا ہے۔ اور اس میں وہ شرف و کرامت ہے جسے ابد تک زوال نہیں، پھر میں اسے کیوں نہ حاصل کروں''۔

Published by HALQA EALVIA UL QADRIA (trust) st-8, block-10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## حضرت زہیرؓ بن قیس کی استقامت:

زہیرؓ بن قیس نے کہا واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، اسی طرح ہزار دفعہ قتل ہوں کہ خدا آپؑ کو اور آپؑ کے اہلبیتؑ میں ان نوجوانوں کو بچالے"۔ اسی طرح ایک ہی طرز کے کلام آپؑ کے انصار میں ایک جماعت نے کئے۔ کہتے تھے" واللہ! آپؑ کو ہم چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ اپنی جانیں آپؑ پر فدا کریں گے۔ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی گردنوں سے اپنی پیشانیوں سے آپؑ کو بچائیں گے۔ ہم قتل ہو جائیں تو وہ حق جو ہم پر ہے فدا اور وفا ہو جائے"۔

## حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا بیان:

حضرت علی بن حسین علیہ السلام بیان کرتے ہیں اسی شام کا ذکر ہے جس کی صبح کو میرے والد قتل ہوں گے، میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی زینبؑ میری تیمارداری میں مصروف تھیں جبکہ میرے والد نے اپنے انصار کے ساتھ اپنے خیمہ میں تخلیہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام آزاد حولی آپؑ کے پاس تلوار کو دیکھ بھال کر درست کر رہے تھے اور آپؑ اس مضمون کے شعر پڑھ رہے تھے:

"اے دہر ناپائیدار! تجھ پر وائے ہو۔ کیا برا دوست ہے تو کہ ہر صبح و شام کسی دوست یا دشمن کو مار رکھتا ہے۔ ایک کے عوض دوسرے کو قبول نہیں کرتا۔ اور یہ سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے اور جو زندہ ہے اسے اس رستہ پر جانا ہے۔"

ان اشعار کو آپؑ نے دو تین دفعہ پڑھا اور میں جان گیا جو ارادہ آپؑ نے کیا تھا۔ مجھے بے اختیار رونا آیا، میں نے آنسوؤں کو ضبط کر لیا، خاموش رہا، سمجھ گیا کہ مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔

## حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی آہ و زاری:

مگر میری پھوپھی نے بھی ان اشعار کو سن لیا۔ عورتوں کی طبیعت میں رقت اور بے صبری



Publisher: AL QAEEA AL QADRIA (trust), st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

ہوتی ہے۔ خود کو سنبھال نہ سکیں، برہنہ سر دوڑیں، چادر کو کھینچتی ہوئی آپؑ کے پاس پہنچیں، کہنے لگیں: ''وامصیبتاہ! ارے آج مجھے موت آ گئی ہوتی۔ اے بزرگوں کے جانشین! اے درماندوں کے شفیق! بس اٰج میری ماں فاطمہؑ مر گئیں۔ میرے باپ نے میرے بھائی حسنؑ نے آج رحلت کی''۔ آپؑ نے ان کی طرف دیکھا، کہنے لگے ''پیاری بہن! دیکھو کہیں شیطان تمھارے حلم کو زائل نہ کر دے''۔ کہنے لگیں ''یا ابا عبداللہ! میرے ماں باپ تم پر فدا! میری جان تم پر فدا! تم نے قتل ہونا گوارا کر لیا''۔

## حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کو حضرت امام حسین علیہ السلام کا دلاسہ:

یہ سن کر آپؑ نے طبیعت کو سنبھالا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ''موت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا''۔ کہا ''ہائے بھائی! کیا تمھیں مجبور کر کے قتل کریں گے؟ اس سے تو اور بھی میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ میرے دل پر سخت قلق گزر رہا ہے''۔ یہ کہہ کر منہ کو پیٹا، غش کھا کر گر پڑیں۔ بہن کا یہ حال دیکھ کر آپؑ کھڑے ہو گئے۔ ان کے پاس آ کر چہرہ پر پانی چھڑ کا، کہا ''پیاری بہن! خدا کا خود کرو۔ خدا کیلئے صبر کرو۔ اس بات کو سمجھو کہ روئے زمین پر سب مرنے والے ہیں۔ اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے۔ بس اللہ کی ذات کے سوا جس نے اپنی قدرت سے اس زمین کو پیدا کیا ہے اور جو پھر خلق کو زندہ کرے گا اور سب کے سب واپس آ جائیں گے اور جو یگانہ و تنہا ہے۔ سب چیزیں مٹ جانے والی ہیں۔ میرے باپ مجھ سے بہتر تھے، میری ماں تجھ سے بہتر تھیں، میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے اور مجھے ان سب کو اور ہر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حال سے تسکین ہونی چاہیئے''۔ اسی طرح کے کلمے کہہ کر آپؑ نے انھیں سمجھایا۔ پھر فرمایا ''پیاری بہن! میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ میری اس قسم کو پورا کرنا۔ میں مر جاؤں تو میرے غم میں گریبان کو چاک نہ کرنا، منہ کو نہ پیٹنا، ہلاکت و موت کو نہ پکارنا''۔ یہ کہہ کر آپؑ انھیں اپنے ساتھ لائے اور میرے پاس لا کر بٹھا گئے۔ پھر آپؑ خیمہ سے باہر چلے گئے، انصار کو حکم دیا کہ خیموں کو قریب قریب اس طرح نصب کریں

کہ طنابوں کے اندر طنابیں آ جائیں (خیموں کا ایک حلقہ سا بن جائے)، سب لوگ خود اس حلقہ کے درمیان رہیں، بس ایک رخ جدھر دشمن آنے والے ہیں کھلا رہنے دیں۔

## حسینیؑ قافلے کی عبادت گزاری:

امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب تمام رات بیدار رہے۔ سب نمازیں پڑھا کئے، استغفار کرتے رہے، دعا میں مشغول رہے۔ سواروں کا ایک رسالہ جوان لوگوں کی نگہبانی کرنے کو دشمن کی طرف سے مقرر ہوا تھا، ادھر سے گزرا۔ اس وقت آپؑ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے: (ترجمہ) ''ہاں جو لوگ کافر ہوگئے وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جو انھیں ڈھیل دے رہے ہیں اس میں ان کیلئے بہتری ہے۔ ہم تو اس لئے انھیں ڈھیل دے رہے ہیں کہ اور بھی گناہوں میں مبتلا ہو جائیں۔ ان کیلئے تو ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ خدا یہ نہیں کرے گا کہ تم لوگ جس حال میں ہوں اسی حالت میں مومنین کو رہنے دے۔ وہ پاک و ناپاک دونوں کو جدا کر کے رہے گا''۔

## ابوحرب کی بدکلامی:

اس آیت کو رسالہ کے لوگوں میں سے ایک شخص نے سنا اور کہنے لگا ''قسم ہے رب کعبہ کی! ہم ہی لوگ پاک ہیں اور تم لوگوں سے ہم جدا کر لئے گئے ہیں''۔ ایک شخص نے اسے پہچان کر بریرؓ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہا میں نہیں جانتا۔ کہا ''یہ ابوحرب سبیعی ہے اور یہ شخص بڑا ہنسنے والا، بے ہودہ، شرفاء میں بڑا دلیر و سفاک ہے۔ سعید بن قیس نے اسے خون کرنے پر کبھی قید بھی کر لیا تھا''۔ بریرؓ نے اس کا نام سن کر پکارا ''او فاسق! تجھ کو خدا نے پاک لوگوں میں شمار کیا؟'' پوچھا تو کون ہے؟ کہا بریرؓ بن حضیر ہوں میں۔ کہنے لگا ''انا للہ! یہ بات مجھ پر شاق ہے۔ اے بریر! واللہ تو ہلاک ہوا۔ واللہ تو ہلاک ہوا''۔ بریر نے کہا ''اے ابوحرب! خدا کے سامنے اپنے گناہانِ کبیرہ سے توبہ کر لینے کا یہی تو موقع ہے۔ سن واللہ ہم سب پاک لوگوں میں ہیں اور تم سب ناپاک ہو''۔ کہنے لگا (تمسخر سے) وانا علی ذٰلک من الشّٰھدین یعنی ہاں ہاں میں بھی گواہوں میں ہوں۔ ایک شخص نے

Published by HALQA-E AL-IA-UL QADRIA (trust) Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilaniqadri@yahoo.com

کہاوائے ہو تجھ پر، جان کر بھی تو نہیں سمجھتا۔

## حسینی لشکر کی ترتیب:

ابن سعد، روز عاشورہ شنبہ کا دن تھا یا جمعہ، صبح کی نماز جب پڑھ چکا تو اپنی فوج کو ساتھ لے کر نکلا۔ امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے انصار کی صفیں جمائیں، ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ آپؓ کے ساتھ بتیس سوار تھے اور چالیس پیادے۔ آپؓ نے میمنہ پر زہیرؓ بن قیس کو، میسرہ پر حبیبؓ بن مظاہر کو مقرر کیا اور اپنا علَم اپنے بھائی حضرت عباسؓ بن علیؓ کو دیا۔ خیموں کو پشت پر رکھا اور خیموں کے پیچھے آپؓ نے حکم دیا کہ لکڑیاں اور بانس جمع کر کے اس میں آگ لگادی جائے۔ خوف یہ تھا کہ دشمن پیچھے سے نہ حملہ کریں۔ امام حسین علیہ السلام کے خیموں کے پیچھے زمین پست تھی جیسے ایک پتلی سی نہر کھدی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی کو شب کے وقت سب نے کھود کر خندق سے بنالیا تھا۔ اس میں لکڑیاں اور بانس ڈال دیئے تھے کہ جب صبح کو دشمن ہم پر حملہ کریں گے تو اس میں آگ لگادیں گے کہ ہم دشمن ہم سے ایک ہی رخ سے لڑیں، پیچھے سے وہ ہم پر حملہ نہ کرسکیں۔ یہی احتیاط انھوں نے کی اور ان کے کام بھی آئی۔ ابن سعد نے جب آپؓ پر چڑھائی کی ہے تو اس کے ساتھ ایک ربع اہل مدینہ تھے۔

## ابن سعد کے لشکر کی صف بندی:

ان کا رئیس عبداللہ بن زہیر ازدی تھا۔ ایک ربع قبیلہ مذحج واسد کے لوگ تھے، ان کا سردار عبدالرحمٰن بن ابی سیرہ تھا۔ ایک ربع قبیلہ ربیعہ وکندہ کے لوگ تھے، ان کا سردار قیس بن اشعث تھا۔ ایک ربع قبیلہ تمیم و ہمدان کے لوگ تھے، ان کا سردار حُر تھا۔ حُر کے سوا یہ سب لوگ قتلِ حسین علیہ السلام میں شریک تھے۔ ایک حُر تھا کہ ان لوگوں سے جدا ہو کر امام حسین علیہ السلام کی طرف چلا آیا اور آپؓ کے ساتھ قتل ہوا۔ ابن سعد نے اپنے میمنہ پر عمرو بن حجاج کو مقرر کیا۔ میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن ابن شرحیل بن اعور بن عمر بن معاویہ بن کلاب کو متعین کیا۔ رسالہ عزرہ بن قیس کو دیا۔

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) ... Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan ... @yahoo.com

پیادے شبث بن ربعی کے حوالے کیئے۔ اور اپنے غلام آزد دُرید کو لشکر کا علم دیا۔

## عبدالرحمنؓ بن عبدربہ اور بریرؓ بن حضیر:

جب یہ لوگ آپؑ سے قتال کیلیئے بڑھے تو آپؑ نے حکم دیا کہ بڑا خیمہ نصب کیا جائے۔ نصب کر دیا گیا۔ حکم دیا کہ بڑے کاسہ میں مشک حل کیا جائے۔ حل کیا گیا۔ اب خیمہ کے اندر آپؑ نورہ لگانے کیلیئے گئے۔ آپؑ کے انصار بھی نورہ لگانے کیلیئے آگے بڑھے۔ عبدالرحمٰن بن عبدربہ انصاری یہ چاہتے تھے کہ آپؑ کے بعد سب سے پہلے میں نورہ لگاؤں اور بریرؓ کہتے تھے پہلے میں لگاؤں گا۔ خیمہ کے در پر دونوں کا شانہ سے شانہ اڑ گیا۔ بریرؓ، عبدالرحمٰنؓ سے کچھ مزاح کرنے لگے۔ عبدؓالرحمٰن نے کہا مجھے معاف رکھیئے، واللہ بے ہودہ باتوں کا یہ وقت نہیں ہے۔ بریرؓ نے کہا ''میری قوم کے سب لوگ واللہ اس امر سے خوب واقف ہیں کہ نہ جوانی میں مجھے بے ہودہ باتوں سے رغبت تھی نہ بڑھاپے میں کبھی رغبت ہوئی لیکن واللہ! اب جو واقعہ ہم لوگوں پر گزرنے والا ہے میں اس کے خیال سے خوش ہو رہا ہوں، ہمیں حوریں ملنے میں واللہ بس اتنی ہی دیر ہے کہ یہ لشکر والے تلواریں کھینچ کر ہم پر آپڑیں اور مجھے تو آرزو ہے کہ وہ تلواریں کھینچ کر ہم سب پر آپڑیں''۔

غرض جب آپؑ نورہ سے فراغت کر چکے تو سب انصار نے خیمہ کے اندر آ کر نورہ لگایا، اب آپؑ سوار ہوئے اور قرآن منگا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ آپؑ کے پیشِ نظر آپؑ کے انصار نے بہت شدید جنگ کی۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ لوگ قتل ہو گئے تو میں وہاں سے سرک گیا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا:

ایک روایت یہ ہے کہ صبح کے وقت دشمنوں کا رسالہ جب امام حسین علیہ السلام کی طرف بڑھا تو آپؑ نے دونوں ہاتھ اپنے بلند کیئے اور فرمایا ''خداوندا! ہر مصیبت میں تجھ پر بھروسہ ہے۔ ہر طرح کی سختی میں تجھ ہی سے مجھ کو امید ہے۔ جو بلا مجھ پر نازل ہو اس میں تیرا ہی سہارا۔ تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ کتنی ہی آفتیں اس طرح کی پیش آئیں جس میں دل بیٹھ جائے، جس کا کوئی چارہ کار نہ

Publisher: FALAQ-E-ALI/ZULFIQAR (Trust) Gulshan-e-Iqbal, Karachi, Pakistan. yahoo.com

ہو، جس میں دوست ساتھ نہ دے، جس میں دشمن خوشی منائے۔ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا، تجھ سے اپنا دردِ دل کہا، تیرے سوا کسی سے کہنے کو دل نہ چاہا، تو نے آفتوں کو ٹال دیا، دفع کر دیا، بس ہر نعمت کا بخشنے والا، ہر نیکی کا عطا کرنے والا، ہر مراد کا تو دینے والا ہے۔

## شمر بن ذی الجوشن کی بدکلامی:

جب وہ لوگ ادھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پس پشت آگ بھڑک رہی ہے۔ ایک شخص ان میں گھوڑا دوڑاتا ہوا ادھر سے گزرا۔ اس نے کسی سے کچھ بات نہیں کی، سیدھا خیموں کی طرف گیا۔ دیکھا تو آگ کے شعلوں میں اسے خیمے دکھائی نہیں دیئے۔ وہاں سے پلٹا اور پکار کر کہنے لگا حسینؑ! قیامت سے پیشتر دنیا ہی میں تم نے نار میں جانے کی جلدی کی۔ آپؑ نے پوچھا "یہ کون شخص ہے؟ شاید شمر بن ذی الجوشن ہوگا"۔ لوگوں نے کہا ہاں وہی ہے، خدا آپؑ کو سلامت رکھے۔ آپؑ نے جواب میں فرمایا او بکریاں چرانے والی کے بچے! نار میں جلنے کا سزاوار تو ہے۔

## جنگ میں پہل کرنے سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ممانعت:

مسلمؓ بن عوسجہ نے کہا "یا ابنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں۔ کہیئے تو اسے تیر ماروں، میری زد پر ہے، تیر خطا نہ کرے گا۔ یہ فاسق بہت بڑے جباروں میں سے ہے"۔ آپؑ نے فرمایا "تیر نہ مارنا، ابتدا اِدھر سے کرنا مجھے گوارا نہیں"۔ اور آپؑ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا، اس کا نام لاحق تھا، اس گھوڑے پر حضرت علیؑ بن حسین علیہ السلام کو سوار کیا۔ دشمن جب آپڑے تو آپؑ نے اپنے ناقہ کو طلب کیا۔ اس پر سوار ہوئے اور بہت بلند آواز سے پکار کر کہا جسے سب لوگوں نے سنا "لوگو! میری بات سن لو! میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ جو باتیں تم سے کہنا ضروری ہیں مجھے کہہ لینے دو۔ میرے ساتھ انصاف کرو گے تو تم نیکی حاصل کرو گے۔ اور پھر مجھ پر الزام نہ دھر سکو گے۔ اور اگر تم میرا عذر نہیں مانتے اور میرے ساتھ انصاف نہیں کرتے فاجمعوا امر کم و شرکاء

Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

کم لایکن امر کم علیکم غمۃ" ثمہ اقضوا الیَ و لاتنظرون ان ولی ے اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین یعنی پھر جوتمھارا ارادہ ہواس پر آمادہ ہوجاو، اپنے شرکاء کو پکاروا ور اچھی طرح سمجھ لو کہ اب کوئی تر ددتم کو نہیں۔ پھر میرے ساتھ جوسلوک کرنا چاہتے ہو کرگزرو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو، میرا تو سہارا خدا پر ہے جس نے کتاب کو نازل کیا ہے، وہی تو نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے"۔ آپؑ کا یہ کلام آپؑ کی بہنوں نے جب سنا تو چلا چلا کر رونے لگیں۔ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو آپؑ نے اپنے بھائی حضرت عباسؓ بن علیؑ اور اپنے فرزند حضرت علی بن حسین علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا کہ انھیں چپ کراوٗ، ابھی تو انھیں بہت رونا ہے۔ یہ دونوں صاحب جب ان کے خاموش کرنے کیلئے چلے گئے تو آپؑ نے فرمایا "ابنِ عباسؓ نے کیا بات کہی تھی!"، یعنی حضرت ابنِ عباسؓ نے آپؑ کو منع کیا تھا کہ اہلِ حرم کو ساتھ نہ لے جایئے، اب ان کے رونے کی آواز سن کر آپؑ کو حضرت ابنِ عباسؓ کا کہنا یاد آ گیا۔

## امام حسین علیہ السلام کا تاریخی خطبہ:

جب اہلِ حرم کے رونے کی آواز موقوف ہوگئی تو آپؑ نے حمد وثنائے الٰہی کی اور اس کی شان کے لائق اس کا ذکر کیا اور اللہ کی صلواۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اور اس کے ملائکہ اور آل کے انبیاءؑ پر بھیجی۔ حمد ونعت میں خدا جانے کیا کیا باتیں آپؑ نے کیں، بیان میں اس کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ راوی کہتا ہے میں نے کسی کی ایسی فصیح و بلیغ تقریر نہ اس سے پہلے کبھی سنی تھی نہ اس کے بعد کبھی سنی۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا "میرے خاندان کا خیال کرو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے اپنے دل سے پوچھو اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا، میری ہتکِ حرمت کرنا کیا تم لوگوں کیلئے حلال ہے؟ کیا میں تمھارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نواسہ نہیں ہوں؟ کیا میں انؐ کے وصی وابن عم کا فرزند نہیں ہوں جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کے پاس سے اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو احکام لے کر آیا انھوں نے اس کی تصدیق کی۔ کیا سید الشہداء حمزہؓ میرے والد کے چچا نہیں ہیں؟

کیا جعفرِ طیارؓ شہید ذوالجناحین میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں؟ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ حق بات ہے۔ اگر تم میری تصدیق کرو گے تو سن لو واللہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ جھوٹ بولنے والے سے خدا بے زار ہوتا ہے اور جھوٹ بنانے والے کو اس کے جھوٹ سے ضرر پہنچتا ہے، میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو سنو تم میں سے ایسے لوگ موجود ہیں ان سے تم پوچھو تو وہ بیان کریں گے۔ جابرؓ بن عبداللہ انصاری یا ابوسعیدؓ خدری یا سہلؓ بن سعد ساعدی یا زیدؓ بن ارقم یا انسؓ بن مالک سے پوچھ کر دیکھو، یہ لوگ تم سے بیان کریں گے کہ انھوں نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو یہی کہتا سنا ہے۔ کیا یہ امر بھی میرا خون بہانے میں تم لوگوں کو مانع نہیں ہے؟''

شمر نے کہا ''یہ خدا کی عبادت ایک ہی رخ سے کرتے ہیں۔ خدا جانے کیا کہہ رہے ہیں''۔

حبیبؓ بن مظاہر نے جواب دیا ''واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی عبادت ستر رخ سے کرتا ہے، بے شک تو سچ کہتا ہے، تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپؑ کیا فرما رہے ہیں۔ خدا نے تیرے دل پر مہر کر دی ہے''۔

پھر آپؑ نے ان لوگوں سے فرمایا ''تمھیں اس بات میں شک ہے تو کیا اس امر میں بھی شک ہے کہ میں تمھارے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا نواسہ ہوں؟ واللہ اس وقت مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی شخص تم میں سے ہو یا تمھارے سوا ہو، کسی نبیؐ کا نواسہ نہیں ہے۔ اور میں تو خاص کر تمھارے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا نواسہ ہوں۔ یہ تو بتاؤ کیا تم اس لئے میرے درپے ہو کہ میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے؟ یا تمھارے کسی مال کو ڈبو دیا ہے؟ یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے؟ اس کا قصاص مجھ سے چاہتے ہو؟''

اب کوئی آپؑ کی بات کا جواب ہی نہیں دیتا تھا۔ آپؑ نے پکار کر کہا ''اے شبث بن ربعی!

اے حجار بن الجبر! اے قیس بن اشعث! اے یزید بن حارث! تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ میوے پک گئے، باغات سرسبز ہورہے ہیں، تالاب چھلک رہے ہیں، آپؑ کی نصرت کیلئے لشکر یہاں آراستہ ہیں؟''

ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے نہیں لکھا تھا۔ آپؑ نے فرمایا ''نہیں! واللہ تم نے لکھا تھا۔ لوگو! میرا آنا تمھیں ناگوار ہوا تو دنیا میں کسی گوشۂ امن کی طرف مجھے چلا جانے دو''۔ قیس بن اشعث نے کہا ''آپؑ اپنے قرابت داروں کے حکم پر کیوں نہیں سر جھکا دیتے، یہ سب آپؑ سے اسی طرح پیش آئیں گے جیسا آپؑ چاہتے ہیں، ان کی طرف سے کوئی امر آپؑ کے ناگوارِ خاطر ظہور میں نہ آئے گا''۔ آپؑ نے جواب دیا ''آخر تو محمد بن اشعث کا بھائی ہے۔ اب تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کے خون سے بڑھ کر بنی ہاشمؑ کو تجھ سے مطالبہ ہو؟ واللہ! میں ذلت کے ساتھ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینے والا۔ نہ غلاموں کی طرح اطاعت کا اقرار کرنے والا ہوں۔ عباداللہ انی عذت بربی وربکم۔ ان ترجمون اعوذ بربی وربکم من کل متکبر لایومن بیوم الحساب یعنی اے بندگانِ خدا! میں اپنے اور تمھارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو، میں اپنے اور تمھارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر ایسے ظالم سے جو روزِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

## حضرت زہیرؓ بن قیس کا خطاب:

یہ کہہ کر آپؑ نے ناقہ کو بٹھا دیا۔ عقبہؓ بن سمعان کو حکم دیا، انھوں نے ناقہ کو باندھ دیا۔ اب دشمنوں نے آپؑ پر حملہ کرنا شروع کیا۔ تو زہیرؓ بن قیس ایک تیار گھوڑے پر سوار ہتھیار لگائے نکل کر آئے اور کہا ''اے اہلِ کوفہ! عذابِ خدا سے ڈرو! عذابِ خدا سے! سنو مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا واجب ہے۔ ہمارے تمھارے درمیان جب تک تلوار نہیں آئی ہے اس وقت تک ہم تم بھائی بھائی ہیں۔ ایک ہی دین پر، ایک ہی ملت پر ہیں۔ ہماری خیر خواہی کے تم لائق ہو۔ ہاں

جب تلوار درمیان میں آجائے گی، پھر مروت منقطع ہو جائے گی۔ ہم اور تم، خدا نے ہمیں اور تمھیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذریت کے باب میں امتحان میں ڈالا ہے تاکہ دیکھ لے ہم کیا کرتے ہیں؟ تم کیا کرتے ہو؟ ہم لوگ تم کو اس امر کی طرف بلاتے ہیں کہ زیاد کے بیٹے مردود عبیداللہ کا ساتھ چھوڑ کر ذریتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نصرت کرو۔ تم ان دونوں کے کُل عہدِ حکومت میں برائی کے سوا کچھ نہ دیکھو گے۔ تم لوگوں کی آنکھیں نکلوا لیتے ہیں، ہاتھ یہ کٹوا دیتے ہیں، پاؤں یہ قطع کرتے ہیں، گوش و بینی و سر کاٹ لیتے ہیں، تمھاری لاشوں کو ٹنڈ درختوں پر لٹکا دیتے ہیں۔ تمھارے بزرگوں کو، تمھارے قاریوں کو حجرؓ بن عدی اور ان کے اصحاب اور ہانیؓ بن عروہ اور ان کے امثال کے سے لوگوں کو یہ قتل کیا کرتے ہیں''۔

## حضرت زہیرؓ بن قیس اور شمر بن ذی الجوشن:

یہ سن کر انھوں نے حضرت زہیرؓ کو سخت کلمے کہے اور عبیداللہ بن کی ثنا کی اور اسے دعا دی اور کہا ہم لوگ جب تک تمھارے سردار اور ان کے اصحاب کو قتل نہ کرلیں گے یا جب تک ان کو اور ان کے اصحاب کو گرفتار کر کے امیر عبیداللہ کے پاس نہ بھیج لیں گے، اس وقت تک یہاں سے قدم نہ ہٹائیں گے۔ حضرت زہیرؓ نے کہا ''بندگانِ خدا! سیدہ فاطمہؓ کی اولاد، سمیہ کے بیٹے سے زیادہ نصرت و مؤدت کا حق رکھتی ہے۔ اگر تم ان کی نصرت نہیں کرتے تو خدا کے واسطے ان کے قتل سے تو باز آؤ۔ ان کے ان کے ابن عم یزید کی رائے پر چھوڑ دو۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یزید تمھاری اطاعت سے گزاری سے حسین علیہ السلام کے قتل کئے بغیر راضی رہے گا''۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن نے ایک تیر حضرت زہیرؓ کو مار کر کہا ''خاموش! خدا تیری بک بک کو خاموش کر دے۔ تو نے ہم لوگوں کا دماغ پریشان کر دیا''۔ زہیرؓ نے جواب دیا ''اے اس باپ کے بیٹے! جس کا موت ایڑیوں تک بہہ کر آتا تھا، میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا۔ تُو تو ڈھور ہے۔ واللہ! میں جانتا ہوں کہ کتاب خدا کی دو آیتیں بھی تو نہیں سمجھ سکتا۔ لے قیامت کی رسوائی و عذابِ الیم تجھے مبارک ہو''۔ شمر نے کہا خدا تجھ کو

اور تیرے رئیس کو ابھی قتل کرے گا۔ کہا ''تو مجھے موت سے کیا ڈراتا ہے؟ واللہ حسین علیہ السلام کے ساتھ مرجانا تم لوگوں کے ساتھ زندگانی جاوید سے میں بہتر سمجھتا ہوں''۔

## حضرت زہیرؓ بن قیس کو واپسی کا حکم:

یہ کہہ کر زہیرؓ نے بہ آوازِ بلند سب لوگوں کی طرف خطاب کر کے کہا ''بندگانِ خدا اس سفلہ پاجی کی باتوں پر اپنے دین سے نہ پھرنا۔ واللہ محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شفاعت ان لوگوں کو نہ پہنچے گی جنھوں نے ان حضرات کی ذریت و اہلبیتؑ کا خون بہایا اور ان کے نصرت کرنے والوں، ان کے اہلبیتؑ کے بچانے والوں کو قتل کیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے زہیرؓ کو پکارا اور کہا ''ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام تم سے کہتے ہیں اب چلے آؤ اور فرماتے ہیں قسم ہے اپنی جان کی! اگر مومنِ آلِ فرعون نے اپنی قوم کی خیر خواہی اور انھیں حق کی طرف بلانے میں انتہا کردی تو تم نے بھی ان لوگوں کی خیر خواہی کی اور انتہا کردی۔ کاش تمھاری خیر خواہی اور انتہا کی کوشش کچھ نفع کرتی''۔

## حُر کی ابن سعد سے گفتگو:

جب ابن سعد حملہ کرنے کو بڑھنے لگا تو حر نے پوچھا خدا تیرا بھلا کرے، کیا تو ان سے لڑنے لگا؟ ابن سعد نے کہا ہاں واللہ! لڑنا بھی ایسا لڑنا جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سر اڑیں گے اور ہاتھ قلم ہوں گے۔ حر نے کہا کیا ان کی باتوں میں سے کسی بات کو تم لوگ نہ مانو گے؟ ابن سعد نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تیرا امیر اسے نہیں مانتا۔ یہ سن کر حر ایک طرف جا کر ٹھہرے اور اپنی برادری کے ایک شخص قرہ بن قیس سے کہنے لگے قرہ تم اپنے گھوڑے کو آج پانی پلا چکے؟ کہا نہیں پلایا۔ کہا پھر اسے پانی پلانے چلتے نہیں؟ قرہ کو یہ گمان ہوا کہ حر کنارہ کیا چاہتا ہے، جنگ میں شریک نہ ہوگا اور چاہتا ہے کہ میں اس بات سے بے خبر رہوں، مجھ سے اسے ڈر ہے کہ اس راز کو فاش نہ کردوں۔ اس خیال سے قرۃ نے کہا ہاں ابھی تک پانی گھوڑے کو میں نے نہیں پلایا، اب جا کر پلاتا ہوں۔ یہ کہہ کر قرۃ وہاں سے سرک گیا۔ کہتا تھا اگر حر نے مجھے اپنے ارادہ سے مطلع کیا ہوتا



Publisher: HALQA-E AL-IA-UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan, email: ...jilani...@yahoo.com

تو واللہ میں بھی اس کے ساتھ ہی حسین علیہ السلام کے پاس چلا جاتا۔

## حر کی حسینیؓ لشکر کی طرف پیش قدمی:

اب حر نے امام حسین علیہ السلام کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ مہاجر ابن اوس اسی کی برادری کا ایک شخص حُر کا یہ حال دیکھ کر کہنے لگا ''اے ابن یزید! تمھارا کیا ارادہ ہے؟ کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو؟'' حر یہ سن کر چپ رہا اور اس کے ہاتھ پاؤں میں تھرتھری سی پیدا ہوگئی۔ اس پر ابن اوس نے کہا ''تمھارا یہ حال دیکھ کر واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے، میں نے کسی مقام پر واللہ تمھاری یہ حالت نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ اہلِ کوفہ میں سب سے بڑھ کر جری کون ہے تو میں تمھارا ہی نام لوں گا۔ پھر یہ کیا حالت تمھاری میں دیکھ رہا ہوں؟'' حر نے جواب دیا ''واللہ میں اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں کہ دوزخ میں جانا چاہتا ہے یا بہشت میں اور قسم ہے خدا کی! اگر میرے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں اور میں زندہ جلا دیا جاؤں جب بھی میں کسی شے کیلئے بہشت کو نہیں چھوڑنے کا''۔ یہ کہہ کر حر نے گھوڑے کو تازیانہ مارا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا۔

## حُر کی ابن سعد سے علیحدگی:

عرض کی ''یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں۔ میں وہی شخص ہوں جس نے آپؑ کو واپس نہ جانے دیا، جو راستہ بھر آپ کے ساتھ ساتھ پھرا کیا، جس نے آپؑ کو اسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور کیا۔ قسم ہے خداوند وحدہٗ لاشریک کی! میں ہرگز یہ نہ سمجھا تھا کہ جتنی باتیں آپؑ ان لوگوں کے سامنے پیش کریں گے یہ ان میں سے کسی امر کو نہ مانیں گے اور یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی۔ میں دل میں یہ سوچے ہوئے تھا کہ بعض باتوں میں ان لوگوں کی اطاعت کروں تو کیا مضائقہ ہے۔ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے ان کی اطاعت سے انحراف کیا۔ ہوگا یہی کہ حسین علیہ السلام جن باتوں کو پیش کرتے ہیں یہ ان باتوں کو مان لیں گے۔ واللہ! اگر میں جانتا کہ آپؑ کی کوئی بات یہ لوگ قبول نہ کریں گے تو میں اس امر کا مرتکب نہ ہوتا۔ مجھ سے جو قصور ہو گیا ہے میں خدا کے

سامنے اس کی توبہ کرنے کو اور اپنی جان آپؑ کی نصرت میں فدا کرنے کو آیا ہوں۔ میں آپؑ کے سامنے ہی مرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ فرمایئے کہ اس طرح کی توبہ قبول ہوگی؟ فرمایا ''ہاں خدا تیری توبہ کو قبول کرے گا اور تجھے بخش دے گا۔ نام تیرا کیا ہے؟'' کہا حُر (آزاد)۔ فرمایا تو آزاد ہے، تیری ماں نے جس طرح تیرا نام آزاد رکھا ہے، انشاءاللہ دنیا و آخرت میں تو آزاد ہے۔ اب گھوڑے سے اتر''۔ حُر نے کہا میرا گھوڑے پر رہنا اترنے سے بہتر ہے، ایک ساعت ان لوگوں سے قتال کروں گا، جب میرا وقتِ آخیر ہوگا تو گھوڑے سے اتروں گا۔ آپؑ نے فرمایا اچھا جو تمھارا دل چاہے وہی کرو، خدا تم پر رحم کرے۔

## حُر کا اپنے قبیلہ سے خطاب:

حر یہ سن کر اپنے اصحاب کی طرف بڑھے۔ اور کہا لوگو! حسین علیہ السلام نے جو باتیں پیش کی ہیں، ان میں سے کسی بات کو تم نہیں مانتے کہ خدا تم کو ان کے ساتھ جنگ و جدال میں مبتلا ہونے سے بچالے۔ کہا ہمارا امیر عمرو بن سعد موجود ہے، اس سے گفتگو کرو۔ حر نے یہ سن کر وہی گفتگو ابن سعد سے پھر کی پہلے جو گفتگو اس سے کر چکا تھا اور جو گفتگو اپنے اصحاب سے اس نے کی تھی۔ ابن سعد نے جواب دیا میری خواہش یہی تھی، اگر ہو سکتا تو میں یہی کرتا۔ اب حر نے اہلِ کوفہ کی طرف خطاب کر کے کہا خدا تم کو ہلاک اور تباہ کرے کہ تم نے انھیں بلایا اور جب وہ چلے آئے تو انھیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ تم کہتے تھے کہ ان پر اپنی ہم جان کو نثار کریں گے اور اب ان ہی ان کے قتل کرنے کیلئے حملہ کر رہے ہو۔ ان کو تم نے گرفتار کر لیا، ان کا دم بند کر دیا، ان کو چار جانب سے گھیر لیا، ان کو خدا کی بنائی ہوئی وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نہ نکل جانے دیا کہ وہ اور ان کے اہلبیتؑ امن سے رہتے۔ اب وہ ایک قیدی کی طرح تمھارے ہاتھ میں آ گئے ہیں، اپنے نفس کیلئے اچھا یا برا کچھ نہیں کر سکتے۔ تم نے ان کو، ان کے اہلِ حرم کو، ان کے بچوں کو، ان کے رفیقوں کو بہتے ہوئے آبِ فرات سے روکا جسے یہودی و مجوسی و نصرانی پیا کرتے ہیں۔ اور اس میدان کے سؤر اور کتے اس میں

Publisher: FALQ-E-ALIA-UL-QADRIA (Reg.) st-8, block 10-A Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...jilani...@yahoo.com

لوٹا کرتے ہیں۔ اب پیاس کی شدت نے ان سب لوگوں کو ہلاک کر رکھا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذریت سے ان کے بعد کیا برا سلوک تم نے کیا! اگر آج کے دن اسی وقت تم اپنے ارادہ سے باز نہ آؤ اور تم توبہ نہ کرو تو خدا تمھیں تشنگیٔ محشر میں سیراب نہ کرے۔

## ابن سعد کا پہلا تیر:

یہ سن کر پیادوں کی فوج نے حر پر تیر برسانے شروع کئے۔ حر وہاں سے پلٹے اور حضرتؑ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ عمرو بن سعد لڑنے کو نکلا، پکار کر کہا اے ذوید! نشان کو بڑھا۔ اس کے بعد ابن سعد نے کمان میں تیر جوڑا اور سر کیا۔ کہنے لگا تم سب لوگ گواہ رہو، سب سے پہلے میں نے ہی تیر مارا۔

## عبدؓاللہ بن عمیر کلبی:

ایک شخص بنی عُلیم میں سے عبدؓاللہ بن عمیر کوفہ میں آئے ہوئے تھے۔ قبیلہ ہمدان میں جعد کے کوئیں کے پاس گھر لے کر اترے ہوئے تھے۔ ان کی بیوی ام وہب خاندان نمر بن فاسطہ کی ان کے ساتھ تھیں۔ عبدؓاللہ نے مقام نخیلہ میں دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام پر فوج کشی کرنے کیلئے عرضِ لشکر کا سامان ہے۔ عبدؓاللہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ کسی نے کہہ دیا کہ حسین علیہ السلام بن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر لشکر کی چڑھائی ہے۔ عبدؓاللہ کو مدت سے آرزو تھی کہ مشرکین سے جہاد کریں۔ خیال آیا کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نواسے پر یہ لوگ لشکر کشی کر رہے ہیں، ان سے جہاد کرنا بھی عنداللہ مشرکین کے ثواب سے کم نہیں ہے۔ یہ سوچ کر ام وہب کے پاس آئے، ان سے جو کچھ سن کر آئے تھے اور جو بات دل میں ٹھان لی تھی بیان کی۔ انھوں نے کہا کیا اچھی بات تم نے کہی، خدا تمھاری بہترین تمنا کو پورا کرے، چلو اور مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ عبدؓاللہ راتوں رات بیوی کو ساتھ لئے ہوئے آپؑ کے لشکر میں آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے تھے۔

جب ابن سعد نے قریب آ کر تیر مارا، دوسرے لوگوں نے بھی تیر مارے تو زیاد بن ابی سفیان کا غلام

Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) st-8 block 10-A Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

یسار اور عبیداللہ بن زیاد کا غلام آزاد سالم دونوں صف سے نکلے اور کہا کوئی تم میں سے ہمارے مقابلے میں آئے۔ یہ سن کر حبیبؓ بن مظاہر و بریرؓ بن حضیر اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر آپؑ نے ان دونوں صاحبوں سے کہا بیٹھ جاؤ۔

## یسار اور سالم کا قتل:

یہ دیکھ کر عبدؓاللہ بن عمیر کلبی اٹھے اور عرض کی ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام! رحمک اللہ! مجھے تو ان دونوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ آپؑ نے نظر جو اٹھائی تو دیکھا ایک شخص گندمی رنگ، دراز قد، قوی بازو، قوی ہیکل سامنے کھڑا ہے۔ فرمایا کہ میرے خیال میں یہ شخص اقران ہے، اچھا تم لڑنا چاہتے ہو تو لڑو۔ عبدؓاللہ ان دونوں کے مقابلے میں نکلے۔ دونوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے اپنا نسب ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم تمھیں نہیں جانتے، زہیرؓ بن قیس یا حبیبؓ بن مظاہر یا بریرؓ بن حضیر کو ہمارے مقابلہ میں آنا چاہئیے۔ یسار اس وقت سالم سے آگے بڑھا ہوا تھا۔ عبدؓاللہ کلبی نے جواب دیا "او پسرِ فاحشہ! کسی شخص سے مقابلہ کرنے میں تجھے بھی عار ہے۔ تیرے مقابلے میں بھی وہی شخص آئے جو تجھ سے بہتر ہے؟" یہ کہتے ہی سالم پر حملہ کیا، ایک تلوار ماری کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ اس پر وار کرنے میں ابھی مشغول ہی تھے کہ سالم نے ان پر حملہ کیا اور للکار کر کہا کہ میں آ پہنچا۔ عبدؓاللہ نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور اس نے آتے ہی ان پر وار کر دیا۔ انھوں نے اس کی تلوار کو بائیں ہاتھ پر روکا۔ اس ہاتھ کی انگلیاں تلوار سے اڑ گئیں۔ اس کے بعد ہی انھوں نے مڑ کر اس پر بھی وار کیا۔ اور دونوں کو قتل کر کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے: تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے تو سنو میں خاندانِ بنی کلب سے ہوں، یہ فخر میرے لئے کافی ہے کہ میرا گھر قبیلہ علیم میں ہے، میں صاحبِ قوت و نصرت ہوں، مصیبت پڑے تو بد دل نہیں ہو جاتا، اے ام وہب میں اس بات کا ذمہ کرتا ہوں کہ بڑھ بڑھ کر تلواروں کے اور برچھیوں کے وار ان لوگوں پر کیا کروں گا جو شیوہ کہ خدا پرست نوجوانوں کا ہوتا ہے۔

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi ... Pakistan, email ... @yahoo.com

## ام وہبؓ کا جذبہ جانثاری:

ام وہبؓ نے یہ سن کر ایک عود ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے شوہر کی طرف یہ کہتی ہوئی بڑھیں میرے ماں باپ تم فدا ہو جائیں، ذریتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے لڑے جاؤ۔ عبداللہؓ کلبی زوجہ کی آواز سن کر پلٹ پڑے کہ ان کو عورتوں میں لے کر جا بٹھائیں۔ ام وہبؓ ان کے دامن سے لپٹ گئیں۔ کہتی تھیں تمھارے سامنے میں جب تک نہ مرلوں تم کو نہ چھوڑوں گی۔ امام حسین علیہ السلام نے پکار کر کہا اہلبیتؓ کی طرف سے جزائے خیر تم دونوں کو ملے، بی بی عورتوں کی طرف واپس چلی آ، ان ہی کے پاس بیٹھی رہ، عورتوں کو قتال نہیں چاہیئے۔ ام وہبؓ اس حکم کو سن کر عورتوں کی طرف پلٹ گئیں۔

ابن سعد کے میمنہ پر عمرو بن حجاج تھا۔ وہ سارے رسالہ کو ساتھ لے کر امام حسین علیہ السلام کے انصار کی طرف بڑھا۔ جب آپؑ کے قریب آ گیا تو یہ سب لوگ گھٹنوں کے بل اس کے روکنے کو کھڑے ہو گئے اور برچھیوں کی سنانیں اس کی طرف کر دیں۔ سوار ان سنانوں کی طرف نہ بڑھ سکے۔ واپس جانے لگے تو انصار نے انھیں تیر مارے، کچھ لوگوں کو گرا دیا، کچھ لوگوں کو زخمی کیا۔

## عبداللہ بن حوزہ کا انجام:

ایک شخص بنی تمیم کا جس کا نام عبداللہ بن حوزہ تھا، بڑھتا ہوا آپؑ کے سامنے آیا۔ ''حسین علیہ السلام! حسین علیہ السلام!'' کہہ کر آپؑ کو پکارا۔ آپؑ نے فرمایا کیا کہتا ہے؟ کہنے لگا نارِ دوزخ مبارک۔ آپؑ نے فرمایا ایسا نہ سمجھ، میں پروردگار رحیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جاتا ہوں۔ پھر پوچھا یہ کون ہے؟ انصار نے عرض کی یہ شخص ابن حوزہ ہے۔ آپؑ نے اس کیلئے بددعا کی۔ فرمایا رب حزہ الی النار، خداوندا سے نار میں لے جا۔ گھوڑا اس کا ایک نالی میں اسے لے گیا اور یہ گرا اور اس طرح گرا کہ پاؤں تو رکاب میں الجھا رہ گیا، سر زمین پر آ رہا۔ گھوڑا ابھڑکا، اسی طرح اسے لے کر بھاگا کہ پتھروں سے درختوں سے سر اس کا ٹکراتا رہا۔ آخر مر گیا۔

Publisher: HALQA-E-ALIA-UL QADRIA (Trust) St-8, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## مسروق بن وائل کا ابن حوزہ کے متعلق بیان:

مسروق بن وائل ان سواروں میں آگے آگے تھا جنھوں نے امام حسین علیہ السلام پر حملہ کیا تھا۔ کہتا ہے میں اس لئے آگے تھا کہ شاید حسین علیہ السلام کا سر مجھے مل جائے کہ ابن زیاد کی نظر میں میری منزلت ہو۔ یہ لوگ جب امام حسین علیہ السلام تک پہنچے تو ابن حوزہ نے آگے بڑھ کر پوچھا تم لوگوں میں حسین علیہ السلام ہیں؟ امام حسین علیہ السلام نے اسے جواب دیا۔ اس نے دوبارہ اسی طرح پوچھا۔ آپؑ نے سب کو منع کر دیا کہ خاموش رہیں۔ جب تیسری دفعہ اس نے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا تو نے جھوٹ بکا، میں تو غفور و رحیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جاتا ہوں، تو کون شخص ہے؟ اس نے کہا ابن حوزہ۔ امام حسین علیہ السلام نے دونوں ہاتھ اپنے بلند کیئے کہ قمیض کی سفیدی عبا کی بغلوں میں سے دکھائی دینے لگی اور فرمایا اللھم حزہ الی النار، یا اللہ! اسے نار میں لے جا۔ ابن حوزہ نے غضب ناک ہو کر اپنی گھوڑی کو آپؑ کی طرف بڑھانا چاہا لیکن آپؑ کے اور اس کے درمیان خندق تھی۔ اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا، گھوڑی لے کر بھاگی اور یہ اس کی پشت سے گرا۔ اس کا ایک پاؤں پنڈلی، ران الگ ہوگئی اور آدھا دھڑ رکاب میں اٹکا رہا۔ یہ دیکھ کر مسروق رسالہ سے الگ ہو کر چلا گیا۔ اس کے بھائی عبد الجبار نے سبب اس کا اس سے پوچھا۔ کہنے لگا اس خاندان کے لوگوں سے ایسی بات میرے دیکھنے میں آئی کہ میں کبھی ان سے قتال نہ کروں گا۔ اس کے بعد گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

## یزید بن معقل اور بریرؓ میں مباہلہ:

یزید بن معقل صف سے نکلا، پکار کر کہنے لگا کیوں بریرؓ بن حضیر! تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تمھارے ساتھ کیا کیا؟ بریرؓ نے کہا واللہ! خدا نے میرے ساتھ بھلائی کی اور تیرے حق میں برائی کی۔ وہ کہنے لگا ''تم نے جھوٹ کہا۔ تم تو کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے، تم کو یاد ہوگا کہ بنی لوفان میں تمھارے پھر رہا تھا اور تم یہ کہتے جاتے تھے کہ عثمانؓ بن عفان نے اپنے نفس کے ساتھ اسراف کیا اور

Publisher: FALQ-E-ALIA-UL-QADRIA (trust) ... Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email ... @yahoo.com

معاویہ گمراہ و گمراہ کنندہ ہیں اور امامِ ہدیٰ و برحق علیؓ بن ابی طالبؑ ہیں''۔ بریر نے کہا ہاں یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی میرا قول ہے۔ یزید بن معقل کہنے لگا اس میں کوئی شک نہیں کہ تو گمراہ ہے۔ بریرؓ نے جواب دیا آؤ ہم تم مباہلہ کریں، پہلے خدا سے دعا مانگیں کہ جھوٹے پر وہ لعنت کرے اور گمراہ کو قتل کرے، اس کے بعد ہم تو لڑیں۔ اب وہ دونوں نکلے، خدا کی طرف ہاتھوں کو بلند کر کے یہ دعا کی کہ جھوٹے پر عذاب نازل ہو اور جو راہ راست پر ہو وہ گمراہ کو قتل کرے۔

## یزید بن معقل کا قتل:

اس کے بعد دونوں لڑنے کو بڑھے۔ دو دو چوٹیں ہوئی تھیں کہ یزید کا ایک اوچھا سا وار بریرؓ پر پڑا جس سے کوئی ضرر بریرؓ کو نہیں پہنچا۔ بریرؓ نے جو تلوار یزید کو ماری وہ مغز کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی، وہ اس طرح گرا کہ معلوم ہوا کہ پہاڑ سے نیچے آرہا اور بریرؓ کی تلوار اسی طرح شگافِ زخم میں موجود تھی۔ بریرؓ تلوار کو زخم میں سے کھینچ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر رضی بن منقذ عبدی، بریرؓ سے لپٹ گیا۔ کچھ دیر تک کشتی ہوتی رہی۔

## بریرؓ بن حضیر پر حملہ:

بریرؓ اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے تو عبدی چلانے لگا بہادرو کمک کرنے والو! دوڑو۔ اب کعب ازدی نے بریرؓ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے اسے جتا بھی دیا کہ یہ تو قاریٔ قرآن بریرؓ ہیں جو مسجد میں ہم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ کعب نے نیزہ کا وار کیا۔ اس کی سنان بریرؓ کی پشت پر لگی۔ بریرؓ برچھی کھا کر زانو کے بل ہو گئے اور عبدی کی ناک دانتوں سے کاٹ لی۔ اس کے چہرہ کو زخمی کر دیا۔ کعب نے ایسا وار کیا کہ بریرؓ عبدی کے سینہ سے الگ جا رہے اور اس کی برچھی کا پھل بریرؓ کی پشت میں اترا ہوا تھا۔ عبدی خاک جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ازدی سے کہنے لگا تم نے تو ایسا احسان مجھ پر کیا جسے میں کبھی نہ بھولوں گا۔ کعب ازدی میدانِ جنگ سے جب واپس ہوا تو اس کی عورت یا اس کی بہن نواز بنت جابر نے کہا ''تو نے فرزندِ فاطمہؑ کے مقابلہ میں کمک کی، تو نے سید قارئین کو قتل

Publisher: HALQA E ALI/AUL-QADRIA (trust) ... Gulistan e Jauhar, Karachi-75300, Pakistan, email: ...@yahoo.com

کیا، تو کیسے امرِ عظیم کا مرتکب ہوا۔ واللہ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گی''۔ کعب نے اپنی برچھی کی مدح میں اور بنی حرب کی خوشامد میں عبدی پر احسان کرنے کی مفاخرت میں چند شعر کہے۔ عبدی نے اس کے رد میں چند شعر کہے اور اپنی اس دن کی حرکت پر پشیمانی وندامت کا اظہار کیا۔

## علی بن قرظہ کا قتل:

عمروؓ بن قرظہ انصار امام حسین علیہ السلام کی طرف سے لڑنے کو نکلے۔ دو شعر رجز کے پڑھے، ان کا بھائی علی بن قرظہ ابن سعد کے ساتھ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ عمرو بن قرظہ قتل ہو گئے تو پکار کر کہنے لگا اے حسین علیہ السلام کذاب بن کذاب! تم نے میرے بھائی کو گمراہ کیا، اسے دھوکہ دیا، اسے تم ہی نے قتل کیا۔ آپؓ نے جواب دیا خدا نے تیرے بھائی کو گمراہ نہیں کیا، اسے ہدایت کی، تجھے گمراہ کیا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا یا تو تمھیں میں قتل کروں گا یا اس بات کے پیچھے اپنی جان دوں گا، اگر ایسا نہ کروں تو خدا مجھے مارے۔ یہ کہہ کر اس نے آپؓ پر حملہ کیا۔ نافعؒ بن بلال مرادی نے روک کر ایک برچھی ماری کہ لوٹ گیا۔ لشکر والے اس کے بچانے کو آئے اور اٹھا لے گئے۔ پھر اس کی دوا کی گئی، بچ گیا۔

## یزید بن سفیان کا قتل:

حُر جب لشکرِ حسینؑ میں آچکے تو ایک شخص بنی شقرۃ میں سے یزید بن سفیان نام کا کہنے لگا واللہ اگر میں حر کو یہاں سے جاتے ہوئے دیکھتا تو برچھی لے کر اس کے پیچھے دوڑتا۔ مگر جب لڑائی ہونے لگی، دیکھا حر بڑھ بڑھ کر قوم پر حملے کر رہے ہیں، ان کے گھوڑے کے چہرے پر تلواریں پڑ رہی ہیں، اس کا خون بہہ رہا ہے، اس وقت یزید بن سفیان سے حصین بن تمیم جو ابن زیاد کا امیرِ شرطہ تھا (اور اسی کو امام حسین علیہ السلام کے روکنے کیلئے بھیجا تھا، پھر ابن سعد جب آیا تو اس نے حصین کو جمعیتِ شرطہ کے علاوہ زرہ پوش سواروں کا بھی سردار کر دیا تھا) کہنے لگا کیا اسی حر کے قتل کی تم کو آرزو تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ یہ کہہ کر مقابلہ کو نکلا۔ اسے کہا مجھ سے لڑنا چاہتے ہو؟ حر نے کہا ہاں

میں تجھ سے لڑوں گا۔ حر یہ کہہ کر میدان میں آئے کہ حصین بن تمیم کہتا ہے واللہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حریف کی جان اسی کی مٹھی میں ہے اور آتے ہی یزید بن سفیان کو قتل کر ڈالا۔

## مزاحم بن حریث کا خاتمہ:

نافعؓ بن ہلاک اس دن جدال وقتال میں مصروف تھے اور کہتے جاتے تھے انا الجملی انا علیٰ دین علی ۔مزاحم بن حریظ ان سے لڑنے کو یہ کہتا ہوا بڑھا کہ انا علیٰ دین عثمان ۔نافعؓ نے کہا انت علیٰ دین شیطان ۔اور حملہ کرتے ہی اسے قتل کر ڈالا۔ یہ دیکھ کر عمرو بن حجاج پکارا ''اے احمقو! اے اہل کوفہ! تم نہیں جانتے کہ کس سے لڑ رہے ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جو مرنے پر آمادہ ہیں۔ ایک ایک کر کے ان سے ہرگز نہ لڑو۔ یہ تھوڑے سے لوگ ہیں اور تھوڑی سی دیر میں فنا ہو جائیں گے۔ واللہ اگر تم انھیں پتھر اٹھا اٹھا کر مارو تو سب کو قتل کر سکتے ہو''۔ابن سعد نے کہا تو سچ کہتا ہے، یہی رائے ٹھیک ہے۔ لوگوں کو اس نے سخت ممانعت کر دی کہ ایک ایک کر کے نہ لڑیں۔

## حسینیؓ لشکر کا پہلا زخمی:

اسی اثناء میں مسلمؓ بن عوسجہ اسدی انصارِ حسین علیہ السلام میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرے۔ ابن حجاج حملہ کر کے جب پلٹا ہے اور غبار پھٹا تو دیکھا کہ مسلمؓ بن عوسجہ زمین پر پڑے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام ان کے پاس آئے۔ ابھی ذرا جان باقی تھی۔ آپؑ نے فرمایا مسلمؓ بن عوسجہ! خدا تم پر رحم کرے۔

یعنی مجاہدوں میں سے کسی نے اپنی جان فدا کر دی، کوئی انتظار کر رہا ہے، انھوں نے ذرا تغیر وتبدل نہیں کیا۔ پھر حبیبؓ ابن مظاہر نے قریب آ کر کہا اے ابنِ عوسجہ! تمھارے قتل ہونے کا مجھے بڑا قلق ہے، تمھیں بہشت مبارک ہو۔ بہت آہستہ سے جواب دیا خدا تم کو بھی خیر وخوبی مبارک کرے۔ حبیبؓ نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمھارے پیچھے پیچھے اسی وقت میں بھی تمھارے پاس آنے کو ہوں ورنہ یہ کہتا کہ جو جی چاہے اس بات کی وصیت مجھے کرو کہ تم سے قرابت واخوتِ دینی کا جو

Publisher: HALQAE ALIAUL QADRIA (Trust) ... Gulshan ... Karachi-75300, Pakistan email: ...jilanione@yahoo.com

مقتضیٰ ہے، اسی کے مطابق تمھاری وصیت کو میں بجالاؤں۔

## معرکۂ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت:

مسلمؓ بن عوسجہ نے امام حسین علیہ السلام کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا بس ان کے باب میں تم سے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان پر اپنی جان فدا کرنا۔ حبیبؓ نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ جو بی مسلمؓ بن عوسجہ کی روح نے مفارقت کی اور ان کی کنیز ان کا نام لے لے کر بین کرنے لگی، عمرو بن حجاج کے لشکر میں شور مچ گیا کہ ہم نے مسلمؓ بن عوسجہ اسدی کو قتل کیا۔ شبث نے یہ سن کر اپنے پاس کے لوگوں سے کہا ''تم کو موت آئے، اپنے عزیزوں کو اپنے ہی ہاتھ سے قتل کرتے ہو، غیروں کے سامنے خود کو ذلیل کرتے ہو، مسلمؓ بن عوسجہ جیسے شخص کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو۔ سنو! واللہ مسلمانوں میں ان کو بڑے بڑے معرکوں میں مَیں نے بڑی شان کے ساتھ دیکھا ہے۔ آذر بائیجان کے دھاوے میں مَیں نے دیکھا کہ انھوں نے چھ کافروں کو قتل کیا اور ابھی مسلمانوں کے سب سوار آنے بھی نہ پائے تھے۔ بھلا ایسا شخص تم میں سے قتل ہو جائے اور تم خوش ہو رہے ہو؟'' جنھوں نے مسلمؓ بن عوسجہ کو قتل کیا ہے ان کا نام مسلم بن عبداللہ اور عبدالرحمٰن بجلی ہے۔

## عبدؓاللہ بن عمیر کلبی کی شہادت:

شمر ذی الجوشن نے اپنے میسرہ کے ساتھ حضرتؓ کے میسرہ پر حملہ کیا۔ یہ سب لوگ اپنی جگہ سے نہ سرکے۔ شمر کو اور اس کے اصحاب کو برچھیاں مارنے لگے۔ اب امام حسینؑ اور انصارِ حسینؑ پر چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ اسی حملہ میں کلبیؓ قتل ہو گئے۔ انھوں نے پہلے دو شخصوں کو قتل کیا، پھر اور دو کو قتل کیا اور بڑی شدت و جرأت سے حملہ کر رہے تھے کہ ہانی بن شبث حضرمی و بکیر بن حی تمیمی نے ان پر حملہ کیا۔ اور ان ہی دونوں نے انھیں قتل کیا۔ یہ انصارِ حسین علیہ السلام میں سے دوسرے مقتول ہیں۔

Publisher: HALQA E AULIA UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan e-mail: ...@yahoo.com

## اصحابِ حسین علیہ السلام کا شدید حملہ:

آپؓ کے انصار نے بڑی شدت وقوت سے جنگ کی۔ ادھر کُل 32 سوار تھے۔ انھوں نے جب حملہ کیا، جدھر رخ کیا، اہلِ کوفہ کے سواروں کو شکست دی۔ عزرہ بن قیس اہلِ کوفہ کا سر خیل تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے رسالہ کے سوار ہر طرف سے پسپا ہو رہے ہیں، ابن سعد کے پاس عبدالرحمٰن بن حصن کو بھیج کر یہ کہلا بھیجا ''تو دیکھ رہا ہے کہ ان چند سواروں کے مقابلہ میں کتنی دیر سے میرا رسالہ منتشر ہو رہا ہے؟ ان کیلئے پیادوں کو اور تیر اندازوں کو جلدی بھیج''۔

## شبث بن ربعی کا لڑنے سے گریز:

ابن سعد نے شبث بن ربعی سے کہا تم ان سے لڑنے کو نہ جاؤ گے؟ اس نے کہا ''سبحان اللہ! اس شخص کو جو قومِ عرب اور تمام اہلِ شہر کا بزرگ ہو، اس سے تم چاہتے ہو کہ تیر اندازوں کو لے کر جائے؟ تمھیں کوئی دوسرا نہیں ملتا جو اس کام کی حامی بھرے؟ اور میری ضرورت نہ ہو''۔ غرض شبث لڑنے سے پہلو تہی کرتا رہا۔ ایک شخص نے معصب کے عہدِ حکومت میں شبث کو یہ کہتے سنا کہ ''اہل کوفہ کو خیر وخوبی کبھی خدا نصیب نہ کرے گا، ان کو کبھی راہ راست کی توفیق نہ دے گا۔ تعجب کی بات ہے کہ ہم لوگ پانچ برس تک علیؓ بن ابی طالبؓ کے ساتھ، پھر ان کے فرزند کے ساتھ رہ کر بنی امیہ سے کشت وخون میں مشغول رہے ہوں، پھر ہم ہی لوگ اولادِ معاویہ وپسرِ فاحشہ کے ساتھ ان کے دوسرے فرزند سے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہو، کشت وخون کریں؟ ہائے گمراہی! ہائے زیاں کاری!''

ابن سعد نے حسین بن تمیم کو پکارا اور تمام زرہ پوش سواروں اور پانسو تیر اندازوں کے ساتھ اسے روانہ کیا۔ یہ لوگ امام حسین علیہ السلام وانصارِ حسین علیہ السلام پر حملہ کرنے کو بڑھے۔ قریب پہنچے تو ان پر تیر برسانے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو پے کر دیا۔ سب کے سب پیادہ ہو گئے۔

## حرؓ کی شمشیر زنی:

ایوب بن شرح کہتا تھا واللہ! حر کے گھوڑے کو میں نے پے کیا، اس کے حلق میں تیر اتار دیا۔ پس وہ ڈگمگایا، حرؓ اس کی پشت سے اس طرح کود پڑا معلوم ہوا جیسے کوئی شیر تلوار کھینچ کر میدان میں آ گیا۔ اس وقت حر کی زبان سے یہ شعر نکلا:

ان تعقر و ابی فانا ابن الحر

اشجع من ذی لبدٍ هزیر

یعنی میرے گھوڑے کو پے کر دیا تو کیا ہوا میں شیر ببر سے بڑھ کر بہادر و شریف ہوں۔

## ابن مشرح کا بیان:

ابن مشرح کہتا تھا ''حر کی طرح تیغ زنی کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا''۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو ہی نے حر کو قتل کیا۔ کہا ''نہیں واللہ! میں نے نہیں کیا، کسی اور شخص نے قتل کیا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں نے اسے قتل کیا ہوتا''۔ یہ سن کر ابوالوداک نامی ایک شخص پوچھنے لگا آخر یہ کیوں؟ کہنے لگا ''لوگوں کا خیال ہے کہ حر نیک بندوں میں سے تھا اور اگر ایسا ہی ہے تو واللہ میں خدا کے سامنے ایک زخم لگانے کا اور میدان میں آنے کا گناہ گار ہوں نہ یہ کہ کسی کو قتل کرنے کا گناہ لے کر خدا کے سامنے جاؤں''۔ ابوالوداک نے کہا ''میں تو سمجھتا ہوں کہ ان سب لوگوں کا خون گردن پر لئے ہوئے خدا کے سامنے تو جائے گا، یہ تو سمجھ لے کہ تو نے اس کو تیر مارا، اس کے گھوڑے کو پے کر دیا، دوسرے کو نشانہ بنایا، میدان میں شریک ہی رہا، ان لوگوں پر تو نے حملے کئے، ان سے قتال کرنے پر اپنے اصحاب کو ابھارتا رہا، اپنے جتھے کو بڑھاتا چلا گیا، تجھ پر حملہ ہوا تو بھاگنے کو ننگ سمجھا۔ اگر تیرے ساتھ والوں میں سے ایک شخص نے جو کچھ تجھے کرتے دیکھا وہی خود بھی کیا اور ایسا ہی کسی اور نے بھی کیا اور کسی اور نے بھی۔ تجھ ایسے شخص نے اور اس کے اصحاب نے ضرور خون ریزی کی ہے۔ بس تم سب کے سب ان سب لوگوں کے خون بہانے میں شریک ہو''۔ کہنے لگا اے

ابو الوداک! تم تو رحمتِ خدا سے ہم کو مایوس کیے دیتے ہو؟ قیامت کے دن ہمارا حساب کتاب اگر تمھارے ہاتھ میں آئے اور تم ہمیں بخش دو تو خدا تمھیں نہ بخشے۔ کہا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہی بات ہے۔

## حسینیؓ خیموں پر حملہ:

ایسی شدید جنگ خدائی کے پردہ پر نہ ہوئی ہوگی جیسی اس روز ہوئی۔ دو پہر ہونے کو آئی اور کوفیوں کو ایک رخ کے سوا کسی دوسری طرف سے انصارِ حسین علیہ السلام پر حملہ کرنا ممکن نہ ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے خیام ایک ہی مقام پر تھے۔ خیمہ سے خیمہ متصل تھا۔ یہ دیکھ کر ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ داہنی اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں تو وہ لوگ گھر جائیں۔ تین چار اشخاص انصارِ حسین علیہ السلام میں سے خیموں کے بیچ میں آ آ کر جسے دیکھتے تھے خیمہ اکھاڑ رہا ہے اور تاراج کر رہا ہے، اسی پر حملہ کرتے تھے، قتل کر ڈالتے تھے۔ قریب سے تیر مارتے تھے اور اسے ہلاک کرتے تھے۔ ابن سعد نے اب یہ حکم دیا کہ خیمہ کے اندر کوئی نہ جائے نہ اکھاڑنے کا قصد کرے۔ ان سب خیموں میں آگ لگا دو۔ آگ لگا دی گئی، خیمے جلنے لگے۔ یہ دیکھ کر انصار سے آپؑ نے کہا یہ لوگ خیمے جلاتے ہیں تو جلانے دو، خیموں میں آگ لگ جائے گی تو اس رخ سے دشمن حملہ نہ کرسکیں گے۔ جیسا آپؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ ایک رخ کے سوا دوسری طرف سے وہ لوگ یورش نہ کرسکے۔

## ام وہبؓ کی شہادت:

اسی حالت میں زوجہ کلبی اپنے شوہر کی لاش پر آئیں، ان کے سرہانے بیٹھ گئیں۔ گرد وغبار ان کے چہرہ سے پاک کرتی جاتی تھیں اور کہہ رہی تھیں تم کو بہشت میں جانا مبارک ہو۔ شمر نے رستم نامی غلام سے کہا مار لٹھ اس عورت کے سر پر۔ سر پاش پاش ہوگیا، اسی جگہ وہ مرگئیں۔

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (Trust) st-8, block D-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ پر شمر کا حملہ:

خاص آپؓ کے خیمہ پر شمر نے حملہ کیا۔ برچھی مار کر پکارا آگ لاؤ، میں اس خیمہ کو اور لوگوں کو جو اس میں ہیں جلا ڈالوں۔ بیبیاں چلاتی ہوئی باہر نکل آئیں۔ آپؓ نے پکار کر کہا ''اے پسر ذی الجوشن! تو آگ منگا رہا ہے کہ میرے گھر کو میرے اہلبیتؓ کو جلا ڈالے۔ خدا تجھے آگ میں جلائے۔'' حمید بن مسلم نے شمر سے کہا ''سبحان اللہ! ایسی حرکت نہیں مناسب۔ تو چاہتا ہے دو دو گناہ اپنے سر لے۔ چاہتا ہے اس قسم کا عذاب کرے جو خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور اس طرح بچوں کو اور عورتوں کو قتل کرے۔ واللہ! مردوں کو تیرا قتل کر ڈالنا امیر کے خوش کر دینے کو کافی ہے۔ شمر نے پوچھا تو کون ہے؟ حمید نے کہا میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ دل میں ڈرا کہ حاکم کو خبر کر کے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچائے۔ اسی مقام پر ایک اور شخص پہنچ گیا۔

## شمر بن ذی الجوشن کی پسپائی:

حمید سے زیادہ شمر اس کی بات کو سنتا تھا۔ وہ شبث بن ربعی تھا۔ کہنے لگا ''جو کلمہ تیری زبان سے نکلا، اس سے بدتر میں نے تو نہیں سنا اور جو حرکت تو کرنا چاہتا ہے اس سے بدتر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ ارے تو عورتوں کو دھمکاتا ہے؟'' شمر کو کچھ حیا آئی اور پلٹنے کا قصد کیا۔ اس وقت حضرت زہیرؓ بن قیس نے اپنے اصحاب میں سے دس شخصوں کو ساتھ لے کر اس پر اور اس کے اصحاب پر حملہ کیا۔ ان سب کو پسپا کیا، خیمہ کے پاس سے دور کیا۔ ابو مزہ ضبابی کو گرا دیا اور قتل کر ڈالا۔ یہ شخص شمر کے اصحاب میں تھا۔

## حضرت حبیبؓ بن مظاہر کی شہادت:

بھاگے ہوئے لوگ پھر پلٹ پڑے اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہوگئے۔ انصارِ حسین علیہ السلام میں سے کوئی نہ کوئی قتل ہو جاتا تھا۔ اگر ان میں ایک یا دو شخص بھی قتل ہوتے تھے تو لشکر میں کمی صاف معلوم ہوتی تھی۔ ادھر کے کتنے ہی قتل ہو جائیں، ان کی کثرت میں کمی نہیں ہوتی

تھی۔ یہ حال دیکھ کر ابو ثمامہؓ صائدی نے آپؓ سے کہا ”یا ابا عبداللہؓ! میری جان آپؓ پر فدا! یہ لوگ آپؓ سے قریب آ گئے اور واللہ جب تک آپؓ کی نصرت میں مَیں قتل نہ ہو جاؤں، انشاء اللہ آپ قتل نہ ہوں گے۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ نماز کا وقت قریب ہے۔ اس نماز کے بعد حق تعالیٰ سے ملاقات کروں“۔ یہ سن کر آپؓ نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا خدا تم کو نماز گزاروں میں اہل ذکر میں محسوب کرے کہ تم نے نماز کا ذکر کیا، ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے۔ ان لوگوں سے پوچھا کہ ہم کو اتنی مہلت دیں کہ نماز پڑھ لیں۔ حصین بن تمیم نے کہا نماز قبول ہی نہ ہو گی۔ حبیبؓ بن مظاہر نے جواب دیا تیرے زعم میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نماز تو قبول نہ ہو گی اور تیرے نماز او گدھے! قبول ہو گی؟ ابن تمیم نے یہ سن کر حملہ کیا۔ حبیبؓ نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری۔ وہ الف ہوا، یہ گھوڑے سے گرا۔ اس کے اصحاب دوڑے اور اٹھا لے گئے، اسے بچا لیا۔ حبیبؓ رجز پڑھتے جاتے تھے اور بڑے شد و مد سے شمشیر زنی کر رہے تھے کہ بنی تمیم کے ایک اور شخص نے بڑھ کر برچھی کا وار کیا۔ حبیبؓ گر کر اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تمیم نے ان کے سر پر تلوار ماری اور وہ گر گئے۔ مرد تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا۔ حصین نے کہا یہ سر تو ذرا مجھے دے دے، میں اپنے گھوڑے کے گلے میں لٹکا دوں، لوگ دیکھ لیں اور اتنا جان جائیں کہ میں بھی ان کے قتل میں شریک ہوں پھر یہ سر مجھ سے تم لے لینا۔ ابن زیاد کے پاس جانا، ان کے قتل کا جو صلہ تم کو ملے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تمیمی نے کہنا اس کا نہ مانا۔ اس کی قوم والوں نے دونوں کے درمیان پڑ کر اسی بات پر صلح کروا دی۔ اس نے حبیبؓ کا سر حصین کو دے دیا۔ یہ اپنے گھوڑے کے گلے میں سر کو ڈال کر تمام لشکر میں پھر آیا اور اس سر کو پھر تمیمی کے حوالے کر دیا۔

## قاسم بن حبیب کا انتقام:

یہ لوگ جب کوفہ میں واپس آئے تو حبیبؓ کے سر کو اپنے گھوڑے کے سینہ پر لٹکائے ہوئے تمیمی ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قاسم بن حبیب نے باپ کا سر اس سوار کے پاس دیکھا۔ اس

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust)

وقت بالغ ہونے کے قریب ان کا سن ہو چکا تھا۔ بس جب سے اس سوار کے پیچھے پیچھے پھرنا لڑکے نے اختیار کیا۔ وہ نکلتا تو یہ بھی نکلتا۔ سوار کو کچھ بدگمانی ہوئی۔ کہنے لگا اے فرزند! تو میرے پیچھے پیچھے کیوں رہا کرتا ہے؟ اس نے کہا کوئی سبب نہیں۔ کہا کوئی سبب ضرور ہے، مجھ سے بیان کر۔ کہا یہ میرے باپ کا سر تیرے پاس ہے، مجھے دے دے کہ میں اسے دفن کر دوں۔ کہنے لگا اے فرزند! اس کے دفن کرنے پر امیر راضی نہ ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس کے قتل کے صلہ میں امیر مجھ سے بہت اچھا عوض کرے گا۔ لڑکے نے کہا خدا تو تجھ سے بہت برا عوض کرے گا، واللہ تو نے اپنے سے بہتر شخص کو قتل کیا۔ یہ کہہ کر وہ لڑکا رونے لگا۔ غرض لڑکا اسی فکر میں رہا اور اب وہ بالغ بھی ہو گیا۔ مگر اس کے سوا جرأت نہ ہوئی کہ باپ کے قاتل کی تاک میں لگا رہے، موقع پا جائے تو باپ کا بدلہ اس سے لے اور اس کے عوض میں قتل کرے۔ آخر معصب بن زبیر کے عہدِ حکومت میں جس زمانہ میں کہ معصب نے باجمیرا پر فوج کشی کی تھی، قاسم بن حبیب اس لشکر میں آیا، اپنے باپ کے قاتل کو دیکھا کہ ایک خیمہ میں ہے۔ جب سے اس نے اس کی تاک میں آمد و رفت جاری رکھی اور موقع کا منتظر رہا۔ ایک دن دوپہر کو قیلولہ کے وقت اسے جا کر تلواریں ماریں کہ ٹھنڈا ہو کر رہ گیا۔

## زہیرؓ بن قیس اور حُرؓ کی شجاعت:

ایک روایت یہ ہے کہ حبیبؓ بن مظاہر جب قتل ہو گئے تو امام حسینؑ کا دل ٹوٹ گیا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو اور اپنے انصار کو خدا کے حوالے کیا۔ اب حُرؓ نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ ان کے ساتھ شریک ہو کر زہیرؓ بن قیس نے بھی بہت شدید قتال کیا۔ ان دونوں میں ایک شخص حملہ کرتا تھا۔ جب وہ دشمنوں میں گھر جاتا تھا تو دوسرا حملہ کر کے اسے چھڑا لیتا تھا۔ ایک ساعت تک اسی طرح یہ دونوں شمشیر زنی کرتے رہے۔ اس کے بعد پیادوں کے جمِ غفیر نے ہجوم کر کے حُرؓ کو قتل کیا۔

ابو ثمامہؓ صائدی نے اپنے ابن عم کو جو اُن کے دشمنوں کے ساتھ تھا، قتل کیا۔



Publisher: HALQAE ALVI FUL QADRIA (Trust) st-8, Block 10-A Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...jilani...@yahoo.com

## نمازِ خوف:

اس کے بعد سب نے نمازِ ظہر پڑھی۔ یہ نمازِ خوف تھی جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ان لوگوں نے پڑھی۔ ظہر کے بعد پھر بہت شدت سے کشت و خون ہونے لگا۔ دشمن امام حسین علیہ السلام تک پہنچ گئے۔ یہ دیکھ حنفی آپؑ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپؑ کو اور آپؑ کے انصار کو بچانے کیلئے تیروں کا نشانہ خود بن گئے۔ وہ آپؑ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور داہنی طرف سے اور بائیں جانب سے ان پر تیر پڑ رہے تھے، آخر تیر کھاتے کھاتے گر گئے۔

## حضرت زہیرؓ بن قیس کا رجز:

زہیرؓ بن قیس نے بڑی شدت سے شمشیر زنی کی۔ رجز پڑھتے جاتے تھے اور امام حسین علیہ السلام کے شانہ ہاتھ رکھ کر یہ اشعار پڑھ رہے تھے (مضمون:)

اے مہدی ہادیؑ! بڑھیئے! اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، علی مرتضےؑ، حسنؑ، ذوالجناحین جعفرؑ، شیر خدا حمزہؓ سے ملاقات کیجئے۔

اسی حالت میں کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس نے حملہ کر کے زہیرؓ کو قتل کیا۔

## حضرت نافعؓ بن ہلال کی شجاعت و شہادت:

حضرت نافعؓ بن ہلال جملی نے تیروں کے سوناروں پر اپنا نام لکھا تھا۔ زہر میں بجھے ہوئے تیر لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے میں جملی ہوں اور دینِ علیؑ پر ہوں۔ پسر سعد کے اصحاب میں سے بارہ شخصوں کو انھوں نے قتل کیا۔ کچھ لوگ زخمی بھی ہوئے۔ ان پر وار ہوا اور دونوں بازوان کے ٹوٹ گئے۔ زندہ گرفتار ہو گئے۔ شمر اور اس کے اصحاب انھیں دھکیلتے ہوئے پسر سعد کے پاس لائے۔ ابن سعد نے کہا اے نافعؓ! تم نے اپنے نفس کے ساتھ ایسی برائی کیوں کی؟ نافعؓ نے کہا میرے ارادے کا حال خدا خوب جانتا ہے۔ ان کی داڑھی پر خون بہتا جاتا تھا اور کہہ رہے تھے میں نے زخمیوں کے علاوہ بارہ شخصوں کو تمھارے قتل کیا اور پھر مجھے ذرا پشیمانی بھی نہیں، میرے دست و

Publisher: HALQA-E ALIA-UL QADRIA (trust) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

بازو ٹوٹ نہ گئے ہوتے تو مجھے تم اسیر نہ کر سکتے۔ شمر نے ابن سعد سے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے، اسے قتل کیجئے۔ ابن سعد نے کہا تو ہی ان کو لے کر آیا ہے، قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل بھی تو ہی کر۔ شمر نے تلوار کھینچی تو نافعؓ نے کہا "واللہ اگر تو مسلمان ہوتا تو ہم لوگوں کا خون گردن پر لے کر خدا کے سامنے جانا تجھے شاق ہوتا۔ شکر ہے خدا کا کہ جو لوگ بدترین خلائق ہیں، ان کے ہاتھوں ہماری موت اس نے مقدر کی"۔ اسی کے بعد شمر نے ان کو قتل کیا۔

## پسرانِ عزرہ غفاری کی تمنا:

اب شمر رجز پڑھتا ہوا انصارِ حسین علیہ السلام کی طرف بڑھا۔ انصار نے یہ دیکھا کہ قاتلوں کا بڑا ہجوم ہے، نہ اب وہ امام حسین علیہ السلام کو بچا سکتے ہیں نہ خود کو۔ سب کو یہ آرزو ہوئی کہ آپؑ کے سامنے ہی قتل ہو جائیں۔ عزرہ غفاری کے دونوں فرزندوں عبداللہؓ و عبدالرحمنؓ آپؑ کے پاس آئے اور کہا "یا اباعبداللہؑ! علیک السلام! دشمن نے ہمیں آپؑ کے ساتھ گھیر لیا۔ ہماری آرزو ہے کہ آپؑ کے سامنے قتل ہو جائیں، آپؑ کو دشمنوں سے بچاتے جائیں، ان کے نرغہ کو ہٹاتے جائیں"۔ آپؑ نے فرمایا مرحبا! آؤ میرے قریب آجاؤ۔ دونوں آپؑ کے قریب آ کر رجز پڑھ پڑھ کر شمشیر زنی کرنے لگے۔

## سیفؓ و مالکؓ کی بے قراری:

سیفؓ بن حارث و مالکؓ بن عبد دونوں آپس میں بنی عم تھے۔ ماں دونوں کی ایک تھیں۔ یہ دونوں جابری نوجوان روتے ہوئے آپؑ کے پاس آئے۔ آپؑ نے فرمایا "بچو! کیوں روتے ہو؟ واللہ! میں تو جانتا ہوں اب تھوڑی ہی دیر میں تم خوش ہو جاؤ گے"۔ انھوں نے جواب دیا "ہم آپؑ پر فدا ہو جائیں۔ اپنے لئے ہم نہیں روتے۔ آپؑ کے حال پر ہمیں رونا آتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپؑ نرغہ میں ہیں اور ہم آپؑ کو بچا نہیں سکتے"۔ آپؑ نے جواب دیا میری حالت پر محزوں ہونے کی جزا، میرے ساتھ ہمدردی کرنے کا عوض اے فرزندو! حق تعالیٰ تمھارے ساتھ کرے جیسا

Publisher: HALQA E AULIA E QADRIA (Regd.) st-6, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

ثواب کہ نیک بندوں کو وہ دیتا ہے۔

## حنظلہؓ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے خطاب:

اسی اثناء میں حنظلہؓ بن اسعد شبامی آپؑ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ پکار پکار کر کہنے لگے یا قوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل داب قوم نوحٍ و عادٍ و ثمود۔ و الذین من لعلهم۔ وماالله یرید ظلماً للعباد۔ یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد۔ یوم تولون مدبرین مالکم من الله من عاصم ومن یضلل الله فماله من هاد۔ یاقوم لاتقتلوا حسیناً فینستحتکم الله بعذاب. وقدخاب من الفتریٰ۔ یعنی اے میری قوم والو! مجھے ڈر ہے کہ تم لوگوں پر جنگ احزاب کا سا عذاب نازل ہو گا جیسا کہ قومِ نوحؑ وعادؑ وثمودؑ پر اور ان کے بعد والوں پر نازل ہوا اور خدا بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم کے لوگو! مجھے تمھارے لئے روزِ قیامت کا ڈر ہے۔ جس روز کہ تم پیٹھ پھیرے ہوئے بھاگتے پھرو گے اور خدا کی طرف سے تمھارا کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اور سنو! جسے خدا گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راہ پر لگانے والا نہیں ملتا۔ اے میری قوم کے لوگو! حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرو کہ خدا عذاب نازل کر کے تم کو تباہ نہ کر دے۔ اور سنو جس نے (خدا پر) بہتان کیا وہ زیاں کار رہے۔

## حضرت حنظلہؓ بن اسعد کی شہادت:

حضرت حنظلہؓ کا یہ کلام سن کر آپؑ نے فرمایا "رحمک اللہ ابن اسعد! یہ لوگ تو اسی وقت سے سزاوارِ عذاب ہو چکے جب تم نے ان کو حق کی طرف پکارا اور انھوں نے تمھارے قول کو رد کر دیا۔ تمھارا اور تمھارے اصحاب کا خون بہانے کو آمادہ ہو گئے۔ اور یہ لوگ تو تمھارے برادرانِ صالح کو بھی قتل کر چکے"۔ حنظلہؓ نے کہا "میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں، آپؑ نے سچ فرمایا، آپؑ مجھ سے افقہ ہیں اور اس منصب کے احق ہیں۔ کیا ابھی ہم بھائیوں سے ملنے کو نہ جائیں"۔ آپؑ نے اجازت دی کہ جاؤ دار البقاء کی طرف جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حنظلہؓ نے کہا السلام علیکم ابا عبداللہؑ! خدا آپؑ



Publisher: HALQA-E-ALI/IA-UL-QADRIA (trust) ...st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

پر اور آپؑ کے اہلبیتؑ پر صلواۃ بھیجے اور ہم کو آپؑ کو بہشت میں ملائے۔ آپؑ نے یہ سن کر دوبار آمین کہی۔ حنظلہؓ آگے بڑھے، شمشیر زنی کرتے رہے، یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

## حضراتِ سیفؓ و مالکؓ کی شہادت:

حنظلہؓ کے بعد دونوں نوجوان جابری آگے بڑھے، مڑ مڑ کر آپؑ سے کہتے جاتے تھے ''السلام علیکم یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم!'' آپؑ نے ان دونوں کے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ ان دونوں نے قتال کیا اور قتل ہو گئے۔

## حضرت شوذبؓ کی شہادت:

حضرت عابسؓ بن ابی شبیب شاکری اپنے غلام آزاد شوذبؓ کو ساتھ لئے ہوئے آئے۔ شوذبؓ سے پوچھا کہو کیا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا ارادہ کیا ہے؟ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے فرزند کی طرف سے میں بھی آپؑ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کروں گا اور قتل ہو جاؤں گا۔ عابسؓ نے کہا ''مجھے تجھ سے یہی امید تھی، پھر اگر جینا نہیں منظور ہے تو اباعبداللہؑ کے سامنے جا کر تجھے رخصت کروں، اگر اس وقت تجھ سے بڑھ کر میرا کوئی عزیز ہوتا تو میری خوشی یہی تھی کہ میرے سامنے آتا اور میں اسے رخصت کرتا۔ آج کا دن وہ دن ہے کہ جتنا ہم سے ہو سکے ثواب لوٹ لیں۔ بس آج کے بعد عملِ خیر کا موقع نہیں۔ پھر روزِ حساب آنے والا ہے''۔ حضرت شوذبؓ نے امام حسین علیہ السلام کو جا کر سلام کیا، لڑنے کو نکلے اور یہاں تک جنگ کی کہ قتل ہو گئے۔

## حضرت عابسؓ بن ابی شبیب کی شجاعت و شہادت:

حضرت عابسؓ بن ابی شبیب نے اب آپؑ سے یہ عرض کیا کہ ''یا اباعبداللہؑ! آپؑ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قریب یا بعید واللہ مجھے عزیز نہیں ہے۔ اگر اپنی جان دینے سے اور خون بہانے سے بڑھ کر کوئی ایسی بات ہوتی کہ میں آپؑ کو مصیبت سے اور قتل سے بچا سکتا تو میں وہ بھی کر گزرتا۔ السلام علیک یا اباعبداللہؑ! میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ آپؑ اور آپؑ کے پدر بزرگوار کی

Publisher: HALQA E ALIJAH UL GADRIA (trust) St-8, Block 20-A, Gulistan e Jauhar, Karachi-75290, Pakistan. email: ...@yahoo.com

ہدایت پر میں قائم ہوں''۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے۔ان کی پیشانی پر ایک زخم کا نشان بھی تھا۔ ربیع بن تمیم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا۔ یہ اور معرکوں میں بھی ان کو دیکھ چکا تھا، یہ بہت بڑے بہادر تھے۔ ربیع نے لوگوں سے کہا یہ شیر میدانِ دغا ہے، یہ عابسؓ بن ابی شبیب ہے، تم میں سے کوئی شخص اس سے لڑنے کو ہر گز نہ جائے۔ عابسؓ نے پکارنا شروع کیا'' کیا ایک کے مقابلے میں کوئی ایک نہ نکلے گا؟'' ابن سعد نے حکم دیا کہ پتھر پھینک پھینک کر اس شخص کو چور کر دو۔ چاروں طرف سے پتھر آنے لگے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے اپنی زرہ اور مغفر کو اتار ڈالا اور ان لوگوں پر حملہ کیا۔ ربیع کہتا ہے واللہ یہ دو سو سے زیادہ آدمی جو بھاگ کھڑے ہوئے مگر بھاگے ہوئے پھر پلٹ پڑے، ہر طرف سے حملہ کر دیا اور وہ قتل ہو گئے۔ میں نے چند لوگوں کے ہاتھ میں ان کا سر دیکھا۔ یہ کہتا تھا میں نے قتل کیا، وہ کہتا تھا میں نے قتل کیا ہے۔ سب کے سب ابن سعد کے پاس آئے۔ اس نے کہا کیوں جھگڑتے ہو، اس شخص کو ایک برچھی نے قتل نہیں کیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کا جھگڑا چکایا۔

## ضحاك بن عبدالله مشرقی:

ضحاک بن عبداللہ مشرقی نے جب دیکھا کہ انصارِ حسین علیہ السلام کام آگئے اور اب آپؑ پر اور آپؑ کے اہلبیتؑ پر دشمنوں کو دسترس حاصل ہو گئی ہے اور سویدؓ بن عمرو خثعمی و بشیرؓ بن عمرو حضرمی کے سوا انصار میں کوئی باقی نہ رہا تو اس نے آپؑ سے کہا'' یا ابنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے جو بات آپؑ سے کہی تھی وہ آپؑ کو معلوم ہے۔ میں نے یہی کہا تھا کہ جب تک کسی شخص کو آپؑ کی طرف سے قتال کرتے ہوئے دیکھوں گا میں بھی قتال کئے جاؤں گا، جب دیکھوں گا اب کوئی لڑنے والا نہیں رہا تو میں بھی چلا جاؤں گا، اس پر آپؑ نے فرمایا تھا کہ اچھا چلے جانا''۔ آپؑ نے جواب دیا تو سچ کہتا ہے، مگر اب کیونکر جا سکتا ہے، اگر جا سکتا ہے تو نکل جا۔ یہ سن کر ضحاک اپنی گھوڑی کے پاس آیا، اس نے جب دیکھا کہ انصار کے گھوڑوں کو دشمن پے کر رہے ہیں تو اپنی گھوڑی کو اپنے رفیقوں

Publisher: HALQA E ALIA UL QADRIA (Trust) ... Karachi-75300, Pakistan email ...@yahoo.com

کے ایک خیمہ میں جو سب کے بیچ میں تھا، چھپا دیا تھا اور خود پیادہ جنگ میں مشغول تھا۔ اس نے اس دن دو شخصوں کو قتل کیا تھا اور ایک کا ہاتھ اڑا دیا تھا۔ آپؑ نے اس کیلئے دعا کی تھی کہ تیرا ہاتھ کبھی شل نہ ہو، خدا تیرے ہاتھ کو نہ قطع کرے۔

## ضحاک کو میدانِ جنگ سے جانے کی اجازت:

غرض جب اسے اجازت مل گئی تو اس نے خیمہ سے گھوڑی کو نکالا اور اس کی پیٹھ پر جا بیٹھا، کوڑا مارا۔ گھوڑی نے سموں پر بوجھ دیا تھا کہ اس نے لوگوں کے انبوہ پر اسے ڈال دیا۔ سب نے راستہ دے دیا۔ ان میں سے پندرہ شخصوں نے اس کا تعاقب کیا۔ شط فرات پر ایک قریہ شقیہ قریب واقع تھا، وہاں تک یہ جا پہنچا۔ یہ لوگ بھی اس کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اب اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔ کثیر بن عبداللہ شعبی اور ایوب بن مشرح خیوانی اور قیس بن عبداللہ صائدی نے اسے پہچان کر کہا یہ تو ضحاک بن عبداللہ ہمارا ابن عم ہے، خدا کے واسطے اس پر ہاتھ نہ ڈالو۔ ان لوگوں میں تین شخص بنی تمیم سے تھے، پکار اٹھے "واللہ! تو اپنے بھائیوں اور اپنے ساتھ والوں کا کہنا کریں گے، ان کے ابن عم پر ہاتھ نہ ڈالیں گے"۔ جب ان تینوں تمیمیوں نے ان تین شخصوں کے ساتھ اتفاق کیا تو اور لوگ بھی اس کے تعاقب سے باز آئے۔ اس طرح خدا نے اسے بچالیا۔

## یزید بن زیاد کا رجز و شہادت:

روایت ہے کہ بنی بہدلہ میں سے ابوشعثاء اور یزید بن زیاد، امام حسین علیہ السلام کے سامنے آکر دو زانوں ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور سو تیر دشمنوں کو مارے۔ ان مین سے پانچ تیر خطا ہوگئے۔ یہ شخص قدر انداز تھے۔ جب تیر سر کرتے تھے تو کہتے تھے (ترجمہ) یعنی میں بنی بہدلہ سے ہوں جو لوگ کہ شہ سوارِ لشکر ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کہتے جاتے تھے بارِ خدایا ان کے نشانہ کو صائب اور بہشت انھیں نصیب کر۔ سب تیر لگا چکے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا پانچ تیروں کے سوا میرا کوئی تیر خطا نہیں ہوا اور مجھے یقین ہے کہ پانچ شخصوں کو میں نے قتل کیا۔ انصار میں سے جو لوگ

Published: HALQA E ALVIA UL QADRIA (trust) Plot-8, Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

پہلے ہی قتل ہوگئے، یہ بھی ان میں سے ہیں۔ ان کے رجز کا یہ مضمون تھا کہ میرا نام یزید ہے، میرے باپ کا نام مہاجر، میں شیر بیشہ شجاعت ہوں۔ خداوند میں حسین علیہ السلام کا ناصر ہوں اور ابن سعد کا ساتھ میں نے چھوڑ دیا اور اس سے دوری اختیار کی۔ پہلے یہ ابن سعد کے لشکر میں تھے، جب انھوں نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام نے جتنی شرطیں پیش کیں وہ سب رد کی گئیں تو انصارِ حسین علیہ السلام میں آکر مل گئے اور مشغولِ قتال رہے، یہاں تک کہ قتل ہوگئے۔

## عمرؓ بن خالد، سعدؓ اور جابرؓ بن حارث کی شہادت:

آپؑ کے انصار میں سے عمرؓ بن خالد صیداوی اور ان کے غلام آزاد سعدؓ اور جابرؓ بن حارث سلمانی اور مجمعؓ بن عبداللہ عائدی نے لڑائی شروع ہوتے ہی حملہ کر دیا تھا۔ تلواریں کھینچے ہوئے دشمنوں کے انبوہ میں در آئے۔ جب لڑتے ہوئے دور تک نکل گئے تو بھاگے ہوئے پلٹ پڑے۔ لوگ انھیں گھیرنے لگے اور ان کے اصحاب اور ان کے درمیان حائل ہوگئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عباسؓ بن علیؑ نے حملہ کیا اور ان لوگوں کو نرغہ سے نکال لائے۔ سب زخمی ہوگئے تھے۔ دشمنوں کو قریب آتے دیکھ کر پھر تلواریں کھینچ کھینچ کر جا پڑے اور ایک ہی جگہ لڑتے لڑتے سب قتل ہوگئے۔ یہ واقعہ شروع جنگ میں ہوا۔

آپؑ کے انصار میں سے بس سویدؓ بن عمرو خثعمی باقی رہے اور وہ آپؑ کے ساتھ تھے۔

## حضرت علیؑ بن حسین علیہ السلام کی شہادت:

اولادِ ابو طالبؑ میں سب سے پہلے حضرت علیؑ اوسط ابن حسین علیہ السلام قتل ہوئے۔ والدہ لیلیٰ بنت ابو مرہ ثقفی تھیں۔ یہ دشمنوں پر حملہ کرنے لگے اور بار بار اس مضمون کا رجز پڑھنے لگے ''میرا نام علیؑ بن حسین علیہ السلام ہے، قسمِ کعبہ! ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قریب تر ہیں۔ واللہ پسرِ ابن سمیہ کے حکم کو ہم نہ مانیں گے''۔ مرہ بن منقد عبدی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا یہ جوان میری طرف سے اسی طرح لڑتا ہوا اور یہی کلمہ کہتا ہوا گزرے اور میں اس کے ماتم میں اس کے باپ



Publisher: HALQA-E-AULIA-UL-QADRIA (trust), Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

کو نہ رلاؤں تو سارے عرب کی پھٹکار مجھ پر ہو۔ حضرت علی اوسط علیہ السلام شمشیر زنی کرتے ہوئے اس کی طرف گزرے۔ مرہ نے سامنے آ کر انھیں برچھی ماری، وہ گرے۔ دشمنوں نے گھیر لیا، تلواریں مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

## حمید بن مسلم کا بیان:

حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے اپنے کان سے سنا کہ امام حسین علیہ السلام کہہ رہے ہیں ''خدا ان لوگوں کو قتل کرے اے فرزند! جنھوں نے تجھے قتل کیا۔ خدا پر اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آبروریزی پر کس قدر ان کی جرأت بڑھی ہوئی ہے۔ بس تیرے بعد دنیا پر خاک ہے''۔ میں نے دیکھا ایک بی بی دوڑ کر نکل آئیں۔ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نے طلوع کیا۔ پکار رہی تھیں ''اے بھیا! اے میرے بھتیجے!'' میں نے لوگوں سے پوچھا تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سیدہ زینبؑ بنت سیدہ فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ وہ آئیں اور حضرت علیؑ اوسط کی لاش پر گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام ان کا ہاتھ تھامے ہوئے خیمہ میں ان کو لے گئے اور لڑکوں کو ساتھ لے کر لاش پر آئے۔ حکم دیا کہ بھائی کی لاش کو اٹھاؤ۔ لڑکے لاش کو مقتل سے اٹھا لے گئے۔ جس خیمہ کے سامنے میدانِ کارزار تھا وہیں لاش کو لٹا دیا۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے فرزند حضرت عبدؑاللہ کو عمرو بن صبیح صدائی نے تیر مارا۔ عبدؑاللہ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا کہ سر کو نیزے سے بچائیں۔ تیر ہاتھ کو چھیدتا ہوا ماتھے تک پہنچ گیا۔ اب یہ ہاتھ کو ذرا جنبش نہ دے سکتے تھے۔ پھر اس نے ہٹ کر دوسرا تیر ان کے قلب پر مارا۔

## حضراتِ عونؓ و محمدؓ کی شہادت:

اب چار طرف سے دشمنوں کا ہجوم ہو گیا۔ عبداللہ بن قطبہ طائی نے حضرت عونؑ بن عبدؑاللہ بن جعفرؑ پر حملہ کر کے انھیں قتل کیا۔ عامر بن نہشل نے حضرت عونؑ کے بھائی حضرت محمدؑ پر حملہ کر کے قتل کیا۔

Publisher: FALAQ-E-ALI (A.S.) QADRIA (trust) St-8, Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanionline@yahoo.com

## حضراتِ عبدؓالرحمن و جعفرؓ پسرانِ عقیلؓ کی شہادت:

عثمان بن خالد جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عقیلؓ پر جا پڑے۔ دونوں نے مل کر انھیں قتل کیا۔ عبداللہ بن عزرہ خثعمی نے حضرت جعفرؓ ابن عقیلؓ کو تیر مار کر قتل کیا۔

## حضرت قاسمؑ بن امام حسن علیہ السلام کی شہادت:

حمید بن مسلم نے ایک طفل کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے معرکہ کی طرف بڑھا۔ کہتا ہے اس کے گلے میں کرتا تھا، پاؤں میں پائجامہ۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی نعلین میں سے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا۔ ان کو دیکھ کر عمرو بن سعید ازدی مجھ سے کہنے لگا اسے تو واللہ میں قتل کروں گا۔ میں نے کہا ''سبحان اللہ! اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے؟ انصارِ حسین علیہ السلام میں سے یہ لوگ جن کو تم نے گھیر لیا ہے بس ان کا قتل ہو جانا تجھے کافی ہے''۔ اس نے جواب دیا واللہ اسے تو میں قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار مار کر پلٹا۔ وہ طفل منہ کے بل گر پڑا، چچا چچا کہہ کر پکارا۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے اور شیرِ غضب ناک کی طرح آپؑ نے حملہ کیا۔ عمرو کو تلوار ماری، اس نے تلوار کو ہاتھ پر روکا۔ ہاتھ اس کا کہنی کے پاس سے جدا ہو گیا، وہ چلایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔ اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ سے بچا کر لے جائیں۔ گھوڑے اس کی طرف پلٹ پڑے۔ ان کے قدم اٹھ گئے۔ سواروں کو لئے اس کو پائمال کرتے گزر گئے۔ آخر میں وہ مر گیا۔

## حضرت قاسم علیہ السلام کی شہادت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا اضطراب:

غبار فرو ہوا تو دیکھا امام حسین علیہ السلام اس طفل کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ آپؑ یہ فرما رہے ہیں ''خدا سمجھے ان لوگوں سے جنھوں نے تجھے قتل کیا، جن سے

Publisher: HALQA E ALIA E QADRIA (Reg) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email

قیامت کے دن تیرے جد بزرگوار تیرے خون کا دعویٰ کریں گے۔ واللہ چچا پر یہ امر شاق ہے کہ تو پکارے وہ جواب نہ دے سکے۔ جواب دے بھی تو اس سے تجھے کچھ نفع نہ ہو۔ واللہ! تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں، مددگار کم رہ گئے"۔ پھر آپؑ نے ان کو گود میں اٹھالیا۔ میں نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام ان کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے، دونوں پاؤں ان کے زمین پر گھسٹے ہوئے جارہے تھے، میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ انھوں نے گود میں کیوں اٹھالیا۔ دیکھا کہ ان کی لاش کو اپنے فرزند حضرت علی اکبر علیہ السلام کے پہلو میں اور جو لوگ ان کے خاندان کے گرداگرد قتل ہوئے تھے، ان کی لاشوں میں لٹا دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ **قاسم بن امام حسن علیہ السلام** ہیں۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام پر ابن نسیر کندی کا حملہ:

امام حسین علیہ السلام اس دن پہروں اس حالت میں رہے کہ جو شخص آپؑ کی طرف بڑھتا، آپؑ کے قریب پہنچ کر واپس چلا آتا تھا۔ آپؑ کے قتل کرنے اور اس گناہ عظیم کے سر لینے سے جھجک جاتا تھا۔ اس اثناء میں مالک بن نسیر کندی نے آپؑ کے سر پر تلوار ماری۔ کلاہ برنس آپؑ پہنے ہوئے تھے، تلوار برنس کو کاٹتی ہوئی سر تک پہنچ گئی، زخم کے خون سے ٹوپی لبریز ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا "تجھے اس ضرب کا نفع کھانا پینا نصیب نہ ہو۔ خدا تیرا حشر ظالموں کے ساتھ کرے"۔ یہ فرما کر آپؑ نے ٹوپی کو اتار ڈالا۔ ایک اور ٹوپی منگوا کر پہنی اور عمامہ باندھ لیا۔ اس وقت آپؑ خستہ و زمین گیر ہوگئے تھے۔ کندی نے آکر ٹوپی اٹھالی۔ یہ ٹوپی خز کی تھی۔ جب اس کے بعد یہ اپنی زوجہ ام عبداللہ بن حُر کے یہاں گیا، ٹوپی کا خون دھونے بیٹھا، عورت نے کہا ہائے بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند کی ٹوپی لوٹ کر تو میرے گھر میں لایا ہے، لے جا اسے یہاں سے۔ لوگ کہتے ہیں سخت محتاجی میں وہ مبتلا رہا اور اسی حالت میں مر گیا۔

Publisher: FALAQ E AULIA UL QADRIA (trust) ... 7 C 300 Pakistan email: jilanicp@yahoo.com

## حضرت عبدؓاللہ بن حسین علیہ السلام کی شہادت:

آپؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ کو آپؓ کے پاس کوئی لے آیا۔ آپؓ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ یہ بچہ عبدؓاللہ بن حسین علیہ السلام تھے۔ بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا، بچہ ذبح ہو گیا۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کے زخم میں چلّو لگا دیا۔ دونوں چلّو خون سے بھر گئے تو زمین پر اس خون کو پھینک دیا۔ اس کے بعد کہا بارِ خدایا! تو نے آسمان سے ہمارے لئے اگر نصرت نہیں نازل کی تو جو اس سے بہتر ہے وہ ہم کو دے اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ ابن عقبہ غنوی نے حضرت ابو بکرؓ بن حسنؓ کو تیر مار کر قتل کیا۔ اسی خاندان کے کسی شاعر نے کہا ہے:

وعند غنی قطرۃ" من رعائنا

وفی اسدٍ اخریٰ تعد وتذکر

یعنی ہمارے خون کی ایک بوند قبیلہ غنی کی گردن پر اور دوسری بوند بنی اسد کی گردن پر ہے جس کا ذکر ہوتا رہے گا۔

## حضراتِ عبدؓاللہ و جعفرؓ و عثمانؓ پسرانِ علی علیہ السلام کی شہادت:

کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ بن علیؑ نے حضراتِ عبدؓاللہ و جعفرؓ و عثمانؓ سے کہا میرے جائے بھائیو! تم مجھ سے پہلے ہی جاؤ کہ میں تمہارا وارث ہو جاؤں، تمہاری تو کوئی اولاد نہیں ہے۔ وہ اس حکم کو بجالائے، ان سے پہلے ہی قتل ہو گئے۔ حضرت عبدؓاللہ بن علیؑ کو ہانی حضرمی نے قتل کیا۔ ان کو قتل کر کے پھر اس نے حضرت جعفرؓ بن علیؑ پر حملہ کیا۔ انھیں قتل کر کے سر ان کا لئے ہوئے آیا۔ حضرت عثمانؓ بن علیؑ کو خولی بن یزید الصبحی نے تیر مارا اور بنی دارم کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے انھیں قتل کیا اور سر ان کا کاٹ لیا۔ پھر ایک مرد دارمی نے حضرت محمدؓ بن علیؑ کو تیر مار کر قتل کیا اور ان کا سر لے آیا۔

Publisher: HALQA E AL/IA UL QADRIA (trust) ... Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## ہانی حضرمی کا بیان:

ہانی حضرمی کہتا ہے قتلِ حسین علیہ السلام کے روز میں بھی موجود تھا۔ دس سواروں میں سے میں بھی ایک سوار تھا۔ گھوڑے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ میں نے واللہ ایک لڑکے کو دیکھا کہ خیمہ کی ایک کڑی ہاتھ میں لئے ہوئے نکل آیا۔ کرتا پائے جامہ پہنے ہوئے تھے۔ ڈرتا ہوا کبھی داہنی طرف دیکھتا، کبھی بائیں جانب، اس کے کانوں میں بندے تھے۔ جب ادھر ادھر دوڑتا تھا تو بندوں کے ہلنے کی تصویر میری آنکھوں میں اس وقت تک پھر رہی ہے۔ ایک شخص گھوڑے کو ایڑ کرتا ہوا بڑھا، اس طفل کے قریب آ کر گھوڑے سے جھکا، اسے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اصل میں یہ حرکت خود ہانی حضرمی نے کی تھی، اپنا نام چھپاتا تھا کہ لوگ ناراض ہوں گے۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام پر پیاس کا غلبہ:

پیاس کی شدت جب ہوئی تو آپؑ پانی کی طرف آئے۔ حصین بن تمیم نے آپؑ کو تیر مارا، دہانہ پر آ کر لگا۔ آپؑ خون کو منہ سے لیتے جاتے تھے اور آسمان کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔ اس کے بعد خدا کا شکر بجالائے اور حمد و ثناء کی۔ پھر دونوں ہاتھوں کو ملا کر کہا اللھم احصھم عددا واتمھم بدد ولا تذر علی وجہ الارض منھم احدا یعنی خداوند! ان سے گن گن کر بدلہ لے، ان کو چن چن کر ان میں سے کسی کو روئے زمین پر نہ چھوڑ۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کی ابانی کو بددعا:

ایک روایت یہ ہے کہ آپؑ کے لشکر پر جب دشمنوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو آپؑ مسناۃ پر سوار ہوئے۔ فرات کی طرف رخ کیا۔ بنی ابان میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا ارے ندی کے اور ان کے درمیان حائل ہو جاؤ، کہیں ان کے شیعہ کمک کو نہ دوڑیں۔ آپؑ نے گھوڑے کو تازیانہ مارا تھا کہ لوگ پیچھے دوڑے، آپؑ کے اور فرات کے بیچ میں حائل ہو گئے۔ آپؑ نے اس ابانی کے حق میں بددعا کی کہ خداوندا اسے تشنگی میں مبتلا کر۔ ابانی نے تیر مارا کہ آپؑ کی تھوڑی کے نیچے پیوست ہو گیا۔



Publisher: HALQA-E-ALI-UL QADRIA (Regd) Plot-8, Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...maniac...@yahoo.com

اس تیر کو آپؑ نے کھینچ کر زخم میں دونوں چلو لگا دیئے۔ خون دونوں چلوؤں میں بھر گیا۔ آپؑ نے فرمایا خداوند! تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نواسے کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے، میں اس کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ بہت کم زمانہ گزرا تھا کہ خدا نے ابانی کو پیاس میں مبتلا کیا۔ کسی طرح اس کی تشنگی بجھتی ہی نہ تھی۔ پانی ٹھنڈا کیا جاتا تھا، اس میں شکر ڈالی جاتی تھی، دودھ کے قدحے بھرے ہوئے تھے، پانی کے مٹکے، وہ یہی کہے جاتا ارے پانی پلاؤ، پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ ایک مٹکی یا ایک قدح جس سے سارا گھر چھک جائے اسے دیا جاتا تھا۔ ڈگڈگا کے سب پی لیتا تھا، برتن سے منہ ہٹا کر ذرا لیٹا تھا کہ پھر پکارا ارے پانی پلاؤ، پیاس مجھے مار ڈالتی ہے۔ قاسم بن اصبغ نے یہ تماشہ دیکھا تھا، وہ کہتے ہیں واللہ! تھوڑے ہی دنوں میں اس کا پیٹ اس طرح تڑک گیا جیسے اونٹ کا پیٹ۔

## حسینیؑ چشموں پر شمر کی پیش قدمی وواپسی:

شمر ذی الجوشن کوفیوں میں سے کوئی دس پیادوں کو ساتھ لے کر اس خیمہ کی طرف چلا جس میں امام حسین علیہ السلام کے عیال اور اسباب تھا۔ یہ لوگ بڑھے اور آپؑ کے اور اس خیمہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا "وائے ہو تم پر! اگر تم لوگوں کا کوئی دین نہیں ہے، قیامت کا تمھیں خوف نہیں ہے تو امورِ دنیا میں تو شرفاء اور بھلے مانسوں کا طریق اختیار کرو۔ میرے گھر کو، میرے عیال کو جاہلوں اور نالائقوں سے بچاؤ"۔ شمر نے کہا اچھا اے ابن فاطمہؑ! یہی ہوگا۔

## شمر اور ابوالجنوب جعفی میں سخت کلامی:

اب وہ پیادوں کو لئے ہوئے آپؑ کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں میں ابوالجوب جعفی اور قثعم بن عمرو جعفی اور صالح بن وہب یزنی اور سنان بن انس نخعی اور خولی بن یزید اصجی تھے۔ شمر انھیں قتل کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ یہ سر سے پاؤں تک سلاح جنگی سجائے ہوئے تھا۔ اس سے کہا حسین علیہ

السلام کی طرف بڑھو۔ ابوالجنوب نے کہا خود کیوں نہیں بڑھتا؟ کہا تو اور میرے ساتھ اور ایسا کلام؟ جواب دیا کہ تو اور میرے ساتھ ایسا کلام؟ اس نے اسے سخت سست کہا۔ ابوالجنوب بہت دلیر تھا۔ کہنے لگا واللہ تیری آنکھ کو برچھی کی نوک سے گھنگول ڈالوں گا۔ شمر یہ سن کر اس کے پاس سے سرک گیا۔ کہتا جاتا تھا واللہ مجھے موقع ملا تو تجھ سے سمجھوں گا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام پر حملہ:

اس کے بعد شمر پیادوں کو لئے ہوئے آپؑ کی طرف بڑھا۔ آپؑ حملہ کرتے تھے تو سب بھاگ جاتے تھے۔ اس کے بعد دشمنوں نے سب طرف سے آپؑ کو گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمہ سے نکلا اور آپؑ کے پاس آنے لگا۔ آپؑ کی بہن حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اس طفل کے پیچھے دوڑیں کہ اسے روکیں۔ آپؑ نے پکار کر کہا زینبؑ! اسے روکو۔ طفل نے کہنا نہ مانا، دوڑتا ہوا آپؑ کے پاس پہنچا، پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے آپؑ پر تلوار اٹھائی کہ وار کرے۔ بچہ نے کہا او خبیث! تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے۔ اس نے آپؑ پر وار کیا، بچہ نے اس کی تلوار کو روکنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا۔ ہاتھ قلم ہو کر لٹک گیا، بس ایک تسمہ لگا رہ گیا تھا۔ بچہ اماں اماں کہہ کر چلایا تو امام حسین علیہ السلام نے اس کو سینہ سے لپٹا لیا۔ کہا کہ ''اے میرے بھائی کے لختِ جگر! اس مصیبت پر صبر کر، اسے اپنے حق میں بہتر سمجھ۔ خداوند تعالیٰ اب تجھ کو تیرے بزرگوں سے ملا دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور علیؑ بن ابی طالبؑ اور حمزہؑ اور جعفرؑ اور حسنؑ بن علی رضی اللہ علیہم اجمعین کے پاس پہنچا دے گا''۔ حمید بن مسلم کہتا ہے اس دن میں نے امام حسین علیہ السلام کو کہتے سنا ''خداوند ان لوگوں کو آسمان کی بارش سے، زمین کی برکتوں سے محروم کر دے گا۔ اگر تو انھیں کچھ مہلت دے تو ان میں تفرقہ ڈال دے۔ ان کو فرقہ فرقہ کر کے متفرق کر دے۔ ان کے حکام کو ان سے کبھی راضی نہ ہونے دے۔ انھوں نے ہمیں بلایا تھا نصرت کرنے کو اور ہم ہی پر حملہ کرنے کو دوڑے اور انھوں نے ہمیں قتل کیا''۔ پھر جو پیادے ہجوم کئے ہوئے تھے، آپؑ نے ان سے مقابلہ کیا۔ سب کے سب پسپا

Publisher: HAQ GAL ALVIA UL GALRIA (RUS) ... Gulshan-e-Iqbal, Karachi 75300 Pakistan. email: ...@yahoo.com

ہو گئے۔

## بحر بن کعب کا انجام:

آپؓ کے انصار میں تین یا چار شخص باقی رہ گئے تو آپؓ نے ایک مضبوط پائجامہ برو یمانی منگایا جس کی بناوٹ میں روئی کے بونڈوں کے ریزے دکھائی دے رہے تھے، پھر اسے چاک کیا، پھاڑ ڈالا۔ آپؓ کو اندیشہ یہ تھا کہ قتل کرنے کے بعد مجھے برہنہ نہ کردیں۔ یہ دیکھ کر آپؓ کے بعض اصحاب نے کہا اس کے نیچے جانگیہ بھی ہوتی تو اچھا تھا، کہا وہ بہت ذلیل لباس ہے مجھے نہیں پہننا چاہیئے۔ لیکن آپؓ کے قتل ہوجانے کے بعد بحر بن کعب نے اس پائجامہ کو اتار کر آپؓ کو برہنہ ڈال دیا۔ جب سے اس کے ہاتھ ایسے ہوگئے تھے کہ جاڑوں میں دونوں ہاتھوں سے پانی ٹپکا کرتا تھا اور گرمیوں میں لکڑی کی طرح سوکھ کر رہ جاتے تھے۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت:

عبداللہ بن عمار پر لوگوں نے عتاب کیا کہ تو بھی قتلِ حسین علیہ السلام میں شریک تھا۔ عبداللہ نے کہا میں نے تو بنی ہاشم پر احسان کیا۔ پوچھا احسان تو نے کیا کیا؟ کہا میں نے برچھی تان کر حسین علیہ السلام پر حملہ کیا تھا، ان کے قریب پہنچا اور واللہ میں چاہتا تو انھیں برچھی مار دیتا، پھر میں ان کے پاس سے ہٹ آیا اور میں نے دل میں کہا میں کیوں انھیں قتل کروں، کوئی قتل کرے تو کرے۔ میں نے دیکھا ان کے داہنے بائیں جو پیادے نرغہ کئے ہوئے تھے انھوں نے آپؓ پر حملہ کیا۔ آپؓ نے داہنی طرف کے پیادوں پر حملہ کر کے سب کو منتشر کردیا۔ بائیں جانب کے پیادوں پر حملہ کر کے سب کو منتشر کردیا۔ آپؓ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور خز کا قمیض گلے میں تھی۔ واللہ! کسی ایسے بے کس اور بے بس کو جس کی اولاد، اہلبیتؓ و انصار سب قتل ہو چکے ہوں، اس دل سے اور اس حواس سے اور اس جرأت سے لڑتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ واللہ نہ ان سے پیشتر ان کا مثل دیکھنے میں آیا نہ ان کے بعد کہ ان کے داہنے یا بائیں لوگ اس طرح بھاگ رہے تھے جسے

Publisher: HALQA-E-AULIA-E-QADRIA (Trust) st-8, block-D-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: halqaniche@yahoo.com

گرگ کے حملہ کرنے سے بکریاں بھاگتی ہیں۔ اسی حالت میں ان کی بہن حضرت سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا خیمہ سے نکل آئیں۔ واللہ ان کے کان کے بندے ہلتے ہوئے اب تک میری نگاہ میں ہیں۔ کہہ رہی تھیں ہائے آسمان زمین پر پھٹ نہیں پڑتا۔ ابن سعد اس وقت امام حسین علیہ السلام کے قریب آیا تو کہنے لگیں اے ابن سعد! حسین علیہ السلام قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے؟ میں نے دیکھا کہ ابن سعد کے آنسو نکل آئے، داڑھی تک بہتے ہوئے گئے اور اس نے حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ آپؑ خز کا جبہ پہنے ہوئے تھے، عمامہ باندھے ہوئے تھے، دسمہ کا خضاب کئے ہوئے تھے، پیدل ہو کر اس طرح قتال کر رہے تھے جیسے کوئی ساونت شہسوار فاصلہ سے خود کو بچاتا ہے، کمین گاہوں سے اپنا موقع ڈھونڈتا جائے، سواروں پر حملہ کرتا جائے اور قتل ہونے سے پہلے آپؑ کو یہ کہتے میں نے سنا "میرے قتل کرنے پر کیا تم آمادہ ہو؟ سن رکھو! واللہ میرے بعد کسی ایسے بندہ کو بندگانِ خدا سے تم نہ قتل کرو گے جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا ناراض ہو تم سے۔ مجھے تو امید ہے واللہ کہ تمھیں ذلیل کر کے حق تعالیٰ مجھ پر کرم کرے گا۔ پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔ تم مجھے قتل کیا تو کیا، واللہ تم لوگوں میں خدا آپس میں کشت و خون ڈلوا دے گا اور تمھاری خون کی ندیاں بہا دے گا اور اس پر بھی بس نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ عذاب الیم کو تمھارے لئے چند در چند کر دے گا"۔ اور بہت دیر تک آپؑ اسی حالت میں رہے۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام پر یورش:

لوگ قتل کرنا چاہتے تو ممکن تھا لیکن ایک کے پیچھے ایک چھپتا تھا۔ یہ چاہتا تھا وہ اس کام کو کرے، وہ چاہتا تھا یہ کرے۔ آخر شمر نے پکار کر کہا وائے تم لوگوں پر اس شخص کے باب میں اب کیا انتظار ہے تمھیں؟ ارے مائیں تمھاری تم کو روئیں اسے قتل کرو۔ اب ہر طرف سے آپؑ پر حملہ ہوا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے وار کیا۔ دست چپ کی ہتھیلی پر اس کی ضرب پڑی۔ پھر اس ہٹ گئے۔ اس

وقت آپؓ اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے۔

## شہادتِ حضرت امام حسین علیہ السلام:

پھر اسی حالت میں سنان بن نخعی نے آپؓ کو برچھی ماری۔ آپ گر پڑے تو اس نے خولی بن یزید اصبحی سے کہا کہ سر کاٹ لے۔ خولی نے ارادہ کیا مگر اس سے یہ کام ہو نہ سکا، کانپنے لگا۔ سنان بن انس نے کہا خدا تیرے بازوؤں کو توڑے، تیرے ہاتھوں کو قطع کرے۔ یہ کہہ کر وہ اتر کے آپؓ کی طرف بڑھا، آپؓ کو ذبح کیا اور آپؓ کا سر کاٹ لیا اور خولی کو دے دیا۔ ذبح ہونے سے پہلے بہت سی تلواریں بھی آپؓ پر پڑ چکی تھیں۔ سر جدا کرنے سے پہلے سنان بن انس کی یہ حالت تھی کہ جسے دیکھتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے قریب آرہا ہے اس پر حملہ کر بیٹھتا تھا، اسے یہ ڈر تھا کہ مجھے ہٹا کر کہیں وہی سر نہ لے جائے۔

## اہلِ بیتؑ سے ناروا سلوک:

آپؓ جو لباس پہنے ہوئے تھے، وہ بھی لٹ گیا۔ بحر بن کعب نے پائجامہ لیا، قیس بن اشعث نے چادر اتار لی۔ جب سے اس کا نام قیس قطیفہ مشہور ہو گیا یعنی چادر والا۔ اسود نے نعلین آپؓ کی اتار لیں۔ بنی نہشل کے ایک شخص نے تلوار نکال لی۔ اس کے بعد وہ حبیب بن بدیل کے خاندان میں آگئی، پھر یہ لوگ ورس (زعفران) اور پوشاک اور اونٹوں کی طرف جھکے اور یہ سب چیزیں لوٹ لے گئے۔ پھر اہلِ حرم اور مال و متاع کے لوٹنے کو گئے۔ یہ حال تھا کہ ایک بی بی کے سر سے چادر کوئی اتارتا تھا، دوسرا اس سے چھین کر لے جاتا تھا۔

## معرکۂ کربلا کے آخری شہید:

آپؓ کے انصار میں سوید بن عمرو زخموں میں چور ہو کر کشتوں میں پڑے تھے۔ انھوں نے لوگوں کو کہتے سنا کہ امام حسین علیہ السلام قتل ہو گئے۔ ذرا چونکے تو دیکھا کہ تلوار تو ان کوئی لے گیا ہے مگر ایک چھری ان کے پاس موجود ہے۔ اس چھری سے کچھ دیر تک وہ لڑتے رہے۔ آخر عروہ بن

Publisher: HALQ-E-ALVIA UL QADRIA (trust) Gulistan-e-Johar Block 10-A, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

بطار تغلبی اور زید بن رقاد جنبی نے مل کر انھیں قتل کیا اور یہ سب کے آخر میں قتل ہوئے۔

## حضرت علیؑ اصغر بن حسین علیہ السلام:

حمید بن مسلم کہتا ہے میں حضرت علیؑ اکبر بن حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ وہ فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے۔ شمر اپنے ساتھ پیادوں کو لئے ہوئے ادھر آیا۔ وہ کہتے جاتے تھے کیا اسے قتل نہ کریں؟ میں نے کہا سبحان اللہ! ہمیں یہ نہیں چاہیئے کہ اطفال کو قتل کریں، یہ تو ابھی اطفال میں داخل ہیں۔ پھر جس کو میں ان کی طرف آتے دیکھتا تھا اسے ٹال دیتا تھا۔ آخر ابن سعد آیا، فوج کو ہدایت کی، اس نے کہا دیکھو عورتوں کے خیمہ میں ہر گز کوئی نہ جائے اور اس بیمار لڑکے سے کوئی تعرض نہ کرے اور جس نے ان کا اسباب کچھ لوٹا ہو وہ واپس کر دے لیکن کسی نے کوئی چیز بھی واپس نہیں کی۔ حضرت علیؑ بن حسین علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے شخص! تجھے جزائے خیر ملے، تیرے کہنے سے واللہ مجھ پر سے آفت ٹل گئی۔

## سنان بن انس:

لوگوں نے سنان بن انس سے کہا "علیؑ کے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو تو نے قتل کیا۔ عرب میں سب سے بڑے مرتبہ والے شخص کو جو اس ارادہ سے آیا تھا کہ ان لوگوں کی سلطنت کو زائل کر دے تو نے قتل کیا۔ امیروں کے پاس جا اور صلہ ان سے مانگ۔ اگر وہ قتلِ حسین علیہ السلام کے صلہ میں اپنے خزانے تجھے عطا کر دیں تو وہ بھی کم ہیں"۔ سنان یہ سن کر گھوڑے پر سوار ہوا، بڑا دلیر اور شعر بھی کہتا تھا۔ اور کچھ اسے سنک بھی تھی۔ وہ ابن سعد کے سراپردہ کی طرف آیا۔ دروازہ پر کھڑا ہوا اور پکار پکار کر یہ دو شعر پڑھے (مضمون:

میرے اونٹوں کو چاندی سونے سے لدوا دیمیں نے
بادشاہ بلند مرتبہ کو قتل کیا۔ جو شخص ماں باپ کی طرف
سے بہترین خلق ہیا ور نسب میں سب سے بہتر ہے

میں نے اسے قتل کیا

ابن سعد نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تو دیوانہ ہے، کبھی تو ہوش میں آیا ہی نہیں، اسے میرے پاس کوئی لے آئے۔ جب اسے ابن سعد کے سامنے لے کر گئے تو اس نے ایک لکڑی اسے ماری اور کہا ''او دیوانے! یہ کلمہ تو زبان سے نکالتا ہے؟ واللہ! اگر ابن زیاد سنتا تیری گردن مارتا''۔

## عقبہ بن سمعان اور مرقع بن ثمامہ:

پھر ابن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا۔ یہ شخص حضرت ربابؓ بنت امراء القیس کلبیہ کا غلام آزاد تھا۔ اور حضرت ربابؓ، حضرت سکینہؓ بنتِ حسین علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ ابن سعد نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک زر خرید غلام ہوں۔ یہ سن کر ابن سعد نے اسے چھوڑ دیا۔ بس اس کے سوا ان لوگوں میں سے کوئی نہیں بچا۔ ہاں مرقع بن ثمامہ اسدی نے بھی اس وقت اپنے تیر بکھرا دیئے تھے اور دونوں زانوں ٹیک کر تیر افگنی کر رہا تھا کہ اس کے پاس کچھ لوگ اس کے خاندان کے آئے۔ اس نے کہا تو ہمارے ساتھ آ، تیرے لئے امان ہے۔ یہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ جب ابن زیاد کے پاس ان لوگوں کو لے کر ابن سعد گیا اور سب حال اس شخص کا بیان کیا تو ابن زیاد ن اس شخص کو موضع زراہ کی طرف شہر بدر کر دیا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسم کی پامالی:

اس کے بعد ابن سعد نے اپنے ساتھ والوں میں یہ منادی کی کہ کون کون لوگ اپنے گھوڑوں سے امام حسین علیہ السلام کو پامال کریں گے؟ یہ سن کر دس شخص نکلے۔ ان میں اسحٰق بن حیوہ حضرمی بھی تھا جس نے آپؑ کی قمیض اتار لی تھی اور آخر مبروص ہو گیا تھا۔ اور ان لوگوں میں اجش بن مرثد حضرمی بھی تھی۔ یہ دسوں سوار آئے اور اپنے گھوڑوں سے امام حسین علیہ السلام کو پامال کیا۔ اس طرح کہ ان کے سینہ و پشت کو چور چور کر دیا۔ اس کے بعد ہی اجش کو ایک تیر کہیں سے آ کے لگا۔ وہ ابھی میدانِ قتال میں موجود تھا، تیر اس کے قلب میں پر پڑا، وہ مر گیا۔

Publisher: HALQA-E-ALI-UL-QADRIA (Regd.) ... Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

## شہدائے کربلا:

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بہتر (72) شخص قتل ہوئے۔ ان کے قتل ہونے کے ایک دن بعد مقام غاضریہ میں جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انھوں نے مل کر ان لوگوں کو دفن کیا۔ ابن سعد کے اصحاب میں سے اٹھاسی قتل ہوئے اور زخمی ان کے علاوہ تھے۔ ابن سعد نے اپنے اصحاب کی لاشوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔

## سرِ حسین علیہ السلام کی روانگی کوفہ:

امام حسین علیہ السلام کے قتل ہوتے ہی ان کے سر کو اسی دن خولی کے ہاتھ حمید بن مسلم کو ساتھ کر کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ خولی سر کو لئے ہوئے ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ یہ اپنے گھر چلا آیا۔ سر کو ایک لگن کے نیچے ڈھانک کر رکھ دیا۔ اس کی دو عورتیں تھیں۔ ایک بنی اسد میں کی اور ایک حضرمی تھی، اس کا نام نوار تھا۔ یہ رات اسی کے پاس رہنے کی تھی۔ جب وہ فرشِ خواب پر آیا تو نوار نے پوچھا ''کیا خبر ہے؟ تو کیا لے کر آیا ہے؟'' اس نے کہا ''تمام دنیا کی دولت تیرے پاس لے کر آیا ہوں۔ تیرے خیمہ میں حسین علیہ السلام کا سر لے کر آیا ہوں''۔ نوار نے کہا ''تف ہے تجھ پر، لوگ سونا چاندی لے کر آئے اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند کا سر لایا ہے۔ واللہ! میں اور تو دونوں ایک خیمہ میں اب کبھی نہ رہیں گے''۔ نوار یہ کہہ کر بستر سے اٹھی اور سیدھی اسی گھر میں گئی جہاں آپؑ کا سر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے زنِ اسدیہ کو بلا لیا۔ نوار بیٹھی ہوئی سر کو دیکھتی رہی، وہ کہتی ہے واللہ آسمان سے ایک نور کا عمود اس لگن تک تھا، میں برابر دیکھتی رہی اور سفید سفید پرندے اس کے گرداگرد اڑ رہے تھے۔ صبح ہوئی تو وہ سرِ اقدس کو ابنِ زیاد کے پاس لے گیا۔

Publisher: FALQ-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) st-8, Block 20-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: falaniche@yahoo.com

## اہلِ بیتؑ کی روانگئ کوفہ:

ابن سعد نے اس دن وہیں مقام کیا۔ دوسرے دن صبح کو حمید بن بکیر کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی منادی کردے۔ وہ اپنے ساتھ آپؑ کی بیٹیوں اور بہنوں اور بچوں کو سوار کر کے چلا اور حضرت علیؑ بن حسین علیہ السلام بیمار تھے۔ یہ بیبیاں جب آپؑ کی لاش اور آپؑ کے عزیزوں اور فرزندوں کی لاشوں کی طرف سے گزریں تو آہ و نالہ کرنے لگیں اور منہ پیٹنے لگیں۔ قرۃ بن قیس تمیمی کہتا ہے میں گھوڑا بڑھا کر قریب گیا، ان عورتوں کو میں نے دیکھا، میں نے ایسی عورتیں کبھی نہیں دیکھی تھیں، واللہ آہوانِ صحرائی سے بڑھ کر حسین تھیں، **مجھے خوب یاد ہے حضرت زینبؑ بنت فاطمہؑ کا یہ کہنا کبھی نہیں بھولوں گا جس وقت اپنے بھائی کی لاش پر پہنچیں تو کہتی تھیں "وامحمداہ وامحمداہ! ملائکۂ آسمان کہ صلوٰۃ آپ ﷺ پر ہو، حسین علیہ السلام میدان میں پڑے ہیں، خون میں ڈوبے ہوئے ہیں، تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ یا محمداہ! آپ ﷺ کی بیٹیاں بندی جاتی ہیں، آپ ﷺ کی ذریت قتل کی گئی۔ ہوا ان کی لاش پر خاک ڈال رہی ہے۔" یہ سن کر واللہ دوست دشمن سب رو دیئے۔** پھر باقی لاشوں کے سر جدا کیے گئے۔ شمر اور قیس بن اشعث و عمرو بن حجاج کے ساتھ بہتر سر روانہ کیے گئے۔ ان لوگوں نے ان سروں کو ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا۔

## سرِ حسین علیہ السلام سے ابنِ زیاد کی گستاخی:

حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلا کر اپنے اہل و عیال کے پاس بھیجا کہ ان کو خوشخبری سناؤں کہ اللہ نے اسے فتح دی اور عافیت سے گزری۔ میں جا کر سب کو اطلاع کر آیا۔ **واپس آیا تو**

Publisher: HALQA E ALWIA E QADRIA (trust)

دیکھا ابن زیاد لوگوں سے ملنے کو دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت دینے کو لوگ آ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی اس نے اندر بلا لیا اور سب کو بھی اذن دیا۔ اندر جانے والوں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام کا سر اس کے سامنے رکھا ہے اور ان کے دانتوں کو ایک ساعت تک وہ چھڑی سے کھٹکھٹاتا رہا۔ زیدؓ بن ارقم نے جب دیکھا کہ چھڑی سے کھٹکھٹانا نہیں موقوف کرتا تو کہا ان دانتوں پر سے ہٹا اس چھڑی کو، اس وحدہٗ لاشریک کی قسم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر پیار کرتے تھے۔ یہ کہا اور وہ پیر مرد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھے رلائے، اگر تو پیرِ فرتوت نہ ہوتا جس کی عقل جاتی رہی ہے تو واللہ میں تیری گردن مارتا۔ زیدؓ یہ سن کر وہاں سے اٹھے اور چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد لوگوں میں اس بات کا چرچا ہو رہا تھا کہ زیدؓ بن ارقم نے واللہ ایسی بات کہی کہ ابن زیاد سن پاتا تو انھیں قتل کرتا۔ حمید نے پوچھا کیا بات انھوں نے کہی۔ کہا وہ ادھر سے یہ کہتے ہوئے گزرے ملک عبد" عبدًا فاتخذھم تلدا "غلام نے غلام کو حاکم بنا دیا۔ اس نے تمام بندگانِ خدا کو اپنا خانہ زاد بنا لیا۔ آج سے اے قومِ عرب! تم سب غلام ہو گئے۔ تم نے فرزندِ سیدہ فاطمہؑ کو قتل کیا اور پسرِ مرجانہ کو اپنا حاکم بنا لیا کہ وہ نیک لوگوں کو تم میں سے چن چن کر قتل کر رہا ہے اور شریر لوگوں کو غلام بنا رہا ہے۔ تم نے ذلت کو گوارا کر لیا۔ جس نے ذلت کو گوارا کر لیا خدا مارے اس کو"۔

## حضرت سیدہ زینب بنتِ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا:

امام حسین علیہ السلام کے سر کے ساتھ ان کے اہل و عیال، ان کی بہنیں، سب کے سب ابنِ زیاد کے سامنے لائے گئے۔ حضرت سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ذلیل سا لباس پہن لیا تھا، ہیئت اپنی بدل دی تھی۔ کنیزیں آپؑ کو گھیرے ہوئے تھیں۔ جب داخل ہوئیں تو آپؑ بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا یہ جو بیٹھی ہوئی ہے کون عورت ہے؟ آپؑ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے تین دفعہ پوچھا اور آپؑ نے ہر دفعہ جواب نہیں دیا۔ اب کے آپؑ کی کسی کنیز نے کہا یہ زینبؑ بنتِ

Publisher: FALAQ-E-ALVIA-UL-QADRIA (Trust) ... Karachi-75300, Pakistan, e-mail: ...jilanione@yahoo.com

فاطمہؓ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا شکر ہے خدا کا جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا، قتل کیا، تمھاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا۔ آپؓ نے جواب دیا "شکر ہے خدا کا جس نے محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو عزت دی، ہم کو طیب وطاہر کیا، تو نے جو کہا ایسا نہیں ہے، رسوا وہ ہوتا ہے جھوٹا وہ ہوتا ہے جو فاسق وفاجر ہو"۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھ لیا کہ تمھارے خاندان والوں سے خدا نے کیا سلوک کیا؟ فرمایا "ان کے مقدر میں قتل ہونا تھا، وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے آئے، اب تُو بھی اور وہ لوگ بھی خدا کے سامنے جائیں گے، وہیں تم لوگ اپنے اپنے نزاع وخصومت کو پیش کرو گے"۔ یہ سن کر ابن زیاد غضبناک اور برافروختہ ہو گیا۔

## حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور ابن زیاد:

عمرو بن حریث نے کہا "خدا امیر کا بھلا کرے، یہ ایک عورت ہیں، کیا عورت کی کسی بات کا مواخذہ ہو سکتا ہے؟ کسی بات کا یا سخت زبانی کا عورت سے تو مواخذہ نہیں کیا جاتا"۔ آپؓ سے مخاطب ہو کر ابن زیاد نے کہا تمھارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف سے خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کیا۔ یہ سن کر آپؓ رونے لگیں، پھر فرمایا "بخدا مردوں کو تو نے قتل کیا، خاندان کو تو نے میرے تباہ کر دیا، شاخوں کو تو نے قطع کیا، جڑ کو اکھاڑ ڈالا۔ اگر اسی سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا تو بے شک تو نے ٹھنڈا کر لیا"۔

کہنے لگا یہ عورت بڑی دلیر ہے، تمھارے باپ بھی تو شاعر اور بڑے دلیر تھے۔ آپؓ نے فرمایا "عورت کو دلیری سے کیا واسطہ؟ میں کیا دلیری کروں گی۔ جو منہ میں آ گیا وہ میں نے کہہ دیا"۔

## حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے قتل کا حکم:

حمید بن مسلم کہتا ہے حضرت علی بن حسین علیہ السلام کو جب ابن زیاد کے سامنے لائے ہیں، میں اس کے پاس ہی کھڑا تھا۔ پوچھا اس نے تمھارا نام کیا ہے؟ کہا میں علیؑ بن الحسینؑ ہوں۔ کہا علیؑ ابن الحسینؑ کو خدا نے کیا قتل نہیں کیا؟ آپؓ نے جواب نہیں دیا۔ کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے۔

Publisher HALQA-E-AULIA-UL QADRIA (Trust) Plot-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, ...@yahoo.com

آپؑ نے فرمایا میرے بھائی بھی علیؑ بن الحسینؑ کہلاتے تھے، انھیں لوگوں نے قتل کیا۔ کہنے لگا نہیں خدا نے انھیں قتل کیا۔ آپؑ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپؑ نے فرمایا ''جن کی موت کا وقت آتا ہے خدا ہی ان کو وفات دیتا ہے۔ بے حکمِ خدا کے کوئی شخص مر نہیں سکتا''۔ ابن زیاد نے کہا'' واللہ تم بھی ان ہی لوگوں میں ہو، ذرا دیکھنا یہ بالغ ہیں؟ واللہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ مردوں میں داخل ہو چکے ہیں''۔ مری بن معاذ نے آپؑ کو برہنہ کر کے دیکھا اور کہا کہ بالغ ہیں۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انھیں قتل کر دو۔

## حضرت زینبؑ کی شدید مخالفت:

اس پر حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا ان عورتوں کی حفاظت کیلئے تم کس کو مقرر کرو گے؟ ان کی پھوپھی حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں ''ابن زیاد! ہم لوگوں پر جو مصیبت گزر چکی ہے اس پر بس کر، کیا ہم لوگوں کا خون بہانے سے ابھی تجھے سیری نہیں ہوئی؟ کیا ہم میں سے کسی کو تو نے باقی رکھا ہے؟'' یہ فرما کر بھتیجے کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور کہا ''اے ابن زیاد! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر''۔ حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا اے ابن زیاد! اگر تجھ میں اور ان لوگوں میں قرابت ہے تو کسی پرہیز گار شخص کو ان عورتوں کے ساتھ روانہ کرنا جو مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔

ابن زیاد دیر تک ان بی بی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ''اس خون کے جوش پر تعجب ہوتا ہے۔ واللہ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ آرزو ہے کہ اس لڑکے کو اگر میں قتل کر دوں تو اس کے ساتھ ان کو بھی قتل کر دوں۔ اچھا لڑکے کو چھوڑ دو۔ جاؤ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ تم ہی جاؤ''۔

## مسجدِ کوفہ میں اعلانِ فتح:

ابن زیاد جب قصر میں داخل ہوا اور سب لوگ بھی آئے تو الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا ہوئی۔ یعنی

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA, st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan.

نماز کے بعد دربارِ عام ہوگا۔ غرض بڑی مسجد میں لوگ جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا ''شکر ہے خدا کا جس نے حق کو اہلِ حق کو قوی کیا اور امیر المومنین یزید بن معاویہ کی اور ان کے گروہ والوں کی نصرت کی اور (نقلِ کفر، کفر نا شد) کذاب بن کذاب حسینؓ بن علیؑ کو اور ان کے گروہ کے لوگوں کو قتل کیا۔''

## عبدؓاللہ بن عفیف ازدی:

ابن زیاد ابھی اس گفتگو سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن عفیف ازدی اٹھ کر اس کی طرف دوڑے۔ یہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہ کے گروہ کے تھے۔ بائیں آنکھ ان کی جنگ جمل میں جاتی رہی تھی جبکہ یہ حضرت علیؑ کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے۔ جنگِ صفین میں ایک ضرب ان کے سر پر پڑی تھی اور ایک ضرب بھوں پر لگی تھی۔ اس کے صدمہ سے دوسری آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ جب سے بڑی مسجد سے یہ نکلتے ہی نہ تھے۔ رات تک وہیں نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔ اس کے بعد واپس آتے تھے۔

## ابن عفیفؓ ازدی کی شہادت:

ابن زیاد کا یہ کلمہ سن کر انھوں نے فرمایا ''او پسرِ مرجانہ! کذاب ابن کذاب تُو اور تیرا باپ، اور جس نے تجھے حاکم بنایا وہ اس کا باپ۔ او پسرِ مرجانہ! تم لوگ پیغمبروں کے فرزند کو قتل کرتے ہو اور راست بازوں کا سا قول منہ سے کہہ ڈالتے ہو!'' ابن زیاد نے کہا لاؤ تو اسے میرے پاس۔ سپاہیوں نے ان پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عبدؓاللہ بن عفیف ازدی نے یا مبرور کہہ کر ندا کی۔ یہ ازدیوں کا شعار تھا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی وہیں بیٹھے تھے، انھوں نے کہا تمھارا بھلا نہ ہو، تم نے اپنے کو بھی تباہ کیا اور اپنی قوم کو بھی تباہ کیا۔ کوفہ میں اس وقت سات سو ازدی صلحشور موجود تھے۔ چند شخص ان میں سے عبدؓاللہ بن عفیف کی طرف دوڑے، ان کو چھڑا لائے۔ انھیں ان کے گھر میں پہنچا آئے۔ اس کے بعد ابن زیاد کچھ لوگ بھیج کر انھیں بلوایا اور قتل کیا اور حکم دیا کہ زمینِ شور پر ان کی

لاش دار پر چڑھادی جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔

## سرِ حسین علیہ السلام کی کوفہ میں تشہیر:

پھر ابن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کا سر کوفہ میں نصب کر دیا۔ اور تمام شہر میں تشہیر بھی کیا گیا۔ اس کے بعد زحر بن قیس کے ساتھ امام حسین علیہ السلام، ان کے اصحاب کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس روانہ کر دیا۔ زحر بن قیس کے ساتھ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابوظبیان ازدی بھی تھے۔ یہ لوگ یہاں سے روانہ ہوئے اور شام میں پہنچے۔ زحر جب یزید کے سامنے گیا تو یزید نے کہا ارے وہاں کیا ہو رہا ہے؟ اور تو کیا خبر لے کر آیا ہے؟

## شہادتِ حسین علیہ السلام پر یزید کا اظہارِ تاسف:

زحر نے کہا ''امیر المومنین! خدا کے فضل سے فتح و نصرت تجھے مبارک ہو۔ حسینؑ بن علیؑ ہمارے مقابلہ میں اٹھارہ شخص اپنے اہلبیتؑ میں سے اور ساٹھ آدمی اپنے شیعوں میں سے لے کر وارد ہوئے تھے۔ ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا یا تو اطاعت اختیار کریں اور امیر ابن زیاد کے حکم پر گردن جھکا دیں یا قتال پر آمادہ ہو جائیں۔ انھوں نے اطاعت کرنے سے جنگ کرنے کو بہتر خیال کیا۔ ہم نے آفتاب نکلتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ہر طرف سے انھیں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچ گئیں تو بھاگنے لگے اور پناہ نہ ملتی تھی۔ ٹیلوں پر اور غاروں پر ہم سے اس طرح وہ جان بچاتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شاہین سے چھپتے پھرتے ہیں۔ امیر المومنین! واللہ جتنی دیر میں اونٹ کو صاف کرتے ہیں یا قیلولہ میں جتنی دیر کیلئے آنکھ جھپک جاتی ہے بس اتنی دیر میں ہی سب سے آخر شخص کو ہم قتل کر چکے تھے۔ اب ان کی لاشیں برہنہ پڑی ہیں۔ ان کے پیراہن خون آلود ہیں۔ ان کے رخسار گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں، دھوپ انھیں پگھلائے دیتی ہے۔ ہوا انھیں گرد برد کر رہی ہے۔ ایک سنسان بیابان میں شاہین اور گدھ ان پر اتر رہے ہیں''۔ یہ سن کر یزید آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا ''میں تمھاری اطاعت سے جب خوش ہوتا کہ تم نے



Publisher FALAQ-E-ALVIA UL GADRIA (trust) st-8, Block 10-A Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilani...@yahoo.com

حسین علیہ السلام کو قتل نہ کیا ہوتا۔ خدا لعنت کرے پسرِ سمیہ پر۔ سنو! واللہ اگر حسین علیہ السلام کا معاملہ میرے ہاتھ میں پڑتا تو میں ان کو معاف ہی کر دیتا۔ خدا حسین علیہ السلام پر رحم کرے"۔ یزید نے زخر کو صلہ کچھ بھی نہ دیا۔

## اہلبیتؑ کی روانگیٔ کوفہ:

ابن زیاد نے مستورات و اطفالِ حسین علیہ السلام کیلئے بھی حکم دیا، ان کی روانگی کا بھی سامان کیا گیا۔ حضرت علی بن حسین علیہ السلام کیلئے حکم دیا کہ پاؤں سے گلے تک زنجیر میں جکڑ دیئے جائیں۔ اور محضر بن ثعلبہؑ عائذی اور شمر کو ساتھ کر کے ان کو روانہ کیا۔ یہ دونوں سب کو لئے ہوئے یزید کے پاس پہنچے۔ راستہ میں حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے ان دونوں سے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ یزید کے دروازہ پر جب پہنچے تو محضر نے پکار کر کہا محضر بن ثعلبہ ان ملامت زدہ بدکاروں کو لے کر امیر المومنین کے پاس حاضر ہوا ہے۔ یزید نے جواب دیا کہ محضر کی ماں نے جس بچہ کو جنا ہے بس وہی ملامت زدہ اور سب سے بدتر ہے۔

## شہادتِ امام حسین علیہ السلام پر یحییٰ بن حکم کے اشعار:

یزید کے سامنے جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیتؑ کے سر رکھے گئے تو اس نے وہ شعر پڑھا (جو اوپر گزرا) اور کہا اے حسین علیہ السلام! واللہ اگر تمھارا معاملہ میرے ہاتھ پڑتا تو میں تم کو قتل نہ کرتا۔ مروان کا بھائی یحیٰ بن حکم اس وقت یزید کے پاس موجود تھا۔ اس نے یہ شعر پڑھے:

لھام" مجنب الطف ادنی قرابةً
من ابن زیاد البعد ذی الحسب الوعل
سمیة امسی نسلُها عدد الحصیٰ
و بنت رسولِ اللہ لیس لھا نسل

یعنی ایک کالشکر ابن زیاد کے قرابت داروں کا جو کہ خاندان کا کمینہ ہے صحرائے طف کے قریب موجود ہے، سمیہ کی نسل تو شمار میں سنگ ریزوں کے برابر ہوگئی اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نسل باقی نہ رہی۔

یزید نے جو یہ سنا تو یحییٰ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا خاموش۔

## اہلبیتؑ کی دربارِ یزید میں طلبی:

یزید نے جلوس کیا اور بزرگانِ شام کو بلا کر اپنے گرا گرد بٹھایا۔ پھر حضرت علی بن حسین علیہ السلام واطفالِ حسین علیہ السلام ومستورات کو بلا بھیجا۔ یزید کے دربار میں ان لوگوں کا داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ حضرت علی بن حسین علیہ السلام سے یزید کہنے لگا ''تمھارے باپ نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا۔ دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا؟'' حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے جواب دیا ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرٔھا یعنی نہ روئے زمین پر نہ تم لوگوں پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائشِ عالم کے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔ یزید نے اپنے بیٹے خالد کو کہا ان کی بات کو رد کرے۔ خالد کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی جس سے رد کر سکے۔ یزید نے اس سے کہا تم کہو وما اصابکم من مصیبةٍ فیما کسبت ایدکم و یعفو عن کثیر یعنی تم پو جو مصیبت آئی ہے وہ تمھارے ہی ہاتھوں تمھارے اعمال کے سبب سے آئی ہے اور بہت سی خطائیں معاف بھی کر دیتا ہے۔ یزید یہ کہہ کر خاموش ہو رہا، پھر مستورات اور اطفال کو بلوایا۔ یہ سب لوگ سامنے لا کر بٹھائے گئے۔ یزید نے دیکھا کہ سب لوگ بہت ہی برے حال سے ہیں۔ کہنے لگا خدا برا کرے پسر مرجانہ کا اگر اس میں اور تم لوگوں میں برادری وقرابت ہوتی تو تم سے یہ سلوک نہ کرتا اور اس حالت سے تم کو نہ بھیجتا۔

حضرت سیدہ فاطمہؑ بنتِ علیؑ بیان کرتی ہیں جب ہم لوگ یزید کے سامنے لے جاکے

بٹھائے گئے تو اسے ترس آ گیا اور ہمارے باب میں کسی چیز کا اس نے حکم دیا اور مہربان ہم پر ہوا۔ اس وقت ایک سرخ رنگ کا آدمی اہلِ شام سے یزید کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! اس عورت کو (یعنی میں) مجھے دے دیجئے۔ میں اس زمانہ میں کم سن تھی اور صورت دار تھیں۔ میرے تن بدن میں تھرتھری پڑ گئی، میں ڈر گئی، مجھے بدگمانی ہوئی کہ یہ بات ان کے مذہب میں جائز ہوگی۔ میں نے اپنی بڑی بہن زینبؑ کا آنچل پکڑ لیا۔ وہ مجھ سے زیادہ عقل رکھتی تھیں۔ جانتی تھیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ وہ بول اٹھیں ''جھک مارا تو نے! او بے ہودہ بدکار! تیری یہ مجال ہے نہ یزید کی''۔ یزید کو غصہ آ گیا۔ کہنے لگا واللہ تم نے غلط کہا، مجھے یہ اختیار ہے، میں کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ فرمایا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا، خدا نے یہ اختیار تجھے نہیں دیا، ہاں اگر ہمارے مذہب سے تو نکل جائے اور ہمارے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے۔ یزید غضب ناک ہو گیا، برہم ہو کر کہنے لگا ''تو مجھ سے یہ گفتگو کرتی ہے؟ دین سے تیرے باپ نکل گئے''۔ فرمایا ''خدا کے اور میرے باپ بھائی کے دین سے اور میرے جدﷺ کے دین سے تو نے تیرے باپ نے تیرے جد نے ہدایت پائی''۔ یزید نے کہا ''او دشمنِ خدا! تو جھوٹ کہہ رہی ہے''۔ فرمایا کہ ''تو حاکم ہے، غالب ہے، ناحق سخت زبانی کرتا ہے، اپنی حکومت سے دباتا ہے''۔ اب تو یزید کو واللہ حیا آ گئی، چپ ہو رہا۔ شامی نے پھر وہی کلمہ کہا ''امیر المومنین! یہ کنیز مجھے دے ڈالیئے''۔ یزید نے کہا ''دور ہو، خدا تجھے دے کر تیرا فیصلہ کرے''۔

## شاہی حرم میں شہادتِ حسین علیہ السلام پر ماتم:

یزید نے نعمان بن بشیر سے کہا اے نعمان! ان لوگوں کی روانگی کا سامان جیسا مناسب ہو کر دو اور ان کے ساتھ اہل شام میں کسی ایسے شخص کو بھیجو جو امانت دار ہو، نیک کردار ہو اور اس کے ساتھ سوار ہوں اور خدام ہوں کہ ان سب کو مدینہ پہنچا دے۔ بعد اس کے مستورات کیلئے حکم دیا کہ علیحدہ مکان میں اتاری جائیں، جہاں ضرورت کی چیزیں سب موجود ہوں اور علیؑ بن حسین علیہ



Publisher: HALQAE ALVIA UL QADRIA (trust) ... Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan ... @yahoo.com

السلام اسی مکان میں رہیں جس میں وہ سب لوگ ابھی تک تھے۔ غرض یہ سب لوگ جب اس گھر سے یزید کے گھر میں گئے تو آلِ معاویہ میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو امام حسین علیہ السلام کیلئے روتی ہوئی نوحہ زاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو۔ غرض سب نے صفِ ماتم وہاں بچھائی۔

## حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے حسن سلوک:

یزید صبح وشام کھانے کے وقت حضرت علی بن حسین علیہ السلام کو بھی بلا لیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے حضرت عمرو بن امام حسن علیہ السلام کو بھی بلایا، وہ بہت کم سن تھے۔ یزید نے ان سے کہا اس جوان سے یعنی خالد سے لڑتے ہو؟ ابنِ حسن علیہ السلام نے کہا یوں نہیں لڑتا، ایک چھری میرے ہاتھ میں دو اور ایک خالد کے ہاتھ میں، پھر لڑوں گا۔ یزید نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا وہ طینت کہاں جائے گی، سانپ کا بچہ سنپولیا ہی ہوتا ہے۔

## سانحۂ کربلا پر یزید کا اظہارِ افسوس:

جب ان لوگوں نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو یزید نے حضرت علی بن حسین علیہ السلام کو بلا بھیجا اور ان سے کہا ''خدا پسرِ مرجانہ پر لعنت کرے، واللہ اگر حسینؑ میرے پاس آتے، جس بات کے مجھ سے وہ خواستگار ہوتے وہی میں کرتا، ان کو ہلاک ہونے سے جس طرح بن پڑتا میں بچا لیتا۔ اگرچہ اس میں میری اولاد سے کوئی تلف ہو جاتا تو ہو جاتا۔ لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا۔ تمھیں جس بات کی ضرورت ہو مجھے خبر کرنا، میرے پاس لکھ کر بھیج دینا''۔ پھر یزید نے سب کو کپڑے دیئے اور اس بدرقہ سے ان کے لوگوں کے باب میں تاکید کی۔

## اہلِ بیتؑ کی روانگیٔ حجاز:

یہ شخص جو بدرقۂ راہ تھا، سب کے ساتھ روانہ ہوا۔ رات بھر قافلہ کے ساتھ ساتھ اس طرح رہتا تھا کہ سارا قافلہ اس کی نگاہ کے سامنے رہے، آگے آگے چلے۔ جب یہ لوگ اترتے تھے تو کنارہ



Publisher HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust)

ہو جاتا تھا۔ خود بھی اور اس کے ساتھ والے بھی ہر سمت میں قافلہ کے گرداگرد پھیل جاتے تھے جو طریقہ کہ پاسبانوں کا ہوتا ہے اور یہ خود اس طرح علیحدہ سب سے اترتا تھا کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے یا قضائے حاجت کیلئے جائے تو اسے کچھ زحمت نہ ہو۔ اس طرح سے ان لوگوں کو راہ میں راحت پہنچاتا ہوا، ان کی ضرورتوں کو پوچھتا ہوا ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوا مدینہ کو سب کو لے کر داخل ہو۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ بنت علیؑ نے اپنی بہن حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا سے کہا پیاری بہن! یہ مردِ شامی ہمارے ساتھ سفر میں بہت خوبیوں سے پیش آیا، اسے کچھ انعام دیجئے۔ فرمایا واللہ میرے پاس اپنے زیور کے سوا کچھ بھی نہیں جو اسے انعام میں دوں۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا اچھا ہم دونوں آدمی اپنا گہنا اسے انعام میں دیں گے۔ غرض دونوں بیبیوں نے اپنے اپنے کنگن اور بازو اتار کر بدرقہ کے پاس بھیجے، اس سے عذر کے ساتھ یہ کہلا بھیجا کہ راستہ میں جس خوبی سے تم ہم سے پیش آئے یہ اس کا صلہ ہے۔ اس نے کہا میں نے جو کچھ خدمت کی ہے اگر طمع دنیا ہوتی تو آپؓ کے اس زیور سے بلکہ اس سے بھی کم میں مَیں خوش ہو جاتا لیکن واللہ میں نے جو خدمت کی ہے وہ خوشنودیٔ خدا کیلئے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جو قرابت آپؓ کو ہے، اس کے خیال سے کی ہے۔

## زندان خانہ میں رقعہ:

ایک روایت یہ ہے کہ امرائے کربلا ابن زیاد کے پاس پہنچے ہیں اور کوفہ میں ابھی قید ہیں کہ زندان میں ایک رقعہ پتھر میں لپٹا ہوا آ کر ملا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تم لوگوں کے باب میں یزید سے حکم لینے کیلئے یہاں سے فلاں تاریخ کو قاصد روانہ ہوا ہے، اتنے دنوں میں وہ آئے گا، فلاں تاریخ تک یہاں پہنچے گا، اگر تم لوگ اللہ اکبر کی آواز سننا تو یقین کر لینا کہ تمہارے قتل کا حکم آیا ہے، اگر تکبیر کی آواز سننا تو سمجھنا انشاء اللہ امان ہے۔ ابھی قاصد کے پہنچنے میں دو تین دن باقی تھے کہ قید خانہ میں



Publisher: HALQA-E-ALIA-UL-QADRIA (Trust) 8, Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: jilani...@yahoo.com

آ کر ایک پتھر گرا، اس میں ایک رقعہ اور استرہ لپٹا ہوا تھا۔ رقعہ میں تھا کہ تم لوگوں جو وصیت یا عہند کرنا ہو کرلو، فلاں تاریخ تک قاصد آ جائے گا۔ قاصد آیا اور تکبیر کی آواز نہ آئی۔ وہ یہ حکم لے کر آیا کہ قیدیوں کو میرے پاس روانہ کردے۔ ابن زیاد نے سروں کو اور قیدیوں کو یزید کے پاس روانہ کر دیا۔

## یزید کا اعتراف:

امام حسین علیہ السلام کے سر کو دیکھ کر یزید نے لوگوں سے کہا ”جانتے ہو ان کا یہ انجام کیوں ہوا؟ یہ کہتے تھے کہ ان کے باپ علیؑ میرے باپ سے بہتر تھے، ان کی ماں فاطمہؑ میری ماں سے بہتر تھیں، ان کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے جد سے بہتر تھے اور یہ خود مجھ سے بہتر ہیں اور خلافت کا مجھ سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں۔ اپنے باپ کو جو میرے باپ سے بہتر کہتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ میرے باپ نے ان کے باپ سے محاکمہ کیا، اور لوگ جانتے ہیں کہ کس کے حق میں حکم ہوا۔ اپنی ماں کو جو میری ماں سے وہ بہتر کہتے تھے تو اس میں شک نہیں کہ فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری ماں سے بہتر ہیں۔ یہ کہنا ان کا کہ ان کے جد میرے جد سے بہتر تھے اس میں بھی شک نہیں۔ جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مثل و نظیر کوئی نہیں ہوسکتا لیکن ان پر یہ بلا ان کی سمجھ کی طرف سے آئی ہے۔ انھوں نے یہ آیت نہ پڑھی تھی قل اللّٰھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک من تشاءُ و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٔ قدیر۔
یعنی کہو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) اے ملک کے مالک پروردگار تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور تو جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی دست وقدرت میں نیکی ہے، تو ہر شے پر قادر ہے“۔

## اہلِ بیتؑ سے یزید کا حسن سلوك:

اس کے بعد اہلِ حرم کا داخلہ دربار میں ہوا۔ انھیں دیکھ کر یزید کے گھر کی عورتیں اور معاویہ

Publisher: HALQA-E-ALVIA-UL-QADRIA (trust) st-8, block-10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanianiq@yahoo.com

کی بیٹیاں اور سب گھر والے نالہ وفریاد کرنے لگے۔ حضرت سیدہ فاطمہ بنتِ امام حسین سلام اللہ علیہا جو حضرت سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا سے سن میں بڑی تھیں کہنے لگیں یزید! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹیاں اور بندی بنیں؟ یزید نے کہا اے بھتیجی! مجھے یہ امر بہت ناگوار گزرا۔ فرمایا واللہ! ہم لوگوں کے پاس ایک چھلا بھی نہ رہنے دیا۔ جواب دیا اے بھتیجی! جتنا مال تمھارا لٹ گیا ہے میں اس سے بڑھ کر تم کو دوں گا۔ پھر یہ سب لوگ یزید کے گھر میں لائے گئے۔ اس وقت یزید کے گھر کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جوان کے پاس آئی نہ ہو اور ماتم میں شریک نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد یزید نے کسی کو بھیج کر اہلِ حرم سے پوچھا کہ کیا کیا چیزیں ان سے لوٹ لی گئیں اور جس بی بی نے جو کچھ بتایا اس کا المضاعف یزید نے دیا۔ حضرت سکینہؓ کہا کرتی تھیں میں نے کسی کافر کو یزید سے بڑھ کر اچھا نہیں دیکھا۔ اسیروں میں حضرت علی بن حسین علیہ السلام بھی یزید کے سامنے لائے گئے۔ یزید نے پوچھا علیؑ تم کیا کہتے ہو؟ آپؑ نے جواب دیا "ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم۔ الا فی کتاب من قبل ان نبرها ان ذلک علی اللہ یسیر الکیلا ناسوا علیٰ مافاتکم۔ ولا تفرحوا بما اتکم۔ واللہ لا یحب کل مختالاً فخورًا یعنی نہ تو روئے زمین پر نہ تم لوگوں کوئی ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائش عالم سے پہلے لکھا جا چکا ہے، خدا کے نزدیک تو یہ سہل سی بات ہے، یہ اس واسطے ہے کہ کسی چیز کے فوت ہونے کا غم نہ کرو اور کسی چیز کے مل جانے پر خوش نہ ہو جاؤ اور اللہ کسی اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا"۔

یزید نے جواب میں کہا جو مصیبت آئی ہے وہ تمھارے ہی ہاتھ، تمھارے اعمال کے سبب سے آئی ہے اور بہت سی خطائیں خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔ اس کے بعد یزید نے ان لوگوں کی روانگی کا سامان کیا اور حضرت علیؑ بن حسین علیہ السلام کو کچھ مال دے کر مدینہ روانہ کر دیا۔

## سرِ امام حسین علیہ السلام کے متعلق دوسری روایت:

ایک روایت یہ ہے کہ اہلِ کوفہ امام حسین علیہ السلام کا سر لے کر جب آئے تو مسجد دمشق میں

داخل ہوئے۔ مروان بن حکم نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ کہا ان میں سے اٹھارہ شخص ہم لوگوں میں وارد ہوئے تھے، ہم نے سب کو قتل کیا، یہ ان کے سر ہیں اور اسیر عورتیں ہیں۔ یہ سنتے ہی مروان دوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بھائی یحیٰ بن حکم ان لوگوں کے پاس آکر پوچھنے لگا کہ تم نے کیا کیا؟ انھوں نے مروان سے جو کہا تھا وہی کلمہ یحیٰ سے بھی کہہ دیا۔ یحیٰ نے کہا ''تم لوگ قیامت کے دن شفاعتِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محروم ہو چکے ہو۔ میں تو اب کسی امر میں کبھی تمھارا ساتھ نہ دوں گا''۔ یحیٰ یہ کہہ کر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ یہ لوگ یزید کے پاس گئے اور اس کے سامنے امام حسین علیہ السلام کا سر رکھ دیا اور قصہ بیان کرنے لگے۔ ہند زوجہ یزید نے جو قصہ سنا تو چادر اوڑھ کر باہر نکل پڑی۔ پوچھا اے امیر المومنین! کا یہ سر حسینؑ بنت فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے؟ یزید نے کہا ''ہاں یہ ان ہی کا سر ہے۔ اے ہند! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے فخرِ خاندانِ قریش حسینؑ بن فاطمہؑ کیلئے نوحہ وزاری کر۔ ابن زیاد نے ان کے قتل کرنے میں بہت جلدی کی، خدا اسے قتل کرے''۔

## یزید اور ابو برزہؓ اسلمی:

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے۔ کیا دیکھا کہ آپؑ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے، وہ آپؑ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ان کی اور میری وہ مثال ہے جو حصین بن حمام مری نے کہی ہے:

یفلقن هامًا من رجال احبه

الینا وقد کانوا عق اظلما

ہماری تلواریں اپنے ہی پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں۔ وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔

اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں سے ابو برزہؓ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا ''اے یزید!

تیری چھڑی اور حسین علیہ السلام کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم چومتے تھے۔ سن رکھ قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا۔ اور حسینؑ محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ ہوں گے"۔ یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔

## شہادتِ امام حسینؑ کی مدینہ میں اطلاع:

ابن زیاد نے جب امام حسینؑ کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آچکا تو عبدالملک سلمی کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتلِ حسینؑ کا مژدہ پہنچا۔ عمرو بن سعید اس زمانہ میں امیر مدینہ تھا۔ عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا۔ ابنِ زیاد تو ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیتا تھا، اسے جھڑک دیا، کہا ابھی جا اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچنے پائے۔ کچھ دینار بھی اسے عطا کئے اور تاکید کی کہ سستی نہ کرنا، تیرا ناقہ اگر راہ میں رہ جائے تو دوسرا ناقہ مول لے لینا۔ عبدالملک مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا "ماالخبر"۔ اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قرشی نے کہا قتل الحسین، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عبدالملک اب عمرو بن سعید کے پاس آیا۔ دیکھتے ہی اس نے پوچھا صادرائک، وہاں کی کیا خبر لایا ہے؟ اس نے کہا آپ کے خوش ہونے کی خبر ہے، قتل الحسینؑ بن علیؑ۔ کہا اس خبر کی منادی کردے۔ عبدالملک کہتا ہے میں نے قتلِ حسینؑ کی ندا کردی۔ اس کو سن کر زنانِ بنی ہاشم نے اپنے اپنے گھروں میں جیسا نوحہ و ماتم قتلِ حسینؑ پر کیا، میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ اس پر عمرو بن سعد نے ہنس کر یہ شعر عمرو بن سعدی کا پڑھا:

عجت نساء بنی زیاد عجة
کعجیع نسوتنا غداة الارنب

یعنی ہماری عورتیں جنگِ ارنب میں جس طرح روئی پیٹی تھیں، آخر اسی طرح عبدالمدان والے بنی



Publisher: FALQAE ALWIA UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

زیاد کی عورتیں بھی روئی پیٹیں۔

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا عثمانؓ بن عفان کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی، یہ نوحہ و ماتم اسی کے بدلہ میں ہے۔ اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں سے قتلِ حسینؑ کی خبر بیان کی۔

## حضرت عبدؓاللہ بن جعفرؓ کا صبر و ایثار:

حضرت عبدؓاللہ بن جعفرؓ کو جب امام حسینؑ کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر جب پہنچی تو ان کے بعض خدام اور سب لوگ پرسہ دینے کو ان کے پاس آئے۔ خدام میں ایک غلام آزاد ان کا شاید ابو السلاس کہنے لگا یہ مصیبت ہم پر حسینؑ نے ڈالی۔ حضرت عبدؓاللہ بن جعفرؓ نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ کر مارا اور کہا ''او پسرِ مختاد! حسینؑ کی نسبت ایسا کلمہ کہتا ہے! واللہ اگر میں خود وہاں ہوتا تو ہرگز ان سے جدا نہ ہوتا اور یہی چاہتا کہ ان کے ساتھ میں بھی قتل ہو جاؤں۔ واللہ! وہ ایسے ہیں کہ ان دونوں فرزندوں کے عوض اپنی جان میں ان پر فدا کرتا۔ ان دونوں فرزندوں کی مصیبت کو میں مصیبت نہیں سمجھتا، انھوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جان دی ہے۔'' یہ کہہ کر اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا شکر ہے خداوند عالم کا جس نے قتلِ حسین علیہ السلام کے غم و ماتم میں ہم کو مبتلا کیا کہ حسین علیہ السلام کی نصرت میرے ہاتھ سے نہ ہوئی تو میرے فرزندوں سے تو ہوئی۔

## ام لقمانؓ بنتِ عقیلؓ کا نوحہ:

جب اہل مدینہ کو قتلِ حسین علیہ السلام کی خبر پہنچی تو (ام لقمانؓ) بنتِ عقیلؓ ابن ابی طالبؑ اپنے خاندان کی عورتوں کو ساتھ لئے ہوئے نکلیں۔ سر ان کا کھلا ہوا تھا، چادر کو سنبھالتی جاتی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں:

Publisher: HALQA-E-ALVIA-E-QADRIA (trust) st-8, Block 9-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...maniohe@yahoo.com

ماذا تقربون اذ قال النبی لکم
ماذا فعلتم وانتم آخر الاُمم
بعترتی واھلی بعد مفقدی
منھم الساویٰ ومنھم فرجز ابدم

لوگو! کیا جواب دوگے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو! جب وہ تم سے یہ بات پوچھیں گے کہ تم نے پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی امت ہو کر میری عترت اور میرے اہلبیتؑ کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا، ان میں سے کچھ اسیر ہیں اور کچھ آلودۂ خاک وخون۔

## حکمنامۂ قتلِ حسین علیہ السلام کی طلبی:

عمر بن سعد سے قتلِ حسین علیہ السلام کے بعد ابن زیاد نے کہا وہ رقعہ جو میں نے قتلِ حسین علیہ السلام کیلئے تم کو لکھا تھا کہاں ہے؟ ابن سعد نے کہا میں تیرا حکم بجالانے میں مصروف رہا، رقعہ ضائع ہو گیا۔ کہا نہیں وہ رقعہ لاؤ۔ کہا جاتا رہا۔ کہا تجھے واللہ وہ رقعہ مجھے دے دے۔ کہا ''وہ رقعہ واللہ اس لئے ڈال رکھا ہے کہ مدینہ میں قریش کی بڑی بوڑھی بیبیوں کے سامنے معذرت کے طور پر پڑھا جائے گا۔ سن میں نے حسینؑ کے باب میں ایسی خیر خواہی کے کلمے تجھ سے کہے کہ اگر اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے کہتا تو ان کا حق ادا کر دیتا''۔ یہ سن کر ابن زیاد کا بھائی عثمان بن زیاد کہنے لگا واللہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حسینؑ قتل نہ ہوتے چاہے اس میں بنی زیاد کی ناک نکیل پر چڑھا دی جاتی۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کلمہ کو سن کر کچھ برا نہیں مانا۔

جس روز امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے ہیں، اسی دن صبح کو مدینہ میں یہ آواز آئی کہ ''حسینؑ کے قاتلو! تم کو عذاب و رسوائی مبارک! تم اہل آسمان ملائک وانبیاء تم پر دعائے بد کر رہے ہیں۔ تم پر داؤدؑ وموسےٰؑ وعیسےٰؑ



Publisher: FALQAE ALVIA QADRIA (trust) ST-2, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: jilaniqadri@yahoo.com

نے لعنت بھیجی ہے''۔ عمرو بن عکرمہ کہتا ہے میں نے یہ آواز سنی اور عمرو بن خیردم کلبی کہتا ہے کہ میرے باپ نے بھی یہ آواز سنی تھی۔

## شہدائے بنی ہاشمؑ:

امام حسین بن علی علیہ السلام جب قتل ہوئے تو ان کے اور ان کے عزیزوں کے اور انصار کے سر ابن زیاد کے پاس لائے گئے۔ بنی کندہ تیرہ سر لے کر آئے، ان کا سردار قیس بن اشعث تھا۔ بنی ہوازن بیس سر لائے، ان کا سردار شمر بن ذی الجوشن تھا۔ بنی تمیم سترہ سر لائے۔ بنی اسد چھ سر، بنی مذحج سات، باقی لشکر والے بھی سات سر لائے۔ یہ سب ستر سر ہوئے۔

مقتولوں میں امام حسین بن علی علیہ السلام ہیں، ان کی ماں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا دخترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہیں۔ سنان بن انس نے آپؑ کو قتل کیا اور خولی بن یزید آپؑ کا سر لے کر آیا۔

اور حضرت عباسؓ بن علیؑ بن ابی طالبؓ، ان کی ماں ام البنین ہیں۔ آپؓ کو زید بن رقاد جهنی اور حکیم بن طفیل سنبسی نے قتل کیا۔

اور حضرت جعفرؓ بن علیؑ، ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔

اور حضرت عبداللہؓ بن علیؑ، ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ بن علیؑ، ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔ خولی بن یزید نے تیر مار کر ان کو قتل کیا۔

اور حضرت ابوبکرؓ بن علیؓ بن ابی طالبؓ، ان کی ماں لیلیٰ بنتِ مسعود ہیں، ان کے قتل ہونے میں بعض مؤرخین کو شک بھی ہے۔

اور حضرت علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ، ان کی ماں حضرت لیلیٰؓ بنت ابو مرہ ہیں۔ یہ میمونہ بنت ابوسفیان بن حرب کی بیٹی ہیں۔ ان کو مرۃ بن منقد عبدی نے قتل کیا۔

Publisher: HALQA-E-ALVI-AL-QADRIA (trust), st-8, Block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. ...@yahoo.com

اور حضرت عبدؒ اللہ بن حسینؑ، ان کی ماں حضرت رباب بنت امرؤ القیس ہیں۔ ان کو ہانی بن ثبیب حضرمی نے قتل کیا۔ اور حضرت علیؑ بن حسینؑ کم سن سمجھے گئے، قتل سے بچ گئے۔

اور حضرت ابوبکرؓ بن حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؓ، ان کی ماں ایک کنیز تھیں۔ ان کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے قتل کیا۔ عمرو بن الحسن مشہور ہوئے، ان کی والدہ حضرت خولہ تھیں۔

اور حضرت عبدؒ اللہ بن حسنؑ، ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ ان کو حرملہ بن کاہن نے تیر مار کر قتل کیا۔

اور حضرت قاسمؑ بن حسنؑ، ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ ان کو سعد بن عمرو ازدی نے قتل کیا۔

اور حضرت عونؓ بن عبدؓ اللہ بن جعفرؓ، ان کی ماں حضرت سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ ان کو عبداللہ بن قطبہ نبہانی نے قتل کیا۔

اور حضرت محمدؓ بن عبدؓ اللہ بن جعفرؓ، ان کی ماں حضرت سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ ان کو عامر بن نہشل تیمی نے قتل کیا۔

اور حضرت جعفرؓ بن عقیلؓ، ان کی ماں ام البنین بنت شقر تھیں۔ ان کو بشر بن رحوطہ ہمدانی نے قتل کیا۔

اور حضرت عبدؓ الرحمٰن بن عقیلؓ، ان کی ماں کنیز تھیں۔ ان کو عثمان بن خالد جہنی نے قتل کیا۔

اور عبدؓ اللہ بن عقیلؓ، ان کی ماں کنیز تھیں۔ ان کو عمرو بن صبیح صدائی نے تیر مار کر قتل کیا۔

اور حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ، ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ یہ کوفہ میں قتل ہوئے۔

اور حضرت عبدؓ اللہ بن مسلمؓ، ان کی ماں حضرت رقیہؓ بنتِ علیؑ ابن ابی طالبؓ تھیں۔ حضرت رقیہؓ کی ماں کنیز تھیں۔ ان کو بھی عمرو بن صبیح صدائی نے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں اسید بن مالک حضرمی نے انھیں قتل کیا۔

اور محمد بن ابی سعیدؓ بن عقیلؓ، ان کی ماں کنیز تھیں۔ ان کو لقیط بن یاسر جہنی نے قتل کیا۔ حضرت حسنؑ بن حسنؑ کم سن سمجھے گئے۔ ان کی ماں خولہ بنت منظور فزاری تھیں۔ اور حضرت عمرؓ بن حسنؑ بھی کم سن سمجھے گئے۔ ان کی ماں کنیز تھیں۔ یہ دونوں صاحبزادے قتل سے بچ گئے۔

آپؑ کے آزاد غلاموں سے سلیمانؓ بھی قتل ہوئے۔ ان کو سلیمان بن عوف حضرمی نے قتل کیا۔

اور رمجؓ بھی دوسرے شخص ہیں، یہ بھی آپؑ کے ساتھ قتل ہوئے۔

اور حضرت عبدؓاللہ بن قطر، آپؑ کے برادرِ رضاعی (کوفہ میں قتل ہوئے)۔

## عبیداللہ بن حر:

قتلِ حسینؑ کے بعد ابن زیاد نے بندگانِ کوفہ میں عبیداللہ بن حر کو ڈھونڈا اور نہ پایا۔ کچھ دنوں بعد ابن حر خود ہی ابن زیاد کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا اے ابن حر! تم کہاں تھے؟ کہا میں بیمار تھا۔ کہا دل کی بیماری تھی یا جسم کی؟ اس نے کہا دل تو میرا بیمار نہ تھا اور جسم کی بیماری سے حق تعالیٰ نے مجھے صحت عنایت فرمائی۔ ابن زیاد نے کہا تو جھوٹا ہے، تُو تو ہمارے دشمن کا شریک تھا۔ کہا میں تیرے دشمن کے ساتھ ہوتا تو کوئی تو مجھے دیکھتا، میرا شریک ہونا ایسا نہ تھا کہ چھپا رہتا۔ اس کے بعد ابن زیاد کسی اور شخص کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابن حر وہاں سے نکلا، گھوڑے پر سوا ہوا تھا کہ ابن زیاد نے پوچھا ابن حر کہاں گیا؟ لوگوں نے کہا ابھی باہر گیا ہے۔ کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ اہلِ شرط دوڑے، کہا امیر کے پاس چلو۔ ابن حر نے گھوڑے کو دوڑا دیا اور کہا جا کر کہہ دو کہ واللہ خود سے تو کبھی میں تیرے پاس نہیں آنے کا۔ یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ احمر بن زیاد طائی کے گھر میں آ کر اترا۔ یہاں اس کے سب رفقاء اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

## عبیداللہ بن حر کے اشعار:

یہاں روانہ ہو کر کربلا میں آیا۔ اس نے اور اس کے رفیقوں نے شہداء کی زیارت کی۔ اس



Publisher: HALQA E ALVIA UL QADRIA (Regd) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...gilani...@yahoo.com

کے بعد مدائن کی طرف نکل گیا۔ اسی باب میں یہ اشعار اس نے کہے:

یقول امیر غادر و ابن غادر

الا کنت قاتلت الحسینؑ بن فاطمۃؑ

یہ امیر جو خود بھی دغا پیشہ، جس کا باپ بھی دغا پیشہ ہے،

مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے حسینؑ بن فاطمہؑ سے قتال کیوں نہیں کیا؟

فیاندمی الا اکون نصرۃ

الا کل نفس لاتسذد و نادمہ

ہائے مجھے تو یہ ندامت ہے کہ ان کی نصرت میں نے کیوں نہیں کی۔

سچ ہے کہ جس نفس کی اصلاح نہ کی جائے، اسے پشیمان ہونا پڑتا ہے۔

وانی لانی لماکن من حماتہ

لذوحسرۃ ماان تفارق لازمہ

اس سبب سے کہ میں ان کے انصار میں نہ تھا، مجھے حسرت رہے گی۔

حسرت بھی ایسی کہ جو کبھی دل سے نہ نکلے گی، ہمیشہ رہے گی۔

سقی اللہ ارواح الذین قاردوا

علی نصرۃ سفیا من الغیث دائمہ

خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو بارانِ رحمت سے سیراب کرے

جو ان کی نصرت پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

وقفت علی احداثہم ومجالہم

وکار الحشیٰ ینفض والعین سجدد

ان کے مزاروں پر، ان کی قتل گاہوں پر میں جا کر کھڑا ہوا تو کلیجہ پھٹنے لگا اور آنکھ سے آنسو امڈ آئے۔

Publisher: HALQAE ALVIA UL QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

لعمری لقد کانوا مصالیت فی الوغی

سراعا الیٰ الھجبا حماۃ" خضارمہ

قسم کھا کر کہوں گا کہ لوگ میدانِ وفا میں ثابت قدم تھے۔

نصرت کرنے کو دوڑ پڑتے تھے، دریائے زخار تھے۔

فاسرا علیٰ نصر ابن بنت فبیھُم

باسیانھم آساہ غیل ضراعنہ

اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے! کی انھوں نے غم خواری کی،

اپنی تلواروں سے ان کی نصرت کی، یہ شیر پیشہ تھے، ضرغام تھے۔

فان یقتلوا فکل نفس تقیۃ

علی الارض قد اضحت لذلک واجہ

وہ قتل تو ہو گئے لیکن روئے زمین پر کوئی نیک نفس ایسا نہ ہوگا جو اس واقعہ سے غم وغصہ میں مبتلا نہ ہوا ہو۔

رما ان رائی الراؤن افضل منھم

لدی الموت ساداتٍ و زھرًا قماقمہ

کسی نے ایسے لوگ نہ دیکھے ہوں گے کہ مرنے کے

وقت نورانی چہرے والے اور سادات و بزرگانِ دین سے ہوں۔

اتقتلھم ظلما و ترجوا ودادنا

فدع خطۃ" لیست لنا ملائمہ

تو انھیں ظلم و جور سے قتل کرے، پھر ہم سے دوستی کی امید رکھے، اس خیال کو چھوڑ۔ ہماری خصلت ایسی نہیں ہے۔

لعمری لقدر اعمتمونا بقتلھم

Publisher: HALQA-E-ALVIA-E-QADRIA (trust) st-8, Block 10-A, Gulshan e Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...jillanione@yahoo.com

فکم ناتم منا علیکم و تاقمہ

میں قسم کھا کر کہوں گا ان کو قتل کر کے تم لوگوں نے ہم کو ذلیل کر دیا،

ہمارے زن و مرد کے دلوں میں تمھاری طرف سے کینہ پیدا ہو گیا ہے۔

لھم مرارًا ان اسیر بجعول

الیٰ فئة زاغت عن الحق ظالمہ

میں بار بار قصد کرتا ہوں کہ ان ظالموں کے گروہ پر جنھوں نے حق کو چھوڑ دیا

ایک لشکرِ عظیم کے ساتھ حملہ کروں

فکفرا والا زوتکم فی کتائبٍ

اشد علیکم من زحرف الدیالمہ

بس بیٹھوں نہیں تو ایسے لشکر کو لے تم کو منتشر کر دوں گا

جس کا حملہ تمھارے لئے دیالمہ کے حملوں سے بھی شدید تر ہو گا۔

## ابو بلال مرداس کا خروج:

اسی سال ابو بلال مرداس قتل ہوا۔ یہ ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ اس نے کیوں خروج کیا تھا اور ابن زیاد نے اس کے مقابلہ میں دو ہزار سپاہ کے ساتھ اسلم بن زرعہ کو روانہ کیا تھا۔ اور اسلم نے اور اس کے لشکر نے ابو بلال سے شکست کھائی تھی۔ شکست کی خبر ابن زیاد کو پہنچی تو عباد بن اخضر کے ساتھ تین ہزار کی فوج اس کیلئے روانہ کی۔ عباد اس کے تعاقب میں چلا۔ ڈھونڈتا ہوا مقام توج میں پہنچ کر اس کے مقابل صف آراء ہوا۔ ابو بلال نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ ان میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہیں سرکا۔ ان پر سب نے حملہ کیا۔ یہ کچھ بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ ابو بلال نے اپنے اصحاب سے کہا تم میں سے جو شخص طمع دنیا میں نکلا ہو وہ چلا جائے اور جو شخص تم میں سے طلبِ آخرت اور ملاقاتِ باری تعالیٰ کا ارادہ رکھتا ہو تو سمجھ لے کہ وہ نعمت اس کیلئے موجود ہے۔ پھر یہ آیت

Publisher: HALQA EALIA-UL QADRIA (trust) St-8, Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

پڑھی من کان یرید حرث الآخرۃ نزد لہٗ دی حرثہ و من کان یرید حرث الدنیا نؤتہٖ منھا ومالہٗ فی الآخرۃ من نصیب یعنی جوکوئی آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے،ہم اس کی کھیتی کو بڑھائیں گے اور جوکوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے ہم دنیا میں سے کچھ اسے دیں گے اور آخرت میں وہ بے نصیب رہے گا۔

## ابوبلال کا خاتمہ:

وہ اور اس کے اصحاب بھی اس کے ساتھ سب لڑنے کیلئے اتر پڑے۔کسی نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب کے سب قتل ہوگئے۔عباد اپنے لشکر کو لئے ہوئے بصرہ کی طرف واپس آیا۔ عبیدہ بن بلال تین شخصوں کو ساتھ لے کر اور چوتھا یہ خود عباد کی گھات میں بیٹھا۔عباد دارالامارہ کے قصد سے جارہا تھا اور اس کا ایک چھوٹا سا لڑکا اس کی ردیف میں تھا۔ان لوگوں نے کہا بندۂ خدا ذرا ٹھہر،ہمیں تجھ سے کچھ رائے لینا ہے۔عباد ٹھہر گیا تو انھوں نے کہا ہم چاروں بھائی ہیں،ایک بھائی ہمارا مارا گیا،اس باب میں تیری کیا رائے ہے۔اس نے کہا امیر سے فریاد کرو۔کہا ہم نے اس سے فریاد کی،اس نے ہماری فریاد نہ سنی۔کہا خدا اسے مارے،تم اسے قتل کرو۔یہ سن کر سب نے اس پر حملہ کیا اور اسے روک لیا۔اس نے اپنے لڑکے کو ان کے حوالہ کردیا۔انھوں نے لڑکے کو قتل کیا۔

## امارتِ خراسان پر سلم بن زیاد کا تقرر:

اسی سال کا ذکر ہے کہ سلم بن زیاد عہدہ کا امیدوار ہوکر یزید کے پاس آیا۔ابھی سن اس کا چوبیس برس کا تھا۔یزید نے اس سے کہا تمھارے دونوں بھائیوں عبدالرحمٰن وعبادہ کو جو عہدہ دیا تھا وہی تم کو دیتا ہوں۔سلم نے کہا جوخوشی امیرالمومنین کی۔یزید نے خراسان،بحستان کا حاکم اسے مقرر کردیا۔سلم نے حارث بن معاویہ حارثی کو جو عیسیٰ بن شبیب کا دادا ہے،شام سے خراسان کی طرف روانہ کیا اور خود بصرہ میں آکر خراسان میں جانے کا سامان کیا۔اس نے حارث بن قیس سلمی کو گرفتار کرکے قید کرلیا۔اور اس کے بیٹے شبیب کے پائے جامہ کے سوا سب کپڑے اتروا کر پٹوا ڈالا۔اور

Publisher HALQAE ALIYA UL QADRIA (trust) ... Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: ...jilani...@yahoo.com

اپنے بھائی یزید بن زیاد کو بحستان کی طرف روانہ کیا۔ عبید اللہ بن زیاد اپنے بھائی عباد سے محبت رکھتا تھا۔ اس نے سلم کے والی خراسان و بحستان ہونے کا حال عباد کو لکھ بھیجا۔ عباد نے بیت المال کا سارا مال اپنے غلاموں کو تقسیم کر دیا اور جو کچھ بچ رہا اس کے بارے میں یہ ندا اس کے منادی نے دے دی کہ جو لوگ پہلے ہی سے اجرت و قیمت لینا چاہیں آ کر لے لیں۔

## یزید کی عباد سے جواب طلبی:

غرض سارا خزانہ اس نے اس طرح سے خالی کر دیا۔ جو آیا اسے دیا اور خود بحستان سے روانہ ہو گیا۔ حیرفت تک پہنچا تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ سلم کے اور اس کے درمیان بس ایک پہاڑ رہ گیا ہے۔ اس نے وہیں سے رخ پھیر دیا۔ اسی ایک شب میں عباد کے ہزار غلام چلے گئے۔ ہر ایک ان میں سے کم از کم دس ہزار کا مالک تھا۔ عباد ملک فارس کی طرف چلا اور یزید کے پاس پہنچا۔ یزید نے پوچھا کہ مال کہاں ہے؟ جواب دیا کہ میں سرحد پر تھا، جو کچھ ملا لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ سلم جب خراسان کے قصد سے نکلا تھا تو اس کے ساتھ عمران بن فیصل اور عبد اللہ بن حازم اور طلحہ بن عبد اللہ اور مہلب بن ابی صفرہ اور حنظلہ بن عراوہ اور ولید بن نہیک اور یحییٰ بن عامر اور ایک انبوہ کثیر بصرہ کے شہسواروں اور معزز لوگوں کا نکلا تھا۔

## اہلِ بصرہ کا جوش جہاد:

سلم یزید کا خط عبید اللہ ابن زیاد کے نام لئے ہوئے آیا تھا کہ سلم کو دو ہزار اور ایک روایت کے بموجب چھ ہزار آدمی انتخاب کر دینے دے۔ سلم نے وہاں کے رئیسوں اور شہ سواروں کا انتخاب کرنا شروع کیا۔ ان لوگوں کو بھی جہاد پر جانے کا شوق دامن گیر ہوا۔ انھوں نے خود خواہش کی کہ ہم کو لے چلے۔ سلم نے سب سے پہلے حنظلہ بن عراد کو لیا۔ عبید اللہ بن زیاد کہنے لگا کہ ان کو میرے لئے چھوڑ دو۔ سلم نے کہا ان ہی رائے پر رکھو، اگر تمھارے ساتھ رہنا پسند کریں تو تمھارے پاس رہیں، اگر میرے ساتھ چلنا چاہیں تو میرے ساتھ چلیں۔ حنظلہ نے سلم کے ساتھ چلنا اختیار



Publisher: HALQA E ALIA UL QADRIA (Reg.) ... Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email ...@yahoo.com

کیا۔ لوگوں کا یہ حال تھا کہ سلم سے آن آن کر کہتے تھے کہ ہمارا نام بھی اپنے ساتھ والوں میں لکھ لے۔ صلہ بن اشیم دیوان خانہ میں آیا کرتا تھا تو کاتب اس سے پوچھا کرتا تھا کہ "ابو عہباء کو اپنا نام نہ لکھواؤ گے؟ یہ تو وہ راہ ہے جس میں جہاد بھی ہے اور فضل بھی"۔ جواب دیتا کہ میں خدا سے استخارہ کروں گا اور سوچوں گا۔ اسی طرح ٹال دیا کرتا تھا۔ آخر سب کا انتخاب ہو چکا۔ اب اس کی زوجہ معاذ بنت عبداللہ نے کہا تم کیا اپنا نام نہ لکھواؤ گے؟ جواب دیا میں ذرا سوچ لوں تو کہوں۔ یہ کہہ کر اس نے نماز پڑھی اور حق تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آیا اور اس نے یہ کہا کہ جا تیرے لئے نفع اور فلاح ونجاح ہے۔ اب اس نے کاتب سے آ کر کہا میرا نام بھی لکھ لو۔ اس نے کہا انتخاب تو ہو چکا لیکن ہم تم کو چھوڑیں گے نہیں۔ یہ کہہ کر اس کا اور اس کے بیٹے کا نام بھی کاتب نے لکھ لیا۔

## یزید بن زیاد کی روانگیٔ سجستان:

سلم جب یزید بن زیاد کو سجستان کی طرف روانہ کرنے لگا تو اس کو بھی اسی کے ساتھ کر دیا۔ سلم جب خود روانہ ہوا تو اپنے ساتھ ام محمد بنت عبداللہ ثقفی کو بھی لے چلا۔ یہ پہلی عورت عرب کی ہے جس نے نہر کو قطع کیا۔ خراسان کا عملہ جاڑوں کے آنے تک جنگ وجدال میں مشغول رہتا تھا۔ جاڑا آیا اور یہ لوف مرد شاہ جہاں کو واپس چلے آئے۔ مسلمانو کے واپس ہونے کے بعد شاہانِ خراسان کسی شہر میں خوارزم کے قریب جمع ہو کر آپس میں یہ عہد و پیمان کرتے تھے کہ ہم میں کوئی کسی سے نہ لڑے، نہ کوئی کسی کو چھیڑے۔ اس کے علاوہ باہمد گر اپنے اپنے امور میں مشورہ بھی کیا کرتے تھے۔ مسلمان اپنے امراء سے کہا کرتے تھے کہ اس شہر پر حملہ کیوں نہیں کرتے؟ اور وہ ان کا کہنا نہ مانتے تھے۔ سلم جب خراسان میں آیا تو اس نے بھی جنگ کی اور جاڑا بھی آ گیا۔

## مہلب کی کارگذاری:

مہلب نے سلم سے اصرار کیا کہ مجھے اس شہر پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کر۔ اس نے چار ہزار یا

چھ ہزار سپاہی اسے دے کر روانہ کیا۔ مہلب نے جا کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ اطاعت کریں۔ انھوں نے اس بات پر صلح کرنا چاہی کہ اپنا اپنا فدیہ دیں گے۔ مہلب نے اسے قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے دو کروڑ سے زیادہ پر صلح کی۔ صلح میں یہ بات بھی داخل تھی کہ نقد کے عوض دوسری چیزیں بھی لی جائیں گی۔ غرض فی راس ہر جانور کی آدھی قیمت کی قیمت کے آدھے دام لگائے گئے۔ اس حساب سے پانچ کروڑ تک قیمت پہنچ گئی۔ اور اس سبب سے سلم کی نظر میں مہلب کی قدر زیادہ ہوگئی۔ سلم کو جو مال پسند آیا، وہ نکال لیا۔ مرد کے زمیندار کے ہاتھ کچھ اور لوگوں کو ساتھ لے کر یزید کے پاس روانہ کیا۔

## سلم بن زیاد کی سمرقند پر فوج کشی:

سلم نے خوارزم میں مالِ کثیر پر صلح کر کے اپنی عورت ام محمد کو ساتھ لے کر سمرقند پر لشکر کشی کی۔ ان لوگوں نے بھی صلح کر لی۔ وہیں اس عورت کے بطن سے سلم کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ نام اس کا صفدی رکھا اور امیر صغد کی عورت سے ام محمد نے اس کا زیور عاریت کے نام سے منگوایا۔ اس نے اپنا تاج بھیج دیا۔ لوگ واپس ہونے لگے تو یہ تاج کو لئے ہوئے چلی آئی۔

**عمرو بن سعید کی معزولی:** اسی سال ذوالحجہ کی پہلی تاریخ عمرو بن سعید کو یزید نے مدینہ سے معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اس سبب سے 61ھ کا حج بھی ولید کے ساتھ لوگوں نے کیا اور 62ھ کے حج میں بھی ولید امیر حج تھا۔ اس سال بصرہ اور کوفہ کا حاکم عبید اللہ بن زیاد تھا اور خراسان و سجستان کا حاکم سلم بن زیاد، بصرہ کا قاضی ہشام بن ہبیرہ اور کوفہ کا قاضی شریح۔

☆☆☆☆☆

خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پامالی یا جسمِ حسین علیہ السلام سے انؑ کے لباس کو لوٹ لینا،

ابھی تو آپ نے خلیفۂ راشد دوم کے تنِ بے سر کی پامالی کی کہانی پڑھی ہے۔ کیا اس مقام پر ظلم کی انتہا جو کی

Publisher: FALQ-E-ALI (A.S) QADRIA, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

گئی، کیا اس امت کے ”اولی الامر منکم“ امامِ برحق اور جانِ اولیاء یعنی حسین ابن علی علیہ السلام کے سرِ اقدس کی بے حرمتی اور دخترانِ فاطمہؑ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سروں سے چادروں کے لوٹ کھسوٹ کے واقعاتِ دل دوز سے ظلم کی پیاس بجھ گئی؟ نہیں! نہیں! جناب والا ہر گز نہیں! ابھی تو مقامِ آہ و فغاں اور بھی ہیں! ابھی تو اسلام کے محافظ باقی ہیں۔ دینِ اسلام کی حفاظت کیلئے حسنؑ بصورتِ حسنؑ مثنیٰ اور حسینؑ ابن علیؑ بشکل ابنِ حسینؑ باقی تھے۔ ابھی تو وہ شہر جہاں سے اس اسلام کا بیج پودا بنا، جہاں اللہ کا محبوب رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ظہور پذیر ہوا، یہ شہر جس کی قسم خالقِ کُل نے کھائی اور جس کی حرمت کی گواہی دی، اپنی حرمت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ ابھی تو محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شہر ”مدینۃ الرسول ﷺ“ جہاں دین نے جڑ پکڑ کر تناور درخت کی شکل اختیار کی، خون کی بارش سے لہولہو نہیں ہوا ہے۔ ابھی تو مظلومیت کا قصہ اور ظلم کی داستان جاری ہے۔ سیدہ فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو ہابیل (بنی حسنؑ بن حسنؑ اور بنی علیؑ بن حسینؑ) اور امت کے دو قابیل (بنی امیہ اور بنی عباس کے ظالم بادشاہ) داستانِ حرم کے اوراق بن کر آپ کے سامنے آنے والے ہیں۔ ابھی تو آپ کو نسلِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی ساداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مظلومیت اور امت کی ”تاریخِ اسلام“ کے مظالم کا مطالعہ بھی کرنا ہے۔ داستانِ حرم ہابیل اور قابیل کی مظلومیت و مظالم کے واقعات کی کہانیاں جو حضرت خلیفۃ اللہ امام عالی مقام مہدی الہادی علیہ السلام کے ظہور تک جنم لیتی رہیں گی، آپ کو اپنی آغوش میں سمیٹتی ہوئی نظر آئے گی۔ یہ داستانِ حرم ہی دراصل تاریخِ اسلام ہے جس میں آپ کو اسلام کی ابتدا سے امام آخر الزماں علیہ السلام تک اس کے تکمیلی مراحل اور دین کی مظلومیت میں ارتقائی منازل کے نشیب و فراز کی داستان سنائی دے گی۔

☆☆☆☆☆☆ختم شد☆☆☆☆☆☆

Publisher: JALQA-E-ALVIA ALQADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal Karachi-75300, Pakistan email: jilanione@yahoo.com